شرح و فضائلِ صلوات

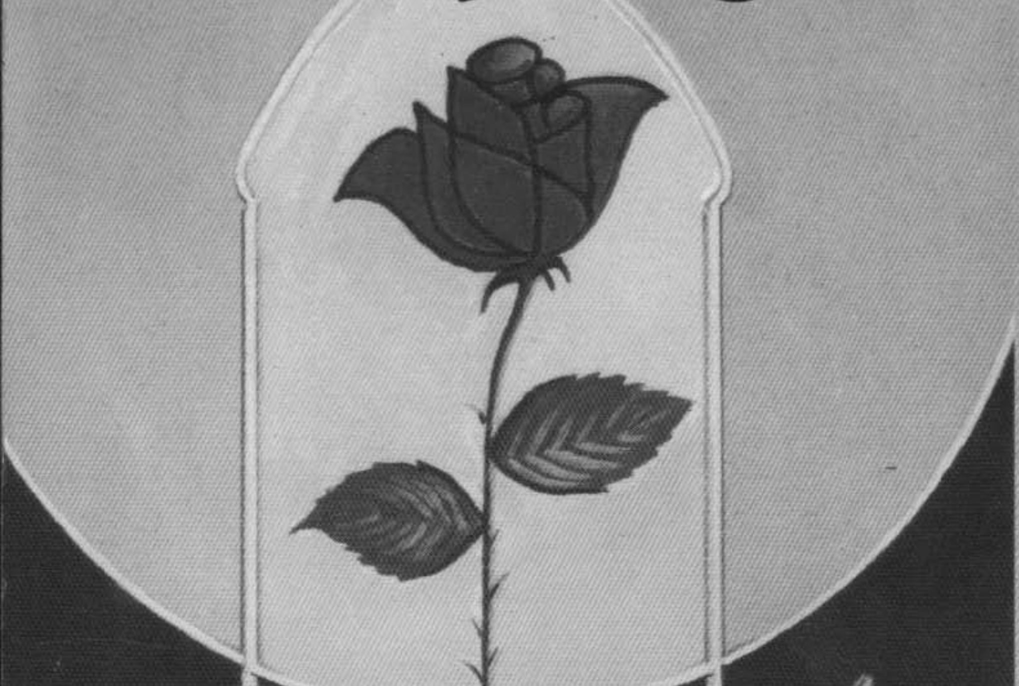

اثرِ خامہ

ڈاکٹر وصی جعفری

105

شرح و فضائل صلوات

حضرت عباس کی ولادت با سعادت کے
چہاردہ صد سالہ یادگار کے موقع پر یہ کتاب
۱۴۳۰ ہجری میں ... شائع کی گئی
منجانب ادارہ عالیہ تبلیغ ...

مؤلف

احمد بن محمد الحسینی اردکانی

حضرت عباس کی ولادت با سعادت کے
چہاردہ صد سالہ یادگار کے موقع پر یہ کتاب
۱۴۳۰ ہجری میں ... شائع کی گئی
منجانب ادارہ عالیہ تبلیغ ...

ترجمہ و تلخیص

مولانا ڈاکٹر وصی جعفری

حضرت عباسؑ کی ولادت با سعادت کے
چہار صد سالہ یادگار کے موقع پر یہ کتاب
۳۰٪ فیصد رعایت پر فروخت کی گئی۔
منجانب ادارۂ عالیہ تبلیغ و اشاعت رستم نگر، لکھنؤ

انتساب

باب مدینۃ العلم حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

جن کی خیرات علم و ادب سے آج تہذیب انسانی کا دامن مالا مال ہے

اور

جزو جانِ رسول، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے حضور میں

جنکا صبر و تحمل کائنات کے سکون و قرار کا سبب بن گیا!

اھدائے ثواب

علامہ سبحان علی خاں طاب ثراہ

اور ان کی

تمام مرحوم اولادوں

کے لئے

ترتیب

حرف مترجم ۹ تا ۱۱

تعارف : ازسرکار شمیم الملت دام ظلہ الوارف ۱۳ تا ۱۶

پہلی فصل : صلوات وسلام کے لغوی و اصطلاحی معنی ۱۷ تا ۲۳

دوسری فصل : آیہ صلوات کے سلسلے میں چند گوشے اور بحث ۲۵ تا ۴۶

تیسری فصل : صلوات وسلام کے لئے کن الفاظ کا استعمال کرنا چاہئے ۴۷ تا ۵۸

چوتھی فصل : صلوات پڑھنے کی فضیلت اور فوائد ۵۹ تا ۹۸

پانچویں فصل : صلوات پڑھنے کے اوقات ۹۹ تا ۱۱۱

چھٹی فصل : صلوات پڑھنے کے آداب ۱۱۳ تا ۱۱۵

ساتویں فصل : انبیاء کا صلوات کی برکت سے بلند مراتب پانا ۱۱۷ تا ۱۳۸

آٹھویں فصل : مختلف صلوات کا ذکر ۱۳۹ تا ۱۷۵

حرف مترجم

الحمدللہ! میری ایک اہم قلمی کاوش لباس اشاعت زیب تن کر کے آپ کے روبرو ہے۔ کسی کتاب کے ترجمہ وتلخیص سے لے کر کتاب کی اشاعت تک کی منزل کس قدر دشوار اور صبر آزما ہے۔ یہ صاحبان فن اور اس میدان کے سورما ہی جانتے ہیں۔ اگر رب کریم کی عنایت اور حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو شاید اب بھی یہ کتاب شائع نہ ہو پاتی۔

اگر چہ ۱۹۹۸ء میں ہی میں نے "شرح وفضائل صلوات" کا ترجمہ فارسی سے اردو زبان میں کرڈالا تھا لیکن کتاب کی ضخامت اور تعلیمی مصروفیت نے اتنا موقع نہ دیا کہ میں اس کتاب پر نظر ثانی کر کے کسی رسالہ میں قسط وار ہی شائع کرادیتا۔ لیکن اگر یہ کتاب قسط وار شائع ہوتی تو شائد محفوظ نہ رہ پاتی اسی لئے دعا کرتا رہا کہ کوئی بندۂ مومن مل جائے یا کوئی ادارہ تعاون کردے تو یہ کتاب بآسانی شائع ہو جائے کسی ادارہ سے رابطہ تو قائم نہ کرسکا البتہ بعض مؤمنین سے اسکا تذکرہ ضرور کیا بات سے بات بنی ایک خوش رو و خوش وضع اور خوش اخلاق مومن کی فکر جمیل نے میری کوششوں کو سراہا طباعت واشاعت کے لئے تعاون کیا اور اس طرح یہ کتاب ترجمہ ہونے کے تقریباً چھ برس بعد اشاعت کی منزلوں سے گذر کر آپ کی خدمت میں پہنچی ہے انشاءاللہ خدا نے حوصلہ بخشا اور حالات نے ساتھ دیا تو عنقریب مجموعۂ مضامین اور مجموعہ قصائد کو بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اس کتاب کے مؤلف جلیل علامہ سید احمد بن محمد الحسینی اردکانی ہیں سلسلہ نسب امام جعفر صادقؑ سے ملتا ہے اُباء واجداد ''یزد'' (ایران) کے رہنے والے تھے۔ والد نے یزد سے ہجرت کر کے اردکان کو آباد کرلیا تھا۔ آپ دسیوں کتاب کے مؤلف اور مترجم ہیں۔ آپ کی مشہور کتابوں میں شجرۃ الالیاء، سرورالمؤمنین، ترجمہ بحار الانوار، ترجمہ ارشاد، ترجمہ عیون اخبار رضا، تلخیص شرح اسباب، شرح شرائع الاسلام، روضۂ حسینہ وغیرہ ہے اور پیش نظر کتاب، شرح وفضائل صلوات ان کی نہایت اہم تالیفات میں سے ہے۔

یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں فارسی زبان میں کئی کئی بار شائع ہو چکی ہے اس کتاب کی اہمیت وعظمت کے پیش نظر ہی میں نے اسے اردو کا لباس پہنانے کی کوشش کی ہے۔

میری زبان کیا اور اسلوب بیان کیسا ہے نیز حق ترجمہ کہاں تک ادا کر سکا ہوں یہ تو صاحبان فن ہی بتا سکتے ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ مدحت سرائی اور حقیقت بیانی کے لئے الفاظ نہیں بلکہ جذبات دیکھے جاتے ہیں پھر بھی ادبی اور فنی کوتاہیاں اگر نظر آئیں تو اسے بشری خطا پر محمول کرتے ہوئے نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ کی اشاعتوں میں ان کوتاہیوں کو درست کیا جا سکے۔

آخر کلام میں میں سب سے پہلے ان شخصیتوں کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں جنکی شفقتیں، محبتیں اور بے پایاں خلوص نے میرے قلم میں قوت وجلا بخشی۔

تتمہ کلام میں شکر گزار ہوں اپنے مشفق دوست جناب ڈاکٹر آل محمد صاحب، ڈاکٹر شمیم ارشاد صاحب، مولانا اکرام حیدر جعفری صاحب اور بالخصوص مولانا سید زاہد حسین صاحب کا جو اس کتاب کے اشاعتی ادوار میں میرے شانہ بہ شانہ رہے اور دعا گو ہوں کہ خداوند عالم انکی نیک خواہشات کو پورا کرے اور ان میں خدمت دین کا جذبہ قائم رکھے۔

والسلام۔

وصی جعفری عفی عنہ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

۸ مئی ۲۰۰۴ء

علی گڑھ۔

تعارف

سرکار شمیم الملت دام ظلہ الوارف، عمید حوزہ علمیہ جوادیہ بنارس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمُ

الحمد للّٰه رب العَالمِين وَالصَّلوٰة وَالسَّلاَمُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
خَاتِمُ النَّبِيِّنَ وَاٰلِهِ الطَّيِّبِينَ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے اور درود وسلام اس کے رسول پر جو خاتم النبین ہیں اور ان کی آل پاک پر۔

لفظ ''صلوٰۃ'' کے معنی دعا کے ہیں لیکن عرف شرع میں نماز کے لئے اس لفظ کو منتقل کر دیا گیا ہے البتہ عرف عام میں مفرد لفظ ''صلوٰۃ'' کا استعمال نماز کے لئے کیا جاتا ہے اور اگر نمازوں کے لئے اس جمع کی لفظ کو استعمال کیا گیا ہے تو اضافت کے ساتھ جیسے ''صلوٰۃ الخمس'' وغیرہ۔

مطلق لفظ صلوات درود کے ہی لئے بولی جاتی ہے اسی لئے صلواۃ پڑھنے کا حکم صرف بندوں کو دیا گیا ہے لیکن درود پڑھنے کا حکم دینے سے قبل خداوند عالم نے خود بھی درود پڑھنے کا اظہار کیا ہے اور عام لوگوں کو بھی درود وسلام کا حکم دیتے ہوئے ملائکہ کی درود خوانی کا تذکرہ کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کا حکم ''اقیموا الصلوٰۃ'' کی بنا پر ہے اور اس کا طریقہ اور ہے جو صرف بندوں کے لئے ہے اور صلوات کا طریقہ اور ہے جس میں بندوں کے ساتھ خدا اور اس کے ملائکہ بھی شریک عمل ہیں البتہ اس اشتراک کے ذیل میں اس شبہ کا

ازالہ ضروری ہے کہ صلوات کے معنی "طلب رحمت" کے ہیں بندہ تو خدا سے طلب رحمت کرتا ہے خدا کس سے طلب رحمت کرتا ہے؟ چنانچہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے امام ہفتمؑ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ خدا کی صلوات سے "ارسال رحمت" مراد ہے اور ملائکہ کی صلوات سے "تزکیہ" مراد ہے اور مومنین کے لئے "دعا اور طلب رحمت" مراد ہے

اب چونکہ خدا نے ہم کو صلوات کا حکم دیا ہے تو سوال اٹھتا ہے کہ اس کا طریقہ کیا ہے؟ جس طرح "صلوٰۃ" سے مراد نماز ہے اور نماز پڑھنے کے لئے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا "صلوا کما رأیتمونی" نماز ویسے ہی پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح ضروری ہے کہ صلوات ودرود کا طریقہ بھی نبی اکرمؐ اور ان کی آل اطہارؑ سے سیکھا جائے چنانچہ علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب "المحکم والمتشابہ تفسیر نعمانی" کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا "لا تصلوا علی صلواۃ مبتورۃ بل صلوا الی اہل بیتی ولا تقطعوھم الخ" یعنی ہم پر دم کٹی صلوات نہ بھیجا کرو بلکہ اہلبیت کو بھی شامل کرو ان کو ہم سے جدا نہ کرنا کیونکہ قیامت میں ہر نسب وسبب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب کے۔ اس سلسلے میں مزید روایات کے لئے کتابوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے یہاں صرف یہ بات واضح کرنا مقصود تھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام اور تذکرہ کے بعد صرف "صلوٰۃ اللہ علیہ" یا "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کہہ دینا کافی نہیں ہے اس کے ساتھ ہی "والہ" کہنا بھی ضروری ہے بلکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "علیہ" یا "علی محمد" کے بعد "وعلی الہ" کہنا اور "علی" کے ذریعہ ال محمدؐ کے تذکرہ کو ذکر نبی سے منفصل کرنا بھی درست نہیں ہے صاف صاف "علی محمد والہ" یا "صلوٰۃ اللہ علیہ والہ" کہنا چاہئے

محمد وآل محمد علیہم السلام پر چونکہ درود وسلام کا حکم خدا کی جانب سے ہے لہذا

روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر جب بھی کوئی درود وسلام بھیجتا ہے خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے "تم پر بھی ہمارا درود ہو" یہاں تک روایت بتاتی ہے کہ کسی نے جان بوجھ کر صرف رسول اسلامؐ پر درود بھیجا اور کہا "محمد پر درود ہو" اور آل کا ذکر نہیں کیا تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ پائے گا جبکہ روایات کے مطابق: پانچ سو سال کی راہ کی دوری سے بھی جنت کی خوشبو سونگھی جائے گی

اہلسنت نے بھی اس سلسلے میں بے شمار روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے صرف ایک روایت نقل کر دینا کافی ہے کعب بن عجزہ کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اسلامؐ سے عرض کی کہ آپ پر کس طرح سلام بھیجا جائے تو آنحضرتؐ نے فرمایا "اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید وبارك علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید" (کنز العمال حدیث ۲۹۹۳) وغیرہ

یہ تو تھی مختصر سی گفتگو زیر نظر کتاب کے موضوع کے تعارف میں جو درود شریف کی اہمیت ومنزلت کی وضاحت کے ساتھ حصول سعادت اور نزول ثواب کو وسیلہ بھی ہے جہاں تک کتاب کے مؤلف اور مترجم کا سوال ہے میری نظر میں وہ بڑے ہی خوش نصیب افراد ہیں جو اس اہم ترین عبادت وعظمت کے سلسلے میں اپنے قلم کو جنبش دیں اور محمد وآل محمد علیہم السلام کی جلالت سے دنیا کو روشناس کر کے ماجور ہونے کے ساتھ ہی ساتھ نبیؐ وآل نبیؑ سے اپنی عقیدت ومحبت کا حق ادا کریں علامہ احمد بن محمد الحسینی اردگانی ان ہی بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس موضوع پر ایک بسیط کتاب تحریر کر کے حق مطلب ادا کیا ہے عربی وفارسی میں اس کے علاوہ بہت کچھ قیمتی جواہر پارے موجود ہیں البتہ ان کو نظر انتخاب میں لا کر اردو میں منتقل کر کے عوام تک پہنچانا بھی وقت کا ایک اہم ترین کارنامہ ہے یہ کام ہمارے نور بصر

جناب مولانا سید وصی رضا جعفری سلمہ فخر الافاضل نے بخوبی انجام دینے کی سعادت حاصل کی ہے ترجمہ نہایت ہی سلیس، رواں اور عام فہم ہے جو یقیناً عصر حاضر میں ایک گراں قدر خدمت کہے جانے کے مستحق ہے رب کریم موصوف کی دینی خدمتوں میں اضافہ کرتا رہے یہ بھی ایک سعادت ہے کہ کوئی علم الادیان اور علم الابدان دونوں میں مہارت پیدا کرے اور پھر دونوں خدمتوں میں گامزن بھی نظر آئے ہم موصوف کی کامیابیوں اور کتاب کی مقبولیت کے لئے دعا گو ہیں۔

سید شمیم الحسن

جامعہ جوادیہ، بنارس

پہلی فصل

صلوات وسلام کے لغوی واصطلاحی معنی

علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ 'صلوات' اصل میں دعا کے معنی میں آتا ہے۔ نماز چونکہ مختلف دعاؤں پر مشتمل ہوتی ہے اسی لئے اسے ''صلواۃ'' کہا جاتا ہے۔ لیکن عرف عام میں صلواۃ سے دو معنی مراد لئے جاتے ہیں۔

(۱) درود (۲) نماز

درود : وہ خاص دعا ہے جس میں بارگاہ احدیت میں حضرت سرکار ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوِ مرتبت کی دعا کی جاتی ہے۔

نماز :- اس مخصوص عبادت کا نام ہے جو انسان کی ایک خاص حرکت وسکون بدنی اور ادعیہ واذکار سے مختص ہے۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ لفظ ''صلوات'' لغت میں دعا کے معنی کیلئے مخصوص ہے اور شریعت کی زبان میں ''صلوات'' اس مجموعہ عمل کا نام ہے جس میں دل ودماغ کی توجہ کے ساتھ قول وفعل کو ایک عملی شکل دیدی جائے۔

دعا کی حقیقت اور اسکا انتہائی کمال یہ ہے کہ بندہ اپنے جملہ اجزاء واعضائے بدنیہ، قول وفعل اور علم وعمل کو یکجا کر کے ذکر خدا میں اس طرح مشغول ہوجائے کہ اس کے وجود کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس سے غافل اور دعا سے خالی نہ ہو، اس کے جسم کے تمام اعضاء بذریعہ زبان اپنے معبود سے طلب مغفرت کرتے ہوں تا کہ اس کے اوپر یہ جملہ (المصلی یناجی ربّہ - نمازی اپنے رب کے سامنے گڑگڑاتا ہے) صادق آسکے۔

اسی طرح درود پڑھنے والے کو بھی چاہئے کہ جب اسکی زبان پہ صلوٰات کے الفاظ آئیں تو یہ قلب و ذہن کے اتحاد کا مرقع ہوں ان محترم الفاظ کے زبان پر جاری ہوتے وقت آنحضرتؐ کی طرف دل و دماغ کا ملتفت رہنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی عمل یا حرکت زبان یا کسی دوسرے عضو بدن کی مدد سے ظہور میں آتے ہیں اور اسمیں دل و دماغ ملتفت نہیں ہوتا تو سہو و نسیان کا دخل ہو جایا کرتا ہے اور اس عمل کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔

صاحبِ کشاف اور ایک گروہ نے 'صلواۃ' کو 'صلّی' حرکت دینا یعنی 'صلوین' کے معنی میں تحریر کیا ہے۔ اور ''صلوین'' کے لغوی معنی ان دو ہڈیوں کے ہیں جس کے درمیان سے جانوروں کی دم ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ نماز پڑھنے والے بھی رکوع و سجود میں جاتے وقت اپنی اِن دونوں ہڈیوں کو حرکت دیتا ہے لہذا اسے مصلیٰ اور اس عمل کو ''صلوۃ'' کہتے ہیں۔ اسی وجہ تسمیہ کی بناء پر درود بھیجنے کو بھی صلوۃ کہتے ہیں اس لئے کہ درود بھیجنے والے بھی خضوع و خشوع میں نمازی کے مشابہ ہوتے ہیں.

اسی گروہ نے 'صلوۃ' کو 'دعا' کے معنی میں بھی ذکر کیا ہے لیکن ایک دوسرے گروہ نے 'صلواۃ' کو 'صلی' (آگ میں داخل ہونا) کے معنی میں استعمال کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس معنی میں نماز کی وجہ تسمیہ ''صلواۃ'' سے مراد یہ ہے کہ واقعی نماز ادا کرنے والا وہی شخص ہے جو حالتِ نماز میں انوار الٰہیہ کی حدت محسوس کرے. اسی طرح صلوات بھیجنے والے کو بھی چاہئے کہ عشق حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح غرق ہو جائے کہ جب وہ آنحضرتؐ پر درود بھیجے تو وہ تمام دنیاوی افکار سے پرے ہوتا کہ اسے بازار اخلاص میں ''صلوات'' کی گرانقدر قیمت مل سکے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ 'صلواۃ' 'تصلیہ' سے مشتق ہے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں

جیسا کہ آیہ'' و صدّق و صلّی '' [۱] کے معنی سے ظاہر ہوتا ہے اسی بناء پر ایک

گھوڑے کے پیچھے چلنے والے دوسرے گھوڑے کو بھی ''مصلّی'' کہتے ہیں اور جس گھوڑے کی اتباع کی جارہی ہے اسے ''مجلّی'' کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کو ''مصلیٰ'' کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی نماز میں شارح کے حکم کا تابع ہوتا ہے اور درود پڑھنے والے کو مصلیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس عمل میں خداوند عالم اور اس کے ملائکہ کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔

''ان اللّٰه و ملائكتهُ يصلُّون على النبی يا ايها الذين آمنو صلوّا عليه... '' [۲]

بعض افراد نے 'صلوۃ' کو 'صلۃ' سے تسلیم کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ دراصل نماز ادا کرنے والا وہی ہے

جو حالت نماز میں مخلوق سے جدا اور خالق سے متصل رہتا ہے اور حقیقی معنوں میں آنحضرتؐ پر درود بھیجنے والا بھی وہی ہے جو سنتِ نبوی کا پیرو اور آثار بدعت سے متنفر ہو. ایک عالم کا کہنا ہے کہ اگرچہ ''صلواۃ'' بہ معنی نماز ہے لیکن یہ رب کی طرف سے مخلوق کیلئے سلسلہ فیض ہے لیکن عبد و معبود میں تقرب کا ذریعہ ہے۔ ''صلواۃ'' درود کے معنی میں بھی ہے۔ یہ آنحضرتؐ کا امت کی طرف التفات اور سبب صلہ رحم ہے نیز امت و سرکار رسالتؐ میں اتصال کا سبب ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ کسی سے اتحاد اُسی وقت ممکن ہے جب اُس کے غیر سے انفصال و دوری اختیار کی جائے. پس 'مصلیٰ' چاہے نماز پڑھنے والے کے معنی میں استعمال کیا جائے یا 'صلواۃ' بھیجنے والے کے معنی میں اسے چاہئے کہ اپنے مطلوب کے علاوہ تمام افراد سے وہ اپنے رشتے منقطع کرلے تا کہ وہ اپنے مطلوب سے قریب ہو سکے۔

---

۱ سورۃ قیامت - آیۃ ۳۱

۲ سورۃ احزاب آیت ۵۶

جمہور کے نزدیک ''صلواۃ'' یوں مشہور ہے کہ اگر اسکی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہے تو اسکا مطلب طلبِ رحمت ہے اور اگر یہ ملائکہ سے منسوب ہے تو بمعنی استغفار ہے اور اگر یہ پیغمبروں ومومنین سے منسوب ہے تو اس کے معنی دعا کے ہیں۔

بعض کتب تفاسیر میں مذکور ہے کہ 'صلواۃ' اگر حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہے تو اس کے پانچ معنی ہوں گے کبھی یہ رحمت ومغفرت کے معنی میں آئیگا۔ کبھی مدح وثناء اور تزکیہ وکرامت کے معنی دے گا اگر یہ ملائکہ سے منسوب ہے تو دعا واستغفار کے معنی دے گا اور اگر اس کی نسبت مومنین سے ہے تو یہ صرف دعا کے معنی میں ہے۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کیلئے ذکر خیر اور مدح ورحمت ہے اور ملائکہ کی طرف سے مدح ودعا ہے۔

'مبرّد' سے منقول ہے کہ صلواۃ کی اصل ''ترحم'' یعنی رحم وکرم ہے لہذا یہ خدا کی طرف سے بمعنی رحمت ہے ملائکہ کی طرف سے بمعنی رقت۔ لیکن ایک گروہ 'صلواۃ' کو بہ معنی رحمت ضعیف مانتا ہے اسکی دو دلیل ہے۔

اول: یہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے'' **اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ** '' ۳

(ان لوگوں پر خدا کی طرف سے درود اور رحمت ہو) اس میں رحمت صلواۃ پر منحصر ہے۔ یعنی اگر کسی پر صلواۃ نہ ہوگی تو رحمت بھی نہ ہوگی۔ یہ دلیل مغایرت ہے۔

دوم: یہ کہ صلواۃ ایک خاص گروہ کیلئے مخصوص ہے اور رحمت تمام عوام وخواص سے تعلق رکھتی ہے۔ اور بعض افراد کا خیال ہے کہ صلواۃ اگر خدا کی طرف سے غیر پیغمبرؐ کے لئے ہے تو یہ رحمت ہے اور اگر یہ آنحضرتؐ سے متعلق ہے تو سبب زیادتی اور کرامت وبزرگی

---

۳ سورہ بقرہ آیت ۱۵۷۔

ہے۔

ابن بابویہؒ نے اپنی کتاب ''معانی الاخبار'' ۴ میں ابوحمزہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیہ 'ان اللّٰہ و ملا ئکتہ یصلون علی النبی...' کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا ''صلواۃ'' خدا کی طرف سے بہ معنی رحمت ہے ملائکہ کی طرف سے تزکیہ وپاکیزگی اور لوگوں کی طرف سے دعا اور سلام نیز ان چیزوں کے اقرار کا نام ہے جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی ہیں۔ اور تقریباً ''صلواۃ'' کے یہی معنی کتاب ثواب الاعمال ۵ میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے۔

یہ دونوں اقوال اسکی مدد کرتے ہیں جنہوں نے صلواۃ کو رحمت کے معنی میں ضعیف قرار دیا ہے۔ ۶

اس سلسلہ میں ہماری دلیل اور اسکا جواب یہ ہے کہ ''رحمت'' بزرگ مراتب رکھنے والوں کیلئے ایک حکم ہے اور صلواۃ رحمت مطلق کے مرادف نہیں بلکہ اس سے مراد ایک خاص قسم کی رحمت ہے اور اس آیۃ'' **اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمہ** '' میں رحمت کا تذکرہ ایک خاص کے بعد عمومی حیثیت سے ہے۔

بعض اس بات کے قائل ہیں کہ ''صل علی محمد'' جو زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے معبود اپنے حبیب محمد مصطفیؐ کو دنیا وآخرت میں بزرگ مراتب والوں، اسلام کی طرف دعوت دینے والوں، ذکرِ خدا بلند کرنے والوں، شریعت کے قائم کرنے والوں اور شفاعت کرنے والوں میں بزرگ وبرتر شمار کر اور تمام انبیاء ومرسلین پر

---

۴ بحارالانوار ج ۹۴ باب ۲۹ ص ۵۵ روایت ۲۸ نقل از معانی الاخبار

۵ ثواب الاعمال مطبوعہ حیدری تہران ۱۳۹۱ قمری ص ۱۸۷ ذیل روایت ۱۔

۶ سنن ترمذی ج ۱ ص ۳۰۳ حدیث ۴۸۳ میں یوں آیا ہے کہ صلاۃ الرب رحمۃ و صلاۃ الملائکہ الاستغفار

انھیں مقدم فرما نیز اپنے قرب میں انہیں اعلیٰ درجہ عطا فرما- یہ وہ دعائیں ہیں جو یقیناً باب اجابت تک پہنچتی اور قبول ہوتی ہیں-

ایک عالم علم حروف کا خیال ہے کہ صلواۃ مجموعہ ہے چار حروف کا ''ص'' سے صمد یعنی'' بے نیاز'' ''ل'' سے لطیف ''وْ'' سے واحد اور '' ہ'' سے ہادی مراد ہے لہذا وہی شخص ان کے معانی سمجھ سکتا ہے جو ان اسماء کی حقیقتوں سے واقف ہوگا.اسی طرح علماء نے سلام کی تفسیر تین معنوں میں بیان کی ہے-ے

(۱) سلام بہ معنی سلامت یعنی خدا تمہیں سلامت رکھے-

(۲) سلام اس سے مراد اسم خداوند عالم ہوگا مطلب یہ کہ خداوند عالم تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے-تمہارا وکیل رہے اور تمہاری مدد و حمایت کرے-

(۳) سلام بہ معنی تسلیم یعنی قبول کرنا مطلب یہ کہ میری (خدا کی) جانب سے کسی چیز پر انکار یا اعتراض نہ ہوگا بلکہ تو جو کہے جو کرے وہ مجھے منظور ہے-

آئمہؑ کے اقوال سے جو بات سامنے آتی ہے اس پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو اس آیت سے مراد تیسرا ہی قول ہے جیسا کہ ''برقی'' نے کتاب محاسن ۸ میں اس آیت ''ان اللّٰہ و ملائکۃ یصلون علی النبی... '' کے سلسلہ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا ''صلوٰا علیہ وسلموا تسلیما'' آنحضرتؐ کی مدح وثناء کرو اور ان چیزوں کا اقرار کرو جو آپ لے کر آئے (یعنی جو چیزیں نازل ہوئیں یا جسکی طرف آپ نے دعوت دی)۔

ے ''سلام'' کے دیگر معنی اور مواد جاننے کے لئے رجوع فرمائیں کتاب شفاء الصدور نی شرح زیارۃ العاشور حاج میرزا ابوالفضل طہرانی ص۴۹-۵۹ اور اسرار الصلوۃ حاج میرزا جواد ملکی تبریزی ص۲۷۵،۲۷۶

۸ بحار الانوار ج ۹۴ ص۶۰ روایت ۶۰ نقل از محاسن

تفسیر علی بن ابراہیم ۹ میں تحریر ہے کہ ''صلواۃ'' خداوند عالم کی طرف سے پاکیزگی و مدح ہے اور ملائکہ کی طرف سے ان کا آنحضرتؐ کی مدح کرنا ہے اور مومنین کی طرف سے آنحضرتؐ کے فضائل کی تصدیق اور اسکا اقرار کرنا ہے اور تسلیم کے معنی ان کی ولایت وحکمرانی اور ان تمام چیزوں کا اقرار ہے جسکی طرف آپ نے دعوت دی-

---

۹ تفسیر قمی-ج ۲ مطبوعہ نجف ۱۳۸۷ قمری صفحہ ۱۹۶

دوسری فصل

آیۂ صلوات کے سلسلہ میں چند گوشے اور بحث

ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنو صلوا علیہ وسلّمو اتسلیما

ترجمہ:- اس میں شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ (اور ان کی آل پر) درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان دارو تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔

علامہ طبرسیؒ اپنی کتاب احتجاج میں [1] حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا اس آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ اس کا ظاہر ''صلوا علیہ'' ہے اور اس کا باطن ''وسلموا تسلیما'' ہے یعنی اس شخص کو صمیم قلب سے قبول کیا جائے جسے آنحضرتؐ نے لوگوں کا خلیفہ اور اپنا وصی قرار دیا ہے اور اس چیز کو بھی تسلیم کیا جائے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا یہ وہ چیز تھی جس کی میں نے تمہیں خبر دی اس کی تاویل وہی سمجھ سکتا ہے جو لطیف حس، پاک وپاکیزہ ذہن اور قوت تمیز رکھتا ہو۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو خوشی سے حضرت رسول کریمؐ کے رخسار مبارک تمتما اٹھے اور آپؐ نے فرمایا مجھے مبارک باد دو کہ میرے اوپر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو دنیا اور اہل دنیا سے سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ جب جناب آدمؑ کے پیکر خاکی میں روح پھونکنے

۱۔ تفسیر برہان ج۳ ص۲۳۶ روایت ۱۹ نقل از احتجاج

کے بعد ان کے سامنے سجدہ کرایا گیا تو اس سے یہ تصور پیدا ہوا کہ جب جسد مطہر خاتم انبیاءؑ میں روح داخل ہوگی تو اس موقع پر آپ کے سامنے بھی سجدہ کرایا جائیگا لیکن آپؐ کے ظہور پُرنور کے وقت ایسا کچھ نہ ہوا لہذا حق تعالیٰ نے حضرت خاتم علیہ السلام پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے شبہ کو دور کرنے کے لئے خود آنحضرتؐ پہ درود بھیجا اور ملائکہ ومومنین کو بھی اس کا حکم دیا گیا کہ وہ بھی آنحضرتؐ پہ درود بھیجیں تا کہ اس سے یہ ظاہر ہوجائے کہ اگر حضرت آدم کے سامنے ملائکہ کو سربسجود ہونے کا حکم دیا گیا تھا تو یہاں خداوندعالم خود بھی آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجتا ہے اور ملائکہ ومومنین کو بھی اس کا حکم دیتا ہے کہ وہ بھی رسول کریمؐ پر صلوات پڑھیں-اس مقام پر حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ ایک بار سے زیادہ نہ تھا لیکن یہاں حضرت ختمی مرتبتؐ پر خالق ومخلوق کی طرف سے صلوات وسلام کا سلسلہ جاری ہے-

مؤلف:-اگر یہ کہنے والے حضرات کا اس قول کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف وبرتری کا اظہار کرنے کے لئے ہے تو گویا اس استنباط کا اصل ماخذ وہ روایت ہے جو کہ ارشادالقلوب [۲] میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

ایک یہودی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جمیع انبیاء کرام پر فضیلت وعظمت کے سلسلہ میں سوال کیا اور اس نے کہا کہ خداوندعالم نے تو ملائکہ کو حضرت آدم کے سامنے سجدہ ریز ہوجانے کا حکم دیا-حضرت علیؑ نے فرمایا حضرت آدمؑ سے زیادہ خدا نے حضرت رسول کریمؐ کو کرامت وبزرگی عطا فرمائی ہے.وہ اس طرح کہ حق تعالیٰ خود بھی آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجتا ہے اور اس نے ملائکہ کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ ان پہ صلوات بھیجیں اور تمام عابدوں کی عبادت میں قیامت تک کے لئے آنحضرتؐ کے لئے صلوات کو جگہ دی ہے-اس نے فرمایا

[۲] بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۶۹ روایت ۵۹.بحوالہ ارشادالقلوب صفحہ ۲۱۹

اے "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اور جو شخص بھی آنحضرتؐ کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ ہر ایک صلوات کے بدلے اس پر دس صلوات بھیجتا ہے اور اسے دس حسنات عطا کرتا ہے اور آنحضرتؐ کو بھی اس کی اطلاع ہوجاتی ہے اور آپؐ بھی اس شخص پر ایسی ہی صلوات بھیجتے ہیں جیسی اس نے آپؐ پر بھیجی اور خداوندعالم ان کی امت کی دعا کو اس وقت تک شرف مقبولیت عطا نہیں فرماتا جب تک کہ وہ آنحضرتؐ پہ صلوات نہ بھیجے اور یہ عظمت وبزرگی اس عظمت سے کہیں زیادہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی-.........طولانی حدیث-

اخبار آئمہ اطہار علیہم السلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے سامنے ملائکہ کے سجدہ کی وجہ حضرت رسول خداؐ اور آئمہ طاہرینؑ کا وہ نور تھا جو آپ کی پیشانی سے طالع ہورہا تھا-اسی نور نے حضرت آدمؑ کو مسجود ملائکہ ہونے کا شرف بخشا اور جو کچھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس یہودی کے جواب میں فرمایا تھا وہ ایک اچھا مباحثہ تھا-جس کی طرف خود پروردگار عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا ہے ارشاد ہوتا ہے

"وجادلھم بالّتی ھی احسن" [۳] اور بحث ومباحثہ کرو بھی تو اس طریقہ سے جو لوگوں کے نزدیک سب سے اچھا ہو.

آیہ صلوات کے سلسلہ میں صاحبان فضل نے جو دوسرے نکات بیان فرمائے ہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرتؐ پر حق تعالیٰ کی طرف سے درود توحید کی شہادت سے مشابہت رکھتا ہے اور جیسا کہ اس نے توحید کی گواہی میں خود اپنی گواہی سے ابتدا کی ہے-"شھداللہ انہ لا الہ الا ھو" [۴] پھر اس کے بعد اس نے ملائکہ کی گواہی پر عطف

[۳] سورہ نحل آیت ۱۲۵- [۴] سورہ آل عمران آیت ۱۸-

کیا ہے "والملائکة" اور تیسری مرتبہ میں مومنوں کی گواہی کا ذکر "اوالوالعلم" سے کیا ہے۔

اسی طرح اس نے آنحضرتؐ کی درود میں ابتدا خود کی ہے پھر ملائکہ کے صلوات کا تذکرہ کیا ہے اور تیسری مرتبہ میں مومنوں کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ " صلوا علیه و آله "

ان باتوں سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرتؐ کے ظہور کی شرف وفضیلت ایسی ہے کہ کسی بھی عقل مند انسان کا دل اس کے اسباب کو نہیں جان سکتا اور اس کی شرح شمہ برابر نہیں کرسکتا دوسرا اشارہ جو خالق کا اپنے حبیب پر صلوات بھیجنے سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ مومنین صلوات بھیجنے کی طرف راغب ہوں اس لئے کہ جب مومنین یہ دیکھیں گے وہ بے نیاز خدا جب غنی کل ہونے کے باوجود آنحضرتؐ پہ درود بھیجتا ہے تو بندوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ انہیں شفاعت کی ضرورت ہے لہذا درود بھیجنا ضروری ہے اس لئے کہ صلوات وسلام بہترین وسیلہ شفاعت ہیں۔

آنحضرت صلعم پر ملائکہ کا صلوات بھیجنا اس کی حکمت کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ جیسے انسان مصیبت وبلا کا نشانہ بن سکتا ہے اور بن جاتا ہے اسی طرح ملائکہ بھی قضا وقدر الٰہی سے خوفزدہ تھے۔ خاص طور پر ابلیس ملعون کے واقعہ نے انہیں اور زیادہ خوفزدہ کردیا تھا حق تعالٰی نے ان کے امن اور ان کی حفاظت کے تئیں انہیں اپنے حبیب پر صلوات پڑھنے کا حکم دیا تا کہ وہ اس کی برکت سے بلاؤں سے محفوظ رہیں اور مصیبتوں کا شکار ہو بھی جائیں تو ان صلوات کے صدقہ میں انہیں نجات ملے۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل حضرت رسول خداؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ آج میں نے ایک عجیب وغریب چیز دیکھی وہ یہ کہ آسمان سے نازل ہوتے وقت میرا گذر کوہ قاف کی طرف سے ہوا اس مقام پر میری سماعت سے ایک جگر سوز

اور دل خراش آواز ٹکرائی میں نے سوچا کوئی محنت کش انسان ہے تکان سے کراہ رہا ہے یا کوئی بیمار ہے جو علاج کے لئے پریشان ہے اور بے چینی میں رو رہا ہے میں اس آواز کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے جسے میں نے آسمان پر بہت عظمت والا دیکھا تھا وہ نور کے تخت پر بیٹھا اور ستر ہزار فرشتے اس کی خدمت کے لئے صف بستہ اس کے سامنے کھڑے رہتے اور اس کے سانسوں کی آمد ورفت تخلیق ملائکہ کا سبب بنتی آج وہی فرشتہ بال و پر سے مجبور شکستہ حالت میں زمین پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج ہوئی اور ان کا گذر میری طرف سے ہوا تو میں اپنے تخت پہ بیٹھا ہوا تھا میں ان کی تعظیم کو نہ اٹھ سکا اور میں نے عزت وتکریم کے آداب کما حقہ ادا نہ کئے لہذا اس عذاب میں مبتلا کردیا گیا اور عرش کی بلندی سے خاک کی پستی پہ ڈال دیا گیا اے بھائی اب تو میری شفاعت کا ذریعہ بن اور بارگاہ ذوالجلال میں میری معافی کی درخواست کر۔

میں نے معبود کی بارگاہ میں بہت زیادہ تضرع وزاری کیا اور اس کے مغفرت کی درخواست کی تو خداوند عالم کی طرف سے خطاب ہوا۔ اس سے کہو کہ وہ اپنی مغفرت اور اپنے خطا کی معافی چاہتا ہے تو میرے حبیب پر صلوات بھیجے تا کہ اپنا کھویا ہوا وقار اور منصب پاسکے۔

میں نے اس صورت حال کا اس سے تذکرہ کیا اس نے آپؐ پر درود بھیجا اس کی برکت سے اس کے اقبال وکرامت کے پر اُگ آئے اور وہ خاک سے فلک کی طرف پرواز کرگیا اور اس خدمت کی برکت سے اسے اپنا مقام مل گیا۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کو جانا اور ان کی اطاعت کا اعتراف کرلیا تو ملائکہ کی جب بھی نظر پیشانی حضرت آدم علیہ

السلام پر پڑتی وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجتے جب حضرت آدمؑ نے اس کیفیت کوملاحظہ فرمایا توانہوں نے ملائکہ سے استفسار کیا ملائکہ نے جواب دیا کہ آپ کے جبین مبارک پہ جونور چمک رہاہے ہماری نگاہیں اس نور پر پڑتی ہیں تو بے ساختہ لبوں پر نعرۂ صلوات آجاتا ہے- جب حضرت سرکار دوعالمؐ کا ظہور ہوا تو ملائکہ کو خطاب ہوا کہ وہ نور جو جبین آدمؑ میں جلوہ گر تھا اب وہ لباس بشریت میں ظاہر ہو چکا ہے لہذا تم اس زمانہ میں (جب یہ نور جبین آدمؑ میں تھا) مراسم احترام واکرام ادا کرتے تھے اب وظائف صلوات شروع کر دوتا کہ ان محترم اور مبارک شخصیت کے چاہنے والوں میں تمہارا شمار ہو سکے اور تم بلاؤں سے محفوظ رہ سکو نیز ان کی برکتوں سے محظوظ ہوسکو-

مومنوں کے صلوات کی حکمت بیان سے باہر ہے- ان میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ "صلوات" شفاعت کے لئے بہترین سرمایہ ہے- دوسرے یہ کہ صلوات بھیجنا امت کے لئے حق پدر اور حق معلم کے ادا کرنے کے مترادف ہے حدیث کے مطابق "انا وانت ابوا ھذہ الامۃ ۵" حضرت رسول کریمؐ اور حضرت علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں- لہذا جس کا قلب بھی منور اور دل پاک وپاکیزہ ہے وہ ان کی تربیت کا ثمرہ ہے-

چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "روز قیامت میرے نزدیک سب سے محبوب ترین شخص وہ ہوگا جس نے زیادہ صلوات بھیجی ہے ۶- مومنین کے صلوات بھیجنے کی ایک دوسری حکمت یہ ہے کہ یہ آنحضرتؐ سے محبت کا ثبوت ہے وہی محبت جس سے اہل ایمان بچ نہیں سکتے اور یہ محبت فطری نہیں بلکہ اختیاری ہے جو کہ اعتقاد کامل اور خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے صلوات بھیجنا یہ محبت کی دلیل ہے اس کی دو وجھیں ہیں-

---

۵ احقاق الحق جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۸، ۵۱۹. روضۃ الواعظین ج ۲ صفحہ ۳۲۲ - بحار الانوار ج ۳۶ صفحہ ۹ روایت ۱۱ کے ذیل میں بحار الانوار ج ۶۹ صفحہ ۳۴۳ باب ۳۸

۶ جامع الاخبار (مطبوعہ اصفہان ۱۳۶۵ قمری) فصل ۲۸ صفحہ ۶۷

اول:- یہ کہ کسی شخص سے دوستی ہو یا اس کی یاد باقی ہو چاہے وہ خود کہے یا دوسرے سے سنے-

دوئم:- جو شخص کسی سے پیار کرتا ہے تو وہ ان ذرائع کو بھی دوست رکھتا ہے جن ذریعوں سے اس تک پہنچا جاسکتا ہے- بادشاہ محبت خانۂ دل میں پوشیدہ ہے اس کی علامت یہ ہے کہ زبان جو کہ کلید قفل دل ہے وہ وا ہو جائے اور اس پہ محبوب کا ذکر جاری ہو- لہذا جو شخص بھی اپنے زیادہ اوقات کو وظائف صلوات کی بجا آوری میں صرف کرتا ہے وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کا دل نور محبت محمدؐ وآل محمدؐ سے پُر ہے-

علماء نے یہ متفقہ ۷ طور پر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب واقع ہوگی- حضرتؐ نے سوال کیا اس روز کے لئے تو نے کون سی چیز مہیا کر رکھی ہے اور کون سے اعمال انجام دئے ہیں- سائل نے جواب دیا کہ میں نے بہت زیادہ نماز وروزہ یا صدقہ وخیرات تو ادا نہیں کئے لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں-

آنحضرتؐ نے فرمایا تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جسے تو دوست رکھتا ہے- یہ ایک عظیم بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جن کے اعمال وعبادت کی قندیلیں روشن ہیں ان کے محبت کی پونجی اخلاص کی کسوٹی پر وزنی ہے-

شہید ثانی ۸ رضوان اللہ علیہ نے "شرح لمعہ" کے دیباچہ میں دوسرے خیال کو اختیار کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ "آنحضرتؐ کو وہ مرتبہ کمال حاصل ہے جس میں

---

۷ سفینۃ البحار جلد ۱ ذیل میں مادہ "حب" کے صفحہ ۲۰۱ وصفحہ ۲۰۲-

۸ شرح لمعہ صفحہ ۸ (افست علیہ اسلامیہ ۱۳۰۹ قمری)-

مزید اضافہ کی گنجائش نہیں جب کہ بعض احادیث اور دعاؤں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کے درجات اور ثواب میں زیادتی کا سبب ہوتی ہے-''

لیکن حقیر تو یہ سمجھتا ہے کہ زبان سے اس کا اظہار اس طرف اشارہ ہے کہ امت کی زیادتی پیغمبر اکرمؐ کے افتخار کا سبب ہے- جیسا کہ حدیث ہے ''انی اباھی بکم الامم یوم القیامہ''[9] -

اس آیت ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنو صلوا علیہ وسلّمو اتسلیما (اس میں شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ (اور ان کی آل پر) درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان دارو تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو) کے ذیل میں ہونے والی بحثوں میں سے ایک بحث یہ بھی ہے کہ کیا آنحضرتؐ پر صلوات بھیجنا ظاہری شرع کے مطابق واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر واجب ہے تو کن مقامات اور اوقات میں واجب ہے-[10]

اجمالی طور پر علماء امامیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں- لیکن علماء عامہ کی ایک مختصر سی جماعت اس کے وجوب کی قائل نہیں - جب کہ علماء اصحاب تشہد میں اس کے وجوب کے مطلقاً قائل ہیں چاہے وہ پہلا تشہد ہو یا دوسرا ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص عمداً اسے ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس سے سہو ہوگیا ہے تو وہ فوراً سجدہ سہو کرے اس مقام کے علاوہ دیگر مقامات پر صلوات کے وجوب میں اختلاف ہے بعض افراد دوسرے مقامات پر اسے واجب نہیں جانتے جبکہ بعض افراد اس مقام پر جہاں

۹ عوالی اللئالی (قم ۱۴۰۳ قمری) ج ۲ صفحہ ۲۶۱ ''باب النکاح'' بحوالہ کنوز الحقایق ج ۱ صفحہ ۱۱۰، مستدرک باب احدیث ۱۷، تذکرۃ الفقہاء صفحہ ۲ و مجتہ البیھاء ج ۳ صفحہ ۵۳

۱۰ اس بحث کو کشاف جلد ۳ ذیل میں آیہ صلوات کے، جلاء الافہام فصل ۴ صفحہ ۱۹۳ تا ۲۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں-

آنحضرتؐ کا اسم گرامی لیا جائے اسے واجب قرار دیتے ہیں- امام مالک کا کہنا ہے کہ صلوات پوری عمر میں ایک مرتبہ واجب ہے جس کا کوئی وقت معین نہیں اگر کسی شخص نے اپنی پوری عمر میں ایک دفعہ بھی صلوات پڑھ لیا تو وہ اپنے فریضہ سے بری الذمہ ہوگیا-

ان میں کے بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ صلوات پوری عمر میں تین مرتبہ واجب ہے جبکہ گروہ شافعی نماز کے آخری تشہد میں اسے واجب قرار دیتا ہے اس کے علاوہ دیگر مقامات پر یہ مستحب کا قائل ہے-

لیکن مسلک 'حنفیہ' میں تشہد کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی درود پڑھنا واجب ہے- ہر گروہ نے اپنے قول کے ثبوت میں دلیلیں پیش کی ہیں- البتہ جو چیز میرے (مؤلف) ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ جب آیہ شریفہ میں حکمیہ طور پہ کہا جارہا ہے جو کہ وجوب پہ دلالت کرتا ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ اس کو ترک کرنے والا 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ظلم کرنے والا ہے'-[11] اور جنت کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے[12] اور 'شقی' ہے[13] جہنم میں ایسے شخص کو پھینک دینے کا وعدہ کیا گیا ہے تو کیا کتاب و سنت کے اس باہمی بیان اور سخت الفاظ، کرخت لہجے کے بعد بھی 'صلوات' کے وجوب میں کوئی شک ہے؟ ہرگز نہیں. بلکہ صلوات واجب اور قطعاً واجب ہے- اب سوال یہ ہے کہ کب اور کن حالات و مقامات پہ واجب ہے؟

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں آنحضرتؐ کا اسم مبارک لیا جائے

۱۱ اسی فصل کے حوالہ ۲۳ سے رجوع کریں

۱۱ جامع الاخبار (۱۳۶۵ھ) فصل ۲۸ صفحہ ۶۹-۶۸. ثواب الاعمال ص ۲۴۶، اصول کافی (مترجم) ج ۴ ص ۲۵۳ روایت (۱۹-۲۰) سنن ابن ماجہ (مطبوعہ بیروت) ج ۱ صفحہ ۲۹۴ حدیث ۹۰۸-

۱۳ جامع الاخبار صفحہ ۶۸-

چاہے کوئی شخص خود وہ نام لے یا کسی سے سنے تو چاہئے کہ اس وقت آپؐ پہ درود بھیجے چاہے وہ دوران نماز نام لے یا نماز کے علاوہ کسی اور وقت- نیز احادیث کی روشنی میں کچھ دیگر مقامات اور ہیں جب آنحضرتؐ پر صلوات بھیجنا واجب ہے- مثلاً ''ابن بابویہ'' اپنی کتاب ''خصال'' ۱۴؎ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر اعظمؐ پر ہر مقام پہ جیسے چھینک آنے اور ہواؤں کے چلنے پہ درود بھیجنا واجب ہے- کتاب 'عیون' ۱۵؎ میں بھی اس حدیث کو امام رضاؑ سے روایت کی گئی ہے لیکن اس میں ''ہوا چلنے کے وقت کے بجائے وقت ذبح حیوانات'' مذکور ہے-

مقام تحقیق یہ ہے کہ وہ تمام مقامات جہاں پہ صلوات بھیجنے کا حکم شریعت نے دیا ہے اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں آنحضرتؐ کا ذکر بر بنائے وجوب یا بر بنائے استحباب کیا جائے- جیسا کہ اس کی شرح ''فصل مواطن'' میں آئیگی- صلوات ترک کرنے والوں کے سلسلہ میں علمائے فریقین نے بہت ساری احادیث نقل کی ہیں- قطع نظر اس سے کہ اس نے صلوات نہ پڑھ کر حکم خدا سے روگردانی کی ہے- ایسا شخص فوائد وفضائل صلوات سے بھی محروم رہے گا-

''ابن مسعود'' ۱۶؎ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر صلوات نہیں بھیجتا اس کا کوئی دین و مذہب نہیں'' جو چیزیں تارک صلوات کے لئے بیان کی گئی ہیں وہ نو(۹) ہیں-

۱- اس کی پیشانی پہ شقاوت و بدبختی کے داغ نمایاں ہوں گے- یعنی وہ ازلی بدنصیب ہوگا-

---

۱۴؎ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۰ روایت ۱۳ بحوالہ خصال ج ۲ صفحہ ۱۵۳-

۱۵؎ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۰ روایت ۱۳ نقل از عیون ج ۲ صفحہ ۱۲۴

۱۶؎ جلاء الافہام (مطبوعہ بیروت ۱۳۹۲ھ) صفحہ ۲۲- رقم ۲۵-

جیسا کہ ''شیخ احمد بن فہد'' نے اپنی کتاب ''عدۃ الداعی'' ۱۷؎ میں رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ شقی ترین شخص وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے-''

'ابن بابویہ' ۱۸؎ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت رسول خداؐ سے سنا آپ نے فرمایا ''شقی وہ شخص ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور وہ شخص ہے جو ماہ مبارک رمضان میں رحمت خداوندی سے محروم رہے اور وہ شخص ہے جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کے زندہ رہنے کے باوجود ان سے نیکی اور احسان جیسے برتاؤ نہ کرے'' علماء اہلسنت 'انس' سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا ''جبرئیل نے دعا کی اور کہا شقی اور بدبخت تر ہے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر صلوات نہ بھیجے-''

۲- ایسا شخص ذلیل وخوار ہوگا اس کو کبھی اچھائی نصیب نہ ہوگی موسیٰ بن اسماعیل ۱۹؎ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا ''اس شخص کی ناک زمین پر رگڑی جائے جسکے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے'' (یعنی وہ ذلیل و رسوا ہو)-

---

۱۷؎ اکثر کتابوں میں (جفا کارترین) کا لفظ آیا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا-

۱۸؎ جامع الاخبار فصل ۲۷ ص ۶۸-

۱۹؎ بحارالانوار ج ۹۴ ص ۲۷ روایت ۷۶ نقل از کتاب الامامۃ والتبصرہ- اور اہلسنت کی کتابوں میں اس مضمون کی روایت جلاء الافہام ص ۱۶-۱۷ تحت رقم ۱۴ اور سنن ترمذی [illegible] مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۲۱۰ حدیث ۳۶۱۳ وغیرہ میں تحریر ہے-

۳۔ ایسا شخص بخیل ترین ہوگا - جیسا کہ "ابن بابویہ"[۲۰] اور شیخ مفید[۲۱] نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا آنحضرتؐ کا قول ہے کہ مکمل بخیل (کنجوس) وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

علماء اہلسنت نے اسی حدیث کو امیر المومنینؑ اور ابوذر غفاری رضوان اللہ علیہ سے روایت کی ہے[۲۲]

۴۔ ایسے شخص پر جفا کار کا لفظ صادق آتا ہے - چنانچہ رسول خداؐ[۲۳] سے مروی ہے - آپؐ نے فرمایا "جس شخص کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ جفا کار ہے"۔

۵۔ ایسی بزم ان لوگوں کے لئے حسرت و یاس اور بلا و مصیبت کی بزم ہوگی۔

عدۃ الداعی [۲۴] میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "ہر وہ گروہ جو کسی جگہ جمع ہو اور اس مجلس میں ذکر خدا کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ پر درود نہ بھیجا جائے تو وہ مجلس اہل بزم کے لئے حسرت و یاس اور بلا کی بزم ثابت ہوگی۔"

اسی مضمون کی حدیث مکارم الاخلاق[۲۵] میں بھی مذکور ہوئی ہے - علماء اسلام بھی اس قول کو ان لفظوں میں تسلیم کرتے ہیں - جو جابر[۲۶] سے منقول ہے کہ حضرت رسول

---

۲۰ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۵۴ روایت ۲۶ بحوالہ معانی الاخبار ابن بابویہ۔
۲۱ ایضاً ص ۶۸ روایت ۴۸ بحوالہ الارشاد شیخ مفید
۲۲ جلاء الافھام ص ۳۴۳ و ص ۵۹ سنن ترمذی بیروت ج ۵ ص ۲۱۱ حدیث ۳۶۱۴ ۔
۲۳ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۷۱ روایت ۶۴ بحوالہ عدۃ الداعی۔
۲۴ عدۃ الداعی (مترجم) (کتاب فروشی جعفری - مشھد) ص ۲۵۹ حدیث اول از باب پنجم ۲۵ مکارم الاخلاق (۱۳۹۲ ق. بیروت) ص ۲۷۵
۲۶ جلاء الافھام ص ۴۶ رقم ۶۸

خداؐ نے فرمایا کہ "وہ افراد جو کسی جگہ پہ جمع ہوں اور اس جگہ سے مجھ پر صلوات بھیجے بغیر متفرق ہو جائیں تو ان کی جدائی ایسی بدبوداری کے ساتھ ہوگی جیسے مردار کی بدبو اور گندی سے گندی مہکنے والی چیز ہو۔"

۶۔ ایسے افراد روز قیامت پیکر حسرت و یاس ہوں گے۔ ابوسعید خدری[۲۷] سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا "وہ اہل مجلس و بزم جو مجھ پر صلوات نہ بھیجیں اگر قیامت میں وہ رحم و کرم الٰہی کے صدقے میں داخل جنت بھی ہو جائیں پھر بھی صلوات نہ بھیجنے پہ حسرت واندوہ کے شکار ہوں گے۔"

۷۔ ایسے افراد گم کردہ راہ جناں ہیں 'برقی' نے کتاب 'محاسن'[۲۸] میں رسولِ خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ 'جس شخص کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے تو خداوند عالم اس کے عوض راہِ جنت اس سے پوشیدہ کردے گا۔' اور شیخ طوسیؒ[۲۹] امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا "جو شخص بھی مجھ پر صلوات بھیجنے میں بے توجہی کرے وہ گم کردہ راہ جناں ہے۔

ابن بابویہ[۳۰] نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا 'جو شخص دعا کرے اور دعا میں آنحضرتؐ کا اسم مبارک نہ شامل کرے وہ دعا راہ بہشت پہ گامزن نہیں ہو سکتی' ۔ (مطلب یہ کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوگی)

ابن مسعود[۳۱] سے روایت منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا "قیامت کے روز

---

۲۷ مدرک مذکور ص ۱۵۔
۲۸ محاسن ج ۱ (کتاب عقاب الاعمال) ص ۹۵ روایت ۵۳۔
۲۹ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۳ روایت ۲۰ بحوالہ امالی شیخ طوسی ج ۱ صفحہ ۱۴۴۔
۳۰ اصول کافی (مترجم) ج ۴ ص ۲۵۳ روایت ۱۹ - ثواب الاعمال ص ۲۴۶
۳۱ جلاء الافھام (اسی مضمون کی حدیث) ص ۴۲، ۵۸، ۶۵، ۶۶

میری امت کو حکم ہوگا کہ جنت میں جاؤ-لیکن ان کے راستہ غائب ہونگے اور وہ متحیر وسر گردان نظر آئیں گے-'' بعض صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ اس موقع پر جنت کی راہ غائب ہونے کی کیا وجہ ہوگی آپ نے فرمایا-وجہ یہ ہے کہ انہوں نے (زندگی میں) میرا نام سنا اور اس پہ صلوات نہیں بھیجا-

۸- صلوات کا ترک کرنا جہنم واصل ہونے کا سبب ہے-

۹- خدا سے دوری کا باعث ہے-

یہ دونوں مطالب ابن بابویہ ۳۲ کی تحریر کردہ اس حدیث کی بنا پر ظاہر ہوتے ہیں جسے رسول خداؐ نے یوں فرمایا ''جس شخص کے پاس بھی میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے وہ جہنم میں پھینکا جائے گا اور اسے خدا کی قربت نصیب نہ ہو سکے گی-

اور امام محمد باقرؑ ۳۳ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص ماہ مبارک رمضان کی برکتوں سے مستفید ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کو نہ بخشوا سکے اسے قرب خداوندی حاصل نہیں ہو سکتا-جو شخص والدین جیسی نعمت پاتے ہوئے بھی ان کا شکر نہ ادا کرے-وہ بارگاہ خداوندی کی قربت کا حامل نہیں ہو سکتا-اسی طرح جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے تو وہ بخشا نہ جائیگا اور قرب خداوندی سے دور رہے گا-

عوالی اللئالی ۳۴ میں تحریر ہے کہ جب آیۂ ''**ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی ...**'' نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے اس کے سلسلہ میں سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا- ''اگر تم لوگوں نے سوال نہ کیا ہوتا تو میں بھی از خود نہ بتا تا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند عالم نے مجھ پر دو ملک موکل کیا ہے-جب کسی بندہ مومن کے پاس میرا

۳۲ اصول کافی (مترجم) ج ۴ صفحہ ۲۵۳ ثواب الاعمال صفحہ ۴۴۶ عوالی اللئالی ج ۲ صفحہ ۳۸-
۳۳ ثواب الاعمال مطبوعہ ۱۳۹۱ھ ص ۹۰-۸۹ بحار الانوار ج ۸۹ ص ۲۶۱-
۳۴ عوالی اللئالی ج ۲ صفحہ ۳۸ روایت ۹۷ بحوالہ الدر المنثور ج ۵ صفحہ ۲۱۸

تذکرہ ہوتا ہے اور وہ بندہ مومن مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے-تو وہ دونوں ملائکہ کہتے ہیں خدا تمہیں بخشے خدا اپنے دیگر ملائکہ کے ساتھ اس پہ (ان دونوں ملائکہ کی اس دعا پہ) آمین کہتا ہے اور اگر میرا تذکرہ کسی کے پاس ہو اور وہ بندہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے تو پھر یہی دونوں کہتے ہیں خدا تجھے نہ بخشے جس پہ خدا جملہ ملائکہ کے ساتھ آمین کہتا ہے''-

علماء اہلسنت ۳۵ کی بیشتر کتابوں میں تحریر ہے کہ ''ایک روز پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کے پہلے زینے پہ قدم رکھتے ہی فرمایا آمین-دوسرے زینے پہ قدم رکھا فرمایا آمین اسی طرح تیسرے زینے پہ قدم رکھا فرمایا آمین' صحابہ کرام نے جب آمین کی وجہ جاننی چاہی تو آپؐ نے فرمایا یہ بے دعا کی آمین نہ تھی بلکہ جبرئیل امین دعا کر رہے تھے اور میں آمین کہہ رہا تھا-جب میں نے پہلے زینہ پہ قدم رکھا تو جبرئیل نے دعا کی کہ جو والدین جیسی عظیم دولت پا کر ان کی خدمت نہ کرے تا کہ بخشا جائے خداوند عالم اسے اپنی رحمت سے دور رکھے پھر جبرئیل نے مجھ سے کہا آپؐ آمین کہیں لہذا میں نے آمین کہا-جب میں نے منبر کے دوسرے زینہ پہ قدم رکھا تو جبرئیل نے دعا کی کہ جس شخص کے پاس آپ کا تذکرہ ہو اور وہ آپؐ پر درود نہ بھیج کر بخشش کا سامان نہ کرے تو وہ جہنم واصل ہو خدا اسے اپنی رحمت سے قریب بھی نہ ہونے دے میں نے آمین کہا اور جب میں تیسرے زینہ پہ گیا تو جبرئیل نے دعا کی کہ جو شخص کہ شب قدر یا وہ ماہ مبارک رمضان کی سعادت حاصل کرے (یعنی اس میں بقید حیات رہے) اور اس کی برکتوں ورحمتوں کے صدقہ میں بخشا نہ جائے وہ خدا کی رحمت سے دور رہے-میں نے تیسری بار بھی آمین کہا-

رسول خداؐ کے آمین کہنے کی حدیث کو صاحب درمنشور ۳۶ نے جناب جابر سے

۳۵ جلاء الافہام صفحہ ۲۶ و ۵۶' ۵۷' وص ۶-
۳۶ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۸۷ بحوالہ الدر المنثور ج ۵ صفحہ ۲۱۷

یوں روایت کی ہے ایک روز رسول خداؐ منبر کے پہلے زینہ پر گئے اور آپ نے تین بار آمین فرمایا اور جب آپ منبر کی بلندی پہ جلوہ افروز ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ جب میں منبر پہ آیا تو جبرئیل نے کہا ''شقی'' ہے وہ شخص جو ماہ رمضان کو پائے (اس میں زندہ رہے) اور اختتام ماہ مبارک سے قبل بخشا نہ جائے۔ میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے کہا شقی ہو وہ شخص جسے ماں باپ میں کسی کا بھی سایہ نصیب ہوا اور وہ ان سے حسن سلوک نہ کر کے جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے کہا شقی ہے وہ شخص جس کے پاس آپؐ کا تذکرہ کیا جائے اور وہ آپؐ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

بعض کتب میں مرقوم ہے کہ رحمت الٰہی سے دور رہنے پہ جسکا کہ تارکِ صلوات کے لئے وعدہ کیا گیا ہے یہ بات روشن اور واضح ہے کہ آں حضرتؐ پہ درود بھیجنا واجب ہے اس لئے کہ مسجدوں میں سب سے محترم اور باعظمت مسجد مسجد نبوی (مدینہ) ہے اور اس مسجد کا اہم ترین مقام بلندیٔ منبر ہے۔

دنیا کی اہم ترین اور بابرکت اگر کوئی بزم ہوسکتی ہے تو وہ نبی آخر کی بزم جس میں اصحاب کرام جیسی محترم اور مبارک شخصیتوں کا ہجوم ہو اور اس بزم کا خوش کن لمحہ وہ ہوگا جس لمحہ میں دہن نبوت سے احادیث کے مونگے موتی کی بارش ہو اور اس میں بھی بہترین وقت وہ ہوگا جب جبرئیل امین نازل ہو کر کوئی دعا کریں۔ اس پہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین فرمائیں۔ اب اتنے اہم ومعتبر اور مبارک ماحول میں اگر کسی کے لئے رحمت خداوندی سے دوری کی دعا کی جائے اس پہ رسولؐ کونین آمین کہیں تو یقیناً وہ شخص بدنصیب ہی ہوگا۔ اتنے اہتمام اور لوازمات اس بات کی دلیل ہیں کہ صلوات بھیجنا واجب ہے۔

چنانچہ ان تمام روایات و واقعات کے پس منظر میں یہی کہا جائیگا کہ آنحضرتؐ

کے تذکرے کے ساتھ ان پر صلوات بھیجنا واجب ہے۔ از روئے قرآن یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ اور انسان کو صلوات بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث میں تارک صلوات کے لئے دوزخ کی بشارت اور رحمت خداوندی سے محرومی کی خبر دی گئی ہے۔ ان تمام باتوں کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ صلوات پڑھنا مستحب ہے اور اس کے ترک کرنے والے پہ کوئی گناہ نہیں جبکہ اس پہ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر وثواب ہے۔

اور بعض افراد کا خیال ہے کہ جس طرح آنحضرتؐ کا نام نامی سنکر صلوات نہ بھیجنا باعث عذاب وعقوبت ہے اسی طرح آنحضرتؐ کا اسم مبارک لکھتے وقت ان پہ درود نہ لکھنا سبب ملامت ہے اور بہت ساری کتب اہلسنت ۳۷ میں مذکور ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ''جو شخص بھی کتاب میں مجھ پر صلوات بھیجتا ہے (یعنی صلوات لکھتا ہے) فرشتے اس وقت تک اس کی بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں باقی ہے۔'' اور انہیں کی بعض کتابوں میں ۳۸ یہ حدیث امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ شیخ سعید شہید نے اپنی کتاب منیۃ المرید ۳۹ میں اس حدیث مذکور کو رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں. نیز رسول خداؐ ۴۰

نے فرمایا جو کوئی بھی کتاب میں مجھ پر صلوات بھیجتا ہے (لکھتا ہے) ایسے شخص پر صلوات کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک کتاب میں میرا نام رہے گا۔''

۳۷ جلاء الافہام ص ۵۷ رقم ۹۲

۳۸ جلاء الافہام ص ۵۷ رقم ۹۳۔

۳۹ میتۃ المرید آداب المفید والمستفید مطبوعہ نجف ۱۳۷۰ق) ص ۱۶۰ تذکرہ ۱۲ ''فی آداب الکتابۃ'' نیز وجیزۃ فی الدرایہ شیخ بہائی بہ تصحیح سید محمد مشکوۃ ومقدمہ سعید نفیسی (مطبوعہ ۱۳۶۱ شمسی) ص ۷ ومقباس الھدایہ فی الدرایہ مطبوعہ ضمیمہ تنقیح المقال علامہ مامقانی ص ۱۰۵۔

۴۰ جلاء الافہام ص ۵۷ رقم ۹۲ وصفحہ ۲۴۶

منقول ہے کہ بصرہ میں ایک شخص احادیث لکھتا تھا لیکن جب آنحضرتؐ کا اسم مبارک آتا تھا تو وہ عمداً اس میں صلوات نہیں لکھتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کی انگلیوں میں زخم نکلے اور پوری انگلیاں سڑ کر گر گئیں۔

اسی طرح ایک دوسرا شخص جو بہت متقی و پرہیزگار قائم اللیل وصائم النہار تھا وہ بھی احادیث تحریر کرتا تھا اس کا بیان ہے کہ میں بھی احادیث لکھتے وقت آنحضرتؐ کا اسم گرامی لکھتا تو ان پر صلوات نہیں لکھتا۔ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ آنحضرتؐ تشریف لائے ہیں روئے مبارک سے غیظ وغضب نمایاں ہیں۔ آپؐ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ میرا نام لکھتے وقت مجھ پہ صلوات کیوں نہیں لکھتے؟ میں اس خواب سے خوف زدہ ہوا اور میں نے یہ دل میں فیصلہ کیا کہ آئندہ کبھی آنحضرتؐ کا نام لکھ کر صلوات لکھنے میں تامل نہ کرونگا۔ چنانچہ میں نے اس کے بعد ہمیشہ آپؐ کے نام کے آگے **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** لکھا۔ ایک مدت کے بعد میں نے پھر آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا آپؐ نے بہ چشم لطف ومحبت میری طرف دیکھا اور فرمایا مجھ پہ صلوات بھیجتے ہو۔

مجھے جب بھی یاد کرو یا جب بھی تمھارے سامنے میرا تذکرہ ہو یا میرا نام کہیں لکھو تو اس کے آگے لکھو **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**۔ [41]

اسی طرح ایک روایت منقول ہے کہ 'فضل کندی' کے مرنے کے بعد کچھ لوگوں نے انھیں خواب میں دیکھا پوچھا کہ بتا مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ خداوند عالم نے مجھے اس عمل کی وجہ سے بخش دیا اور بلند مرتبہ عنایت کیا ہے۔ جو کہ میں نے اپنی درمیانی اور پہلی انگلی (انگوٹھا) کی مدد سے انجام دئے تھے لوگوں نے پوچھا وہ کون سا عمل تھا جس نے تجھے کرامت وبزرگی عطا فرمائی۔ ''فضل کندی'' نے کہا وہ عمل یہ تھا کہ

۴۱ جلا الافہام صفحہ ۲۴۶

میں ''**صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**'' بہت لکھا کرتا تھا۔

ایک دوسرے کاتب کے سلسلہ میں واقعہ ملتا ہے کہ جب اس سے گناہوں کی معافی کے بارے میں استفسار کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میرے تمام گناہوں کو ان صلوات کے برابر میزان پہ رکھا گیا جو کہ میں نے لکھے تھے۔ میزان کا وہ پلہ وزنی پایا گیا جس پہ صلوات رکھا گیا تھا۔ چنانچہ مجھے بخش دیا گیا۔

ایک عالم اہلسنت [42] سے منقول ہے کہ میں نے شیخ حسن غیبۃ کے مرنے کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ ان کی انگلیوں پہ آب زر یا اسی طرح کسی سنہری چیز سے کوئی چیز لکھی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ تیری انگلیوں پہ ملیح وظریف چیز جو نظر آرہی ہے وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ صلہ ہے میرے اس عمل کا جو میں اپنی حیات میں انجام دیا کرتا تھا۔ پوچھا وہ کیا؟ کہا کہ میں جب احادیث شریف لکھتا ہوا آنحضرتؐ کے اسم مبارک تک پہونچتا تھا تو لکھتا تھا ''**صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**''۔

منقول ہے کہ ایک کاتب تھا جس نے ایک رسالہ احادیث کی کتابت کی تھی۔ اس میں جہاں بھی اس نے آنحضرتؐ کا اسم مبارک لکھا اس کے آگے لکھتا تھا '**صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**' کثیراً کثیراً۔ اس سے یہ مبالغہ آمیز الفاظ (کثیراً کثیراً) تحریر کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا کہ میں اپنی کم سنی میں جب حدیث لکھتا تھا اور اس درمیان آنحضرتؐ کا اسم مبارک آجاتا تو میں ان پہ صلوات لکھنے اور پڑھنے میں کاہلیت کرتا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ میں آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوا ہوں میں نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میری طرف سے رخ پھیر لیا اسی طرح تین بار میں نے سلام کیا انہوں نے رخ پھیر لیا۔ میں نے چوتھی بار عرض کی میرے ماں باپ فدا ہوں غلام

۴۲ جلا الافہام صفحہ ۲۴۶

سے کون سی خطا ہوئی ہے کہ جوابِ سلام کے لائق نہیں اور روئے مبارک کی زیارت سے محروم ہے؟ آپؐ نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ جب تم میرا ذکر کرتے ہو تو نہ مجھ پر صلوات بھیجتے ہو نہ لکھتے ہو۔ چنانچہ اس وقت سے میرا یہ مشغلہ ہے کہ جب میں احادیث لکھتا ہوں تو اسی طرح لکھتا ہوں۔

دوسری بحث جو اس فصل سے متعلق ہے وہ یہ کہ ہمارے علماء کرامؒ نے انبیاء اور جمیع مومنین پہ صلوات بھیجنا جائز قرار دیا ہے چاہے یہ صلوات انفرادی طور پہ بھیجی جائے یا بطفیل پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

ابن شہر آشوب ۴۳ نے "سلمان بن خالد اقطع" سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا مومنین پر صلوات بھیجنا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم تمہیں ان پہ صلوات بھیجنا چاہئے کیا تم نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں سنی خدا فرماتا ہے "**هو الذی یصلی علیکم**" ۴۴

لیکن علماء عامہ (اہلسنت) میں یہ مسئلہ اختلافی ہے. وہ "ابنِ عباس" ۴۵ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غیر پیغمبرؐ پہ درود بھیجنا درست نہیں ہے لیکن بعض پیغمبران و مرسلین پر درود بھیجنا جائز سمجھتے ہیں اور بعض ملائکہ کو بھی رسول میں شامل کرتے ہیں اور انہیں کے بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ تمام انبیاء پر سلام بھیجنا جائز ہے۔

اختلاف اس سلسلہ میں ہے کہ ان پہ صلوات بھیجنا فرض ہے یا نہیں ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ صلوات بھیجنا فرض ہے لیکن دوسرا گروہ اسے مستحب مانتا ہے اسی میں کا ایک گروہ یہ بھی کہتا ہے کہ بعض انبیاء پر درود و سلام فرض (واجب) ہے اور وہ پانچ انبیاء ہیں جن

۴۳ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۷۰ روایت ۶۲ بحوالہ بیان التنزیل ابن شہر آشوب۔
۴۴ سورہ احزاب آیت ۴۳۔
۴۵ جلاء الافہام صفحہ ۲۷۷ -

پہ خود قرآن مجید میں سلام نازل ہوا ہے۔ "**سلام علی نوح**" **سلام علی ابراهیم**' **سلام علی موسیٰ و هارون**' **سلام علی الیاس**" ایک عالم اہلسنت کا کہنا یہ ہے کہ غیر انبیاء اور ملائکہ پر صلوات بھیجنا بنیادی طور پر مکروہ ہے۔ اس کراہیت سے بچنا چاہئے۔ لیکن امام الحرمین جو کہ اعظم علماء اہلسنت ہیں وہ اس مسئلہ میں حکم سلام کو مثل حکم صلوات مانتے ہیں صاحب کشاف ۴۶ کہتے ہیں کہ قیاس اس بات کا مقتضی ہے کہ مومنین پہ صلوات بھیجنا جائز ہوگا. کیونکہ خود خداوند عالم نے فرمایا ہے '**هو الذی یصلی علیکم**' اور حدیث میں وارد ہوا ہے. '**اللهم صل علی آل ابی اوفیٰ**' لیکن علماء نے اس باب کے ذیل میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر غیر پیغمبرؐ پہ صلوات بھیجنا۔ آنحضرتؐ کی پیروی میں ہو جیسے یہ کہنا کہ "**اللهم صل علیٰ محمد و آله**" تو جائز ہے لیکن اگر کوئی کسی غیر پیغمبر پہ انفرادی طور پر صلوات بھیجے تو یہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ صلوات انبیاء کا شعار ہے اور انفرادی و خصوصی طور سے امت کی کسی ایک فرد پہ اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

انہیں میں سے دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ صلوات انبیاء سے مخصوص ہے اور یہ ان کی عظمت و اہمیت عزت و توقیر کی علامت ہے۔ جس طرح سے کہ تسبیح و تحلیل صرف ذات خداوندی کے لئے مخصوص ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں کسی کی شرکت ممکن نہیں۔ اسی طرح غیر انبیاء کو انبیاء کی عظمت و اہمیت میں شریک و سہیم قرار دینا بہتر نہیں۔

مگر ان میں کا ایک محقق گروہ کسی بھی پیغمبر کو صلوات و سلام میں انفرادی طور پر شریک نہیں مانتا بلکہ وہ اس کا قائل ہے کہ وہ پیغمبرؐ بھی آنحضرتؐ کے تابع ہیں اور ان کا یہ قول ابن بابویہ ۴۷ کے اس قول سے مطابقت رکھتا ہے جو آپ نے معاویہ بن عمار کے حوالہ

۴۶ تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۴۶
۴۷ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۴۸ روایت ۵ بحوالہ امالی شیخ صدوقؒ و شیخ طوسیؒ

سے تحریر فرمایا ہے۔

''ایک بار حضرت امام جعفر صادقؑ کے پاس ایک نبی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے تو پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر اس نبی پر جسکا تذکرہ ہورہا ہو۔''

اللھم صل علی محمد و آله وجمیع الا نبیاء والمرسلین ۔

تیسری فصل

صلوات وسلام کے لئے کن الفاظ کا استعمال کرنا چاہئے

علماء شیعہ اس بات پہ متفق ہیں کہ آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنے کے لئے اس قدر کہنا بھی کافی ہے ''اللھم صل علی محمد وآلِ محمدؐ '' اور آئمہ علیہم السلام سے ہر وقت، ہر جگہ اور ہر زیارت ودعا کے موقع پر مختلف عبارت کی صورتوں میں صلوات وارد ہوئی ہیں۔

جمال الاسبوع''[1] میں ''عبدالرحمٰن بن کثیر'' روایت کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے اس آیت 'ان اللّٰه و ملائکته یصلون علی النبی یا ایھاالذین آمنوا صلوا علیه و سلّموا تسلیما' کے سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔

''حق تعالیٰ کی صلوات کا مطلب آسمان پہ آنحضرتؐ کو ہر طرح سے پاک رکھنا ہے میں نے عرض کیا کہ خدا کا آنحضرتؐ کو ہر طرح سے پاک رکھنے' کا مطلب کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کو ان تمام نقائص ومعائب اور آفات سے دور رکھے گا جو نوع بشر میں پائی جاتی ہیں میں نے عرض کی مولا ہم کس طرح صلوات پڑھیں آپ نے فرمایا 'اللھم انا نصلی علی محمد نبیک وعلی آلِ محمد کما امر تنا و کما صلیت انت علیه' اس طرح صلوات بھیجا کرو ہم بھی آنحضرتؐ پہ اسی طرح صلوات بھیجتے ہیں۔

ابن بابویہ [2] ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے

---

[1] جمال الاسبوع ۲۳۵-۲۳۴ روایت ۲۔ فصل ۶۔

[2] بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۵ بحوالہ معانی الاخبار صفحہ ۳۶۸

سوال کیا کہ ہم محمدؐ وآلِ محمدؑ پہ کس طرح صلوات بھیجیں. آپ نے فرمایا کہو"صلوات اللّٰہ وصلوات ملائکته و انبیائه ورسله وجمیع خلقه علی محمد و آل محمد والسلام علیه وعلیهم ورحمته اللّٰه وبرکاته"

میں نے عرض کی مولا آنحضرتؐ پہ اس طرح صلوات بھیجنے کا ثواب کیا ہے- امامؑ نے فرمایا خدا کی قسم ایسا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے نوزائیدہ بچہ جو بطن مادر سے بے گناہ پیدا ہوتا ہے علماء اہلسنت ۳ نے حضرت رسول خداؐ سے صلوات کے سلسلہ میں بہت ساری روایات نقل کی ہیں جیسے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم صلوات کی صورت میں کہو" اللھم صل علی محمد و آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم و آلِ ابراھیم وبارک علیٰ محمد و آلِ محمد کما بارکت علی ابراھیم و آلِ ابراھیم انک حمید مجید' اورانہیں کی بعض کتابوں میں یہی صلوات"آلِ محمد' اور"آلِ ابراہیم" حذف کرکے تحریر ہے- اور بعض دیگر جگہوں پر"آلِ محمدؑ' کے بجائے"علی ازواجه وذریته' ۴ اور اسی طرح کی دوسری عبارت تحریر ہے-

ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کے پاس کہا" اللھم صلی علی محمد وآلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم' تو آپؑ نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ یوں کہو"اللھم صل علی محمدو آلِ محمد کا فضل ماصلیت علی ابراھیم و آلِ ابراھیم انک حمید مجید - ۵

شیعی روایت کے مطابق صلوات میں آلِ محمد کو ترک کرنے کی روایت کہیں نہیں آئی ہے البتہ ایک حدیث میں ابن بابویہ اور شیخ طوسی نے علماء اہلسنت کے حوالہ سے رسول

۳ احقاق الحق ج ۳ ص ۲۵۲ تا ۲۷۲ وج ۹ ص ۵۲۴ سے ۶۱۱ تک رجوع کریں

۴ جلاء الافھام ص ۱۲۰-

۵ قرب الاسناد ج ۱ ص صفحہ ۲۰

خداؐ سے یہ روایت نقل کی ہے-

اخبار صحیحہ میں آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنے والے اور صلوات ترک کرنے والوں کے سلسلہ میں روایات وارد ہوئی ہیں- جیسا کہ ابن بابویہ ۶ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا-"جو شخص مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے اور میری آل پہ نہیں بھیجتا ہے اسے جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی- اس سے بوئے جناں پانچ سو سال کی دوری پر ہوگی'.ایک دوسری حدیث میں حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا-"جو شخص کہ صلی اللّٰه علیٰ محمد و آله کہتا ہے خداوند عالم بھی اس کے لئے کہتا ہے صلی اللّٰه علیک لہٰذا تم کو چاہئے کہ یہ بہت زیادہ کہا کرو اور اگر صرف یہ کہو"اللھم صل علی محمد' اور آلِ محمدؑ کو ترک کردو تو یاد رکھو ایسا شخص بوئے جنت محسوس بھی نہیں کرسکتا یہ خوشبو اس سے پانچ سو سال کی راہ اتنی دور ہو جائیگی-

شیخ طوسی ۷ نے بھی اس حدیث کو"امالی" میں تحریر کیا ہے-

ابن بابویہ ۸ اور سید بن طاؤس ۹ نے مختلف سندوں سے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسول خداؐ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے فرمایا- اے علیؑ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کسی چیز کی بشارت دوں؟ آپؑ نے فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں کیوں نہیں. خدا ہمیشہ آپؐ کو ہر خیر کی بشارت دینے والوں میں شمار کرے آنحضرتؐ نے فرمایا ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور ایک

۶ بحارالانوار ج ۹۴ ص ۵۶ بحوالہ امالی صدوق ص ۱۲۰ اور روضۃ الواعظین ج ۲ ص ۳۲۳-

۷ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۴۸ بحوالہ امالی طوسی ج ۲ صفحہ ۳۷-

۸ و ۹ بحارالانوار ج ۹۴ ص ۵۶ بحوالہ امالی صدوق وثواب الاعمال وجمال الاسبوع ثواب الاعمال ۱۸۹-۱۸۸-

امر عجیب کی خبر دے گئے ہیں حضرت امیر المومنینؑ نے سوال کیا کہ وہ امر عجیب کیا ہے. آپؐ نے فرمایا- جبرئیل نے یہ خبر دی کہ میری امت میں سے جو شخص بھی مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے اور اس میں میرے اہلبیت کو بھی شامل کرتا ہے تو خداوند عالم اس کے عوض ایسے شخص کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور ملائکہ اس کی ایک صلوات کے عوض میں اس پہ ستر صلوات بھیجتے ہیں. اگر وہ گناہ گار وخطا کار ہے تو اسکے گناہ اس طرح اس سے دور ہو جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑنے کے بعد اور خداوند عالم اسکی صلوات پہ کہتا ہے 'لبیک یا عبدی وسعدیک' اس کے بعد ملائکہ سے فرماتا ہے کہ اے 'میرے ملائکہ تم نے اس پہ ستر صلوات بھیجی ہے میں سات سو بار اس پہ صلوات بھیجتا ہوں اور جو شخص [illegible] کہ مجھ پہ صلوات بھیجتے وقت اس میں میرے اہلبیت کو شریک نہیں کرتا تو اس کے اور آسمان کے درمیان ستر حجاب حائل ہو جاتے ہیں اور خداوند عالم اس کی صلوات پہ فرماتا ہے 'لا لبیک ولا سعدیک' اور پھر ملائکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے 'اے میرے ملائکہ اس وقت تک اس کی صلوات کو بلند نہ ہونے دو جب تک کہ اس میں اہلبیت رسولؐ کو نہ شریک کر لیا جائے-

[illegible] رح وہ صلوات محجوب اور بے اثر رہتی ہے جب تک کہ اس میں میرے اہل[illegible] شریک وسہیم نہ کیا جائے-

جناب عمار ۱۰ روایت کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؑ کی بزم میں تھا کہ ایک شخص نے کہا "اللهم صل على محمد واهل بيت محمد" یہ سن کر آپؑ نے فرمایا کیوں اس صلوات کو ہمارے اوپر تنگ کر رہے ہو؟ کیا تمہیں نہیں معلوم اہلبیت آنحضرتؐ میں وہی پانچ افراد ہیں جو چادر کساء میں داخل ہوئے تھے اور آیہ تطہیر آئی تھی-

۱۰ ثواب الاعمال صفحہ ۱۹۰-۱۸۹-

اس مرد نے یہ سن کر عرض کی مولاؑ تو پھر ہم کس طرح صلوات بھیجیں آپؑ نے فرمایا اس طرح کہو "اللهم صل على محمد و آل محمد" تاکہ ہم اور ہمارے شیعہ سبھی اس میں داخل ہو جائیں-

اسی طرح روایت ہے کہ ابن ابی عمیر ۱۱ سے حضرت امام صادقؑ نے فرمایا "جو شخص بھی محمد وآل محمد پر صلوات بھیجتا ہے اس کے لئے سو حسنات لکھے جاتے ہیں اور جو شخص کہ "صلی اللہ علی محمد واھل بیتہ" کہتا ہے اس کے لئے ہزار حسنات لکھے جاتے ہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد وآلِ محمدؐ پر جس طرح اور جس عبارت کی صورت سے صلوات بھیجی جائے اس کیلئے سو حسنات مقرر ہیں لیکن اگر اس عبارت "صلی اللہ علی محمد واھل بیتہ" میں کہا جائے تو خداوند عالم اس کے عوض ہزار حسنات عطا فرماتا ہے-

علماء اہلسنت ۱۲ امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے یہ کلمات میرے سامنے پڑھے اور فرمایا کہ جبرئیل نے اسی طور مجھ سے نقل کیا ہے اور آپ نے یہ بھی کہا کہ انہیں لفظوں میں یہ خدا کی طرف سے نا[illegible] ہوئی ہے-

'اللهم صل علىٰ محمد و آل محمد كما صليت على ابراهيم و آل ابراهيم انک حميد مجيد." "اللهم بارک على محمد و آل محمد كما باركت على ابراهيم و آل ابراهيم انک حميد مجيد."

"اللهم وترحم على محمد و آل محمد كما ترحمت على ابراهيم و آل ابراهيم انک حميد مجيد."

۱۱ ثواب الاعمال صفحہ ۱۸۷-۱۸۶

۱۲ احقاق الحق ج ۳ صفحہ ۲۵۵-۲۵۴ بحوالہ معرفۃ علوم الحدیث صفحہ ۳۲ و ۲۶۳ بحوالہ جلال الدین سیوطی کتاب بغیۃ الوعاۃ صفحہ ۴۴۲-

"اللھم تحنّن علی محمدو آل محمد کما تحننت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید"

"اللھم وسلّم علی محمد و آل محمد کما سلمت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید"

ابن عباس[۱۳] سے روایت ہے کہ بعد صلوات یہ دعا "وارحم محمداو آل محمد کما رحمت علی ابراھیم انک حمید مجید" پڑھنا چاہئے۔

ایک عالم اہلسنت نے اس نص صریح پہ اجتھاد کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ 'وارحم محمد و آل محمد' کہنا مکروہ ہے اس لئے کہ خدا سے رحم کی دعا کرنا آنحضرتؐ اوران کی آل پہ خطاونسیان کا گمان کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ رحمت کا استحقاق اسی پر ہوتا ہے جس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو موجب ملامت ہو۔

یہ بیچارہ رحمت کے معنی صرف یہی سمجھتا ہے کہ رحمت وہی ہے جو گہنگاروں تک پہونچتی ہے یعنی اس کا مستحق صرف گہنگار ہوتا ہے گویا اس شخص نے سلام نماز بھی کبھی سے نہیں سنی۔ جس میں کہا جاتا ہے 'السلام علیک ایھاالنبی ورحمته اللّه وبرکاته' اور لگتا ہے اسے کبھی قرآن کی اس آیت کو بھی پڑھنے کی توفیق نہ ہوئی "ورحمتی وسعت کل شئی"[۱۴] اور کبھی یہ احادیث "رحم الله اخی موسیٰ" و "رحم الله اخی لوطا" تک سننے کی نوبت نہ آئی اور اسی طرح کی دیگر مثالیں جو ان کی کتب میں تحریر ہیں اسے دیکھنے کی زحمت نہ کی۔

---

۱۳ ایضاً صفحہ ۲۶۵

۱۴ سورہ اعراف آیۃ ۱۵۶ -

صلوات میں لفظ 'اللھم' کی وجہ کے سلسلہ میں علمائے عربی ادب[۱۵] اور محققین کہتے ہیں کہ 'اللھم' کی اصل 'یا اللّه' ہے۔ اس میں سے حرف ندا 'یا' کو حذف کر کے آخر میں 'م' مشدد کا اضافہ کر دیا گیا ہے علمائے علم حروف نے اس کی بہت سی وجہیں تحریر کیں ہیں۔ لفظ "اللھم" کے سلسلہ میں ملا حسین کاشفی سبزواری اپنی کتاب "جواھر التفسیر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت داؤد علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام دعا ومناجات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ "یااله ابراھیم ویا اله اسمعیل ویااله اسحق ویا اله یعقوب ویا اله یوسف ویا اله موسی ویا اله ھرون" اسی طرح ایک ایک نبی کا نام لے رہے تھے کہ آواز قدرت آئی اے داؤدؑ آخر تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے عرض کی پالنے والے میری دعاؤں کو مستجاب فرما اور مجھ پہ یہ آشکار کر کہ کس طرح جلد اپنے مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آواز قدرت آئی "اللھم" کہہ کر مجھ سے دعا کرو اس لئے جب اس لفظ کو ادا کرو گے تو گویا تم نے مجھ سے میرے تمام اسماء کے توسط سے دعا کی ہے۔

صلوات میں اسم محمدؐ کی جگہ کوئی دوسرا نام کیوں نہیں؟

علماء نے صلوات میں آنحضرتؐ کے جملہ اسماء مثلاً احمد، نذیر، بشیر، حاشر، عاقب، ماحی، وغیرہ کے بجائے اسم 'محمدؐ' کی شرکت کی وجہ یوں بیان کی ہے کہ 'محمدؐ' کے معنی بہت تعریف کیا ہوا کے ہیں۔

اس لئے کہ اکثر باب تفعیل کثرت کا فائدہ دیتا ہے چنانچہ اس باب کے اسم فاعل کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے جس سے کہ وہ فعل بار بار عمل میں آئے۔ جیسے معلم (پڑھانے والا یہ

---

۱۵ اس بحث کی شرح کتاب جلاء الافھام ص ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بار بار بچوں کو پڑھاتا ہے) یامؤدب (ادب سکھانے والا جو ہمیشہ ادب کی تعلیم دیتا ہے) اسی طرح اس باب کے اسم مفعول کا بھی اسی پر اطلاق ہوتا ہے جس پہ بار بار فعل واقع ہوا ہو یا وہ ایک کے بعد دوسری بار اپنے اوپر فعل کے وارد ہونے کی صلاحیت اور استحقاقیت رکھتا ہو- چنانچہ ''محمدؐ '' کے معنی یہ ہیں کہ '' یہ تعریف کرنے والوں کی نظر میں بہت تعریف کیا ہوا ہے'' یا یہ کہ ''لازم ہے کہ اس کی بہت تعریف کی جائے'' اور یہ دونوں معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں- کیونکہ خداوند عالم ملائکہ اور مومنین نے آپ کی تعریف کی ہے اور ضروری ہے کہ ہر تعریف کرنے والا ان کی تعریف کرے- اسی لئے صلوات میں اس نام کو شامل کیا گیا ہے-

اور بعض افراد کا کہنا ہے کہ 'محمدؐ' اور ''احمد'' یہ لفظ ''حمید'' سے مشتق ہے اور ''حمید'' 'حامد' (تعریف کئے ہوئے) کے معنی میں آتا ہے اور یہ 'محمود' (تعریف کیا ہوا) کے معنی میں بھی آیا ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ نے یہ دو اسماء 'محمد' اور 'احمد' آنحضرتؐ سے مشتق کردئے ہیں اور آنحضرتؐ کو ان دونوں نام سے جانا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مقام تعریف خداوندی میں آپ 'احمد' ہیں اس لئے کہ خدا نے تمام مخلوق سے زیادہ آپؐ کی تعریف کی ہے اور اہل ارض کے لئے ''محمدؐ'' ہیں اس لئے کہ اہل زمین میں آپؐ سے زیادہ تعریف کسی کی نہیں کی گئی-

اب سوال یہ ہے کہ صلوات میں ''آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے کون لوگ مراد ہیں جس کے لئے خود آنحضرتؐ نے بھی فرمایا ہے کہ میرے ساتھ ''میری آل'' پر بھی صلوات بھیجو. اس مقام پہ علمائے فرقہ جعفریہ کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت فاطمہ زہراؑ اور بارہ آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم ہیں اس حدیث کے مطابق جو کہ اس سے قبل

گذر چکی ہے- کہ عمار نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سمجھا جاتا ہے کہ صلوات میں آل کے تحت ان کے شیعہ بھی داخل ہیں- لیکن علماء اہلسنت نے 'آل' کی تفسیر میں عجیب وغریب استدلال کئے ہیں جس سے کہ بغض ونفرت اور عداوت وشقاوت کی بو ظاہر ہوتی ہے- حد ہے کہ ایک مسلک مالکی کی اتباع کرنے والے نے یہاں تک کہہ دیا کہ 'آل' سے مراد 'غالب بن فہر' کی اولادیں ہیں لہذا اس میں بنی امیہ، بنی تمیم، عدی، بنو ہرہ، بنی مخزوم، اسی طرح کے بہت سے دوسرے قبائل اس میں (آل میں) داخل ہوجاتے ہیں جبکہ خود ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خداؐ سے سوال کیا 'ذوی القربیٰ' جن کی محبت ہم پہ لازم قرار دی گئی ہے وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا وہ علی، فاطمہؑ اور میرے دونوں لاڈلے حسنؑ وحسینؑ ہیں- ۱۶

اور انہیں کے علماء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ 'آل' سے مراد آنحضرتؐ کی ازواج ہیں- بعض کہتے ہیں کہ ''آل'' سے مراد خود آنحضرتؐ ہیں- لیکن پھر انہیں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ بات نص سے ثابت ہے کہ ''اہل بیت'' آل عبا چادر تطہیر والے ہی ہیں جو کہ حضرت امیر المومنینؑ فاطمہ زہراؑ، حسنؑ، حسینؑ ہیں- ۱۷

دوسرے یہ کہ اس مقام پہ آ کر ہمیں آل کے متعلق جو اشارہ زیادہ تر دعاؤں میں ملتا ہے اسکی عبارت کچھ یوں ہے- **اللهم صل علی محمد وآل محمد وارحم محمداً وآل محمد و بارک علی محمد وآل محمد کما صلیت**

---

۱۶ ینابیع المودة ص ۱۰۶ اباب ۳۲ -

۱۷ مقدمہ ینابیع المودة ص ۹-۵ ملاحظہ فرمائیں-

وبارکت ورحمت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید ۱۸
شیخ طوسیؒ ۱۹ نے انہیں فقرات کو نماز کی دوسری رکعت کے تشہد کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔لوگ اس سلسلے میں بحث کرتے ہیں وہ یہ کہ کسی کی طرف تشبیہ دینے کے لئے ضروری ہے کہ مشبہ بہ یعنی جس کی طرف تشبیہ دی جارہی ہے وہ اس سے افضل اور بہتر ہو جسکی تشبیہ دی جارہی ہے۔یہاں صلوات میں جو تشبیہ دی گئی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کہہ کر جو کہ مشبہ بہ ہیں اس سے کیا مراد ہے اس لئے کہ یہ بات ثابت ہے کہ محمدؐ وآل محمدؑ پر صلوات بھیجنا افضل اور بہتر ہے پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ پالنے والے آنحضرتؐ پر اسی طرح صلوات بھیج جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر بھیجی ہے۔

علماء فریقین نے اس بحث اور سوال کے جواب میں بہت سی وجوہات بیان فرمائیں ہیں انہیں میں سے چند یہ ہیں۔

---

۱۸ مصباح المتہجد ص۴۴۴ وعوالی اللئالی ج۲ص ۳۹، ۳۸ روایت ۹۹ بحوالہ سنن الدارمی کتاب الصلاۃ صحیح مسلم ج ۱ کتاب الصلاۃ باب ۱۷حدیث ۶۶ سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن حدیث ۳۲۲۰ سنن ابن ماجہ کتاب اقامتہ الصلاۃ حدیث ۹۰۴ مسند احمد بن حنبل ج۴ صفحہ ۱۱۸ و۱۱۹ ج۵ صفحہ ۲۷۴-سنن نسائی ج ۳ کتاب السہو، مستدرک حاکم ج۱صفحہ ۲۶۸ کتاب الصلاۃ، سنن الدارقطنی کتاب الصلاۃ حدیث ۱: سنن الکبری للبیھقی ج۲صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، جامع الکبیر سیوطی ج۱صفحہ ۶۰۹ (حرف القاف) الدرالمنثور ج ۵صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۸-القول البدیع ج۳۳ باب الاول و نیز سنن ابی داؤد ج۱ صفحہ ۲۵۷-الموطا ج۱صفحہ ۱۶۶ باب ۲۲، حدیث ۶۷، صحیح بخاری ج ۸ صفحہ ۹۵ و ج ۶ صفحہ ۱۵۱ (ذیل سورہ احزاب آیت ۵۶) وسنن ترمذی ج۱صفحہ ۳۰۱ حدیث ۴۸۲ و ج ۵ صفحہ ۳۷، ۳۸ حدیث ۳۲۷۳-

۱۹ بحارالانوار مطبوعہ جدید ج ۸۱ کتاب الصلاۃ باب ۳۷ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ فقہ الرضا وسایل الشیعہ ج۴ صفحہ ۹۹۰

اس تشبیہ میں مراد ناقص کا کامل سے الحاق نہیں بلکہ اس میں مراد غیر معروف کا حال بیان کرکے معروف کی بات کرنا ہے یعنی جس طرح آیہ ُرحمتہ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید' ۲۰ (اے اہل بیت نبوت تم پر خدا کی رحمت اوراس کی برکتیں نازل ہوں) اس میں شک نہیں کہ وہ قابل حمد (وثنا) اور بزرگ ہے اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ اور انکی آل پر درود کا تذکرہ ہے یہ آیت اہل ایمان کے درمیان مشہور ہے اور تمام افراد جانتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ پر رحمت وبرکت نازل فرمائی ہے۔لہذا اس صلوات سے جو محمدؐ وآل محمدؑ پر بھیجی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پالنے والے محمدؐ وآل محمدؑ پر درود نازل فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر صلوات وسلام نازل فرمایا ہے۔

اور بعض دیگر افراد کا کہنا ہے کہ کبھی کبھی مشبہ بہ سے مراد تشبیہ کے لئے وجہ تشبیہ میں شرکت لی جاتی ہے یعنی تشبیہ کے لئے مشبہ بہ کا استعمال صرف برابری واضح کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسے اس آیۂ' انا او حینا الیک کمااو حینا الی نوح و النبین من بعدہ' ۲۱ میں واقع ہوا ہے اس لئے کہ وحی تو پیغمبروں پر مختلف اوقات اور حالات میں ہوئی لیکن مشابہت نفس وحی ایک ہی ہے۔بعض افراد کا ماننا ہے کہ یہاں تشبیہ دراصل صرف صلوات ہے نہ کہ قدر ومنزلت صلوات یعنی کہنے کا مطلب یہ کہ پالنے والے اپنے حبیبؐ پر اپنی عظمت وبلندی کے مطابق صلوات نازل فرما جس طرح تو نے عظمت وقدرت کے مطابق اپنے خلیل ابراہیمؑ پر نازل فرمایا تھا جیسا کہ آیۂ' واذکروا اللہ مذکر کم آبا ئکم ''۲۲ سے ثابت ہوتا ہے۔یہ تمام وجوہات معنیً ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔

---

۲۰ سورہ ہود آیت ۷۳-
۲۱ سورہ نساء آیت ۱۶۳-
۲۲ سورہ بقرہ آیت ۲۰۰ -

بعض افراد کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے یہ دعا کی کہ ان کا ذکر خیر زبان امت مرحومہ (یعنی امت نبی آخرؐ) پر جاری فرمائے جیسا کہ انہوں نے کہا 'و اجعل لی لسان صدق فی الآخرین ' ۲۳ چنانچہ خداوند عالم نے انکی دعا قبول فرمائی اور اس امت کو حکم دیا کہ وہ آنحضرتؐ پر درود بھیجیں جیسا کہ صاحبان شریعت پہ صلوات وسلام بھیجنے کے لئے کہا گیا ہے۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عزرائیل (ملک الموت) نے خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ کی روح قبض کرتے وقت ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کوئی خواہش بھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں دنیا میں نماز سے بہت انسیت رکھتا تھا اور اب وقت رحلت افسوس ہے کہ میں اس عبادت کو انجام دینے سے قاصر ہوں اس جواب پہ خداوند عالم کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے ابراہیمؑ میں اپنے حبیبؐ کی امت کو اس امر پہ مامور کرونگا کہ وہ نماز میں تمہیں یاد کرلیا کریں ان کی یاد آوری کی برکت میں تم تک پہنچاؤں گا تا کہ اس کے سبب سے تمہیں روحانی مسرت حاصل ہو۔

لہذا ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی ہوئی کہ وہ اپنی امت کو حکم فرمادیں کہ نماز کے آخر میں صلوات کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرلیا کریں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

۲۳ سورہ شعراء آیت ۸۴۔

چوتھی فصل

صلوات بھیجنے کی فضیلت وفوائد

سید الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات وسلام بھیجنے کے فضائل وفوائد جملہ صاحبان بصیرت پہ عیاں اور روشن ہیں صلوات بھیجنے کے فضائل کو نہ تو قلم بند کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی طائر فکر اس کمال تک پہنچ سکتا ہے لیکن صرف اس خیال سے اس کی فضیلت کو تحریر نہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لئے کہ 'مالا یدرک کله لایترک کله' جو کل چیزوں کو درک نہیں کرسکتا وہ کل کو چھوڑ بھی نہیں سکتا لہذا اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان اخبار وآیات اور حکایات کو حوالہ قرطاس وقلم کررہا ہوں جو وارد ہوئی ہیں اور نظروں سے گذری ہیں و من اللہ الاستعانة والتوفیق ا صلوات بھیجنے کا پہلا فائدہ آداب الٰہی کو اختیار کرنا ہے جیسا کہ خداوند عالم نے آیۂ صلوات میں یہ خبر دی ہے کہ وہ خود آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے لہذا بندگان خدا کا آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنا پیروی آداب الٰہی ہے اور یہ فیض ربانی کے حصول کا ذریعہ اور منازل جاودانی کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔

۲ یہ حکم الٰہی کی تعمیل اور اس کی پیروی ہے جیسا کہ آیہ "یاایها الذین آمنو صلوا علیه و سلمو ا تسلیما" میں وارد ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حکم خدا اور رسولؐ کی پیروی کرنا خوش بختی و کامرانی ہے چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے 'ومن یطع اللہ ورسوله فقد فاز فوزاً عظیماً '۱

۱ سورۂ احزاب آیت ۷۱

۳ خدا کے صلوات وسلام سے مشرف ہونا ہے۔

صاحب جامع الاخبار [۲] روایت تحریر کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ مژدہ سنایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ''جو شخص آپؐ پر درود بھیجتا ہے میں بھی اس پر درود بھیجتا ہوں اور جو آپؐ کی سلامتی چاہتا ہے میں اس کی سلامتی چاہتا ہوں''، جبرئیل سے یہ بشارت سن کر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

شیخ کلینی [۳] نے حضرت جعفر صادقؑ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ''جو شخص بھی مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اور ملائکہ اس کے اوپر صلوات بھیجتے ہیں اور جو شخص بھی چاہتا ہے کہ خدا اور فرشتہ رحمت اس پہ صلوات بھیجیں تو اسے مجھ پر صلوات بھیجنا چاہیئے۔'' پھر ایک جگہ [۴]

امام جعفر صادقؑ سے یوں روایت نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا ''جب حضرت محمد مصطفےٰؐ کا ذکر کیا جائے تو آنحضرتؐ پہ خوب خوب صلوات بھیجو اس لئے کہ جو آنحضرتؐ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس پہ ہزار بار صلوات بھیجتا ہے اور ملائکہ کی ہزار ہزار صفیں صلوات بھیجتیں ہیں اور مخلوقات خدا میں سے کوئی چیز باقی نہیں بچتی مگر یہ کہ وہ اس شخص پر صلوات بھیجے اس لئے کہ خود خداوند عالم اور ملائکہ نے صلوات بھیجا ہے پس اس عالم میں بھی اگر کوئی شخص صلوات بھیجنے میں دلچسپی نہیں رکھتا تو وہ جاہل اور مغرور ہے خدا و رسولؐ اور ان کے اہلبیت اطہارؑ اس سے بیزار ہیں''۔

---

۲ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ق) فصل ۲۸ صفحہ ۶۹۔
۳ اصول کافی حدیث ۳۱۵۶ باب الصلاۃ علی النبی محمد واہل بیتہ (حدیث ۷ صفحہ ۲۴۹ ج ۴ مترجم) مختصر فرق کے ساتھ۔
۴ اصول کافی حدیث ۳۱۵۵ باب الصلاۃ علی النبی (حدیث ۶ ص ۲۴۹ ج ۴ مترجم)۔

یہ حدیث ثواب الاعمال [۵] کتاب جمال الاسبوع [۶] مکارم الاخلاق [۷] میں بھی جزوی اختلاف کے ساتھ مرقوم ہے۔

نیز شیخ کلینی [۸] علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے اسحٰق بن فرخ سے فرمایا کہ ''جو شخص محمدؐ وآل محمدؐ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اور ملائکہ اس پر سو مرتبہ صلوات بھیجتے ہیں اور جو شخص سو مرتبہ ان حضرات پر درود بھیجتا ہے خداوند عالم اور ملائکہ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ کیا تم نے خداوند عالم کا یہ قول نہیں سنا ہے ''ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور و کان بالمومنین رحیما'' [۹]

نیز [۱۰] رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پہ دس بار صلوات بھیجتا ہے اور جو کوئی مجھ پر دس بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پہ سو بار صلوات بھیجتا ہے اور جو شخص سو بار مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پہ ہزار بار صلوات بھیجتا ہے اور جس شخص پر خداوند عالم ہزار بار صلوات بھیجے اسے ہرگز ہرگز آتش جہنم چھو نہیں سکتی''۔

کتاب ارشاد [۱۱] میں امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ امیر المومنین صلوات

---

۵ ثواب الاعمال (۱۳۹۱ قمری تہران) صفحہ ۱۸۵۔
۶ جمال الاسبوع صفحہ ۲۳۶ فصل ۲۶ روایت ۴۔
۷ مکارم الاخلاق صفحہ ۳۱۲ باب ۱۰ فصل ۳۔
۸ اصول کافی حدیث ۳۱۶۳ باب الصلاۃ علی النبی (حدیث ۱۴ صفحہ ۲۵۱ ج ۴ مترجم۔
۹ سورہ احزاب آیۃ ۴۳۔
۱۰ جامع الاخبار صفحہ ۶۷ روایت اول۔
۱۱ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۶۹ بحوالہ ارشاد القلوب ص ۲۱۹-۲۲۳ و سنن ترمذی ج ۱ ص ۳۰۲۔

اللہ علیہ نے فرمایا "جو شخص کہ رسول خداؐ پر ایک بار درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ دس بار اس پر صلوات بھیجتا ہے اور ان صلوات کے بدلے میں اسے دس حسنات عطا کرتا ہے"۔

کچھ کتب اهلسنت سے:- احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسول خداؐ مدینہ سے باہر گئے ایک کھجور کے باغ میں پہنچے اور سجدہ میں گر گئے اور آپؐ نے سجدہ کو اس قدر طول دیا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید آپؐ اس دنیا سے رخصت ہو گئے چنانچہ میں آپؐ کے قریب آیا اور رونے لگا حضرت نے اپنا سر مبارک سجدہ سے بلند کیا اور فرمایا یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے وجہ بیان کی آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے پوچھا کیا میں آپ کو ایک چیز کی بشارت دوں؟ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی آپؐ پر صلوات بھیجتا ہے میں بھی اس پر صلوات بھیجتا ہوں- جو شخص آپؐ کی سلامتی چاہتا ہے میں اسکی سلامتی چاہتا ہوں- اسی طرح صحیح مسلم ۱۲ میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پہ دس بار صلوات بھیجتا ہے- مسند احمد بن حنبل اور چند دیگر کتب اہلسنت ۱۳ میں مرقوم ہے کہ "جو شخص بھی مجھ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پہ دس بار صلوات بھیجتا ہے. اس کے دس گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اسکے دس درجات بلند کرتا ہے-" محمد بن احمد اقلیدی اپنی کتاب جواہر الاحادیث ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ انصاری نے کہا کہ میں نے ایک روز رسول خداؐ کو دیکھا آپؐ کی

۱۲ صحیح مسلم (مطبوعہ دارالفکر بیروت) ج ۱، باب ۱۸ حدیث ۷۰ صفحہ ۳۰۶ و سنن ترمذی ج ۵ صفحہ ۲۴۷ ذیل میں حدیث ۳۶۹۳ و ج ۱ صفحہ ۳۰۲ حدیث ۴۸۳-

۱۳ سنن نسائی (مطبوعہ بیروت- داراحیاء التراث العربی) ج ۳، کتاب السہو باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صفحہ ۵۰-

۱۴ حوالہ مذکور صفحہ ۴۴ و صفحہ ۵۰۱

جبین مبارک سے فرحت وانبساط، مسرت وشادمانی کے اثرات نمایاں تھے میں نے عرض کی یارسول اللہؐ آپؐ کے روئے مبارک پر کبھی اس طرح آثار مسرت نہیں دیکھے- آخر آج اس خوشی کا کیا سبب ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایک ملک میرے پاس آیا اور اس نے کہا یا محمدؐ خداوند عالم فرماتا ہے کہ کیا آپ اس بات پہ خوش ہیں کہ جو آپؐ پر ایک بار صلوات بھیجے میں اس کے اوپر دس بار صلوات بھیجوں جو شخص ایک بار آپؐ کی سلامتی چاہے میں اسے دس بار سلامتی کی دعا دوں؟ صاحب کتاب اسباب المغفرہ محمد بن منصور فقیہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا جو بھی مسلم یا مسلمہ دس بار مجھ پر صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ ان پہ سو بار صلوات بھیجتا ہے-

ازہار الاحادیث میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی مذکور ہے- کہ جس شخص پر خداوند عالم سو بار صلوات بھیجتا ہے اس تک آتش دوزخ نہیں پہنچ سکتی-

۴ اس کے ذریعہ ملائکہ کی موافقت ہوتی ہے- اس لئے کہ ملائکہ حکم 'یصلّون' جیسا کہ آیۂ صلوات میں واقع ہے کے تحت آنحضرتؐ پر صلوات بھیجنے میں مشغول ہیں چنانچہ جب صلوات بھیجنے والا آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجتا ہے تو وہ فرشتوں کی شباہت اختیار کر لیتا ہے اور شاید کہ اس حکم "من تشبّہ بقوم فھو منھم" ۱۵ کے تحت وہ رحمت جو کہ ملائکہ کو حاصل ہوتی ہے اس میں صلوات پڑھنے والے کا بھی حصہ ہوتا ہے-

۵ ملائکہ ایسے شخص پر صلوات بھیجتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں- جامع الاخبار ۱۶ میں عبداللہ بن عوف سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے یہ بشارت دی کہ جو بندہ بھی آپؐ پر صلوات بھیجتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس شخص پر صلوات بھیجتے ہیں اور جس کے اوپر ستر ہزار ملائکہ صلوات بھیجیں وہ صاحبان خلد

۱۵ مستدرک سفینۃ البحار (مرحوم نمازی) ج ۵ ص ۳۲۳

میں ہوگا - نیز کتاب درمنثور ۱۷ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیۂ "ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی" کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ علم مکنون (چھپا ہوا علم ہے) اگر مجھ سے سوال نہ کرتے تو میں تمہیں اس کی خبر بھی نہ دیتا - اب سنو حق تعالیٰ نے دو ملک کو اس بات پر موکل کر رکھا ہے کہ جب کسی بندے کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر صلوات بھیجتے ہیں تو یہ دونوں ملائکہ کہتے ہیں خدا تیری مغفرت کرے اور ملائکہ کی اس دعا پہ خداوند عالم اور دیگر ملائکہ آمین کہتے ہیں -

یہی حدیث کتاب عوالی اللئالی ۱۸ میں اس اضافہ کے ساتھ تحریر ہے کہ "جس کے پاس بھی میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے تو وہ دونوں ملائکہ کہتے ہیں خدا تیری مغفرت نہ کرے اور اس کی اس دعا پہ خداوند عالم اور دیگر ملائکہ آمین کہتے ہیں -

بعض علماء اہلسنت نے اپنی کتابوں ۱۹ میں عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا آپؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر صلوات بھیجتا ہے ملائکہ اس پر صلوات بھیجتے ہیں - اب جو بھی مجھ پر صلوات بھیجنے میں مشغول ہے اسے اختیار ہے چاہے زیادہ صلوات بھیجے یا کم - عالم اہلسنت کی کتاب زہرہ الریاض میں مذکور ہے کہ خداوند عالم نے ایک ملک کو پیدا کیا ہے جو دو بازو رکھتا ہے ایک مشرق کی طرف ہے دوسرا مغرب کی طرف اور اس کا پاؤں زمین کے ساتویں طبقہ پر اور سر

---

۱۶ جامع الاخبار مکتبۃ المبین اصفہان فصل ۲۸ صفحہ ۶۹

۱۷ یہ روایت فصل اول میں آئی ہے -

۱۸ عوالی اللئالی ج ۲ صفحہ ۳۸ صفحہ روایت ۹۷ بحوالہ الدرالمنثور ج ۵ صفحہ ۲۱۸ -

۱۹ جلاء الافہام صفحہ ۳۱ صفحہ شمارہ ۴۶ بحوالہ مسند احمد اور ابن ماجہ + سنن ابن ماجہ ج ۱ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۹۰۷ -

آسمان کے نیچے - اس ملک کے پاس جملہ خلائق منجملہ انس وجن حیوانات صحرائی ودریائی اور ان کے نفوس، بارش کے قطروں جملہ درختوں کے پتوں اور آسمانی ستاروں اور بیابانوں کی ریت کے برابر اس کے پر ہیں جب میری امت کا کوئی آدمی مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ اس فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ دریائے نور جو زیر عرش الٰہی ہے اس میں غوطہ لگا کر باہر آئے اور اپنا پر پھڑ پھڑائے اس صورت میں اس کے ہر پر سے قطرہ آب گرتا ہے حق تعالیٰ ان قطرات کو ملائکہ کی صورت دے دیتا ہے اور پھر ان ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ تا روز قیامت اس صلوات بھیجنے والے بندہ کے لئے استغفار کرتا رہے - کتابوں میں تحریر ہے کہ جن فرشتوں کو صلوات بھیجنے کے عوض خلق کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ پالنے والے اس بندہ پر اس وقت تک صلوات نازل فرما جب تک کہ یہ تیرے حبیب پر صلوات بھیجتا رہے - عیون المجالس میں روایت ہے کہ جب کوئی بندہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجتا ہے تو ایک منادی عالم غیب سے یہ آواز لگاتا ہے کہ خدا اس بندہ پر دس بار صلوات بھیجتا ہے اور جب یہ آواز آسمان اول کے مکینوں تک پہنچتی ہے تو ہزار بار اس شخص پر صلوات بھیجی جاتی ہے اور جب یہ صدا آسمان دوم سے ٹکراتی ہے تو اس آسمان کے باشندے بھی اس صلوات میں ہزار صلوات کا اضافہ فرما دیتے ہیں - اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ آواز سدرۃ المنتھی تک پہنچتی ہے - اب تک فرشتے سات ہزار بار صلوات پڑھ چکے ہوتے ہیں پھر حق تعالیٰ ملائکہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے تم ہمارے بندہ کے صلوات کا بدلہ نہیں ادا کر سکتے یہ کام میرے لئے چھوڑ دو تا کہ میں اس کی بہترین جزا عطا کروں اور اس کی جزا یہ ہے کہ میں اس کے گناہوں کو بخشتا ہوں -

مؤلف - میں نے ایک واعظ سے سنا ہے کہ جب کوئی بندہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجتا ہے تو خداوند عالم اس صلوات سے ایک نورانی ستون پیدا کرتا ہے

جسکا ایک سرا زمین پر اور دوسرا سرا آسمان پر ہوتا ہے اس کے ستر ہزار درجات ہوتے ہیں جس کے ہر درجہ پر ستر ہزار ملائکہ بیٹھے ہوتے ہیں اور ان میں کا ہر ایک ملک ستر ہزار سر رکھتا ہے اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان سے ستر ہزار لغت میں کلام ہوتا ہے وہ تمام ملائکہ اپنی تمام زبانوں سے جملہ لغت میں اس صلوات بھیجنے والے کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اسی طرح قیامت تک کرتے رہیں گے۔

۶ حق تعالٰی سے قربت کا سبب ہے، جیسا کہ ابن بابویہ نے علل الشرائع [۲۰] میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ حق تعالٰی نے جناب ابراہیمؑ کو اپنا خلیل قرار دیا اس لئے کہ وہ حضرت محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ درود بھیجا کرتے تھے۔

مجمع اللطائف وروضۃ العلما میں تحریر ہے کہ حق تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کیا تم اپنے کلام زبان وبیان، دیدہ و دل، بصارت وبصیرت، روح وبدن ہر طرح سے مجھ سے قریب تر ہونا چاہتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ہاں اے معبود میرا مقصد یہی ہے۔ میں اسی کا خواستگار ہوں۔ وہ کون ہے جو ایسی قربت سے انکار کریگا؟ آواز آئی۔ ''جب تم ایسی بلندی اور کرامت وفضیلت چاہتے ہو تو زیادہ سے زیادہ میرے حبیب خاص حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجو۔ اس لئے صلوات سبب رحمت اور نور ہدایت ہے۔''

۷ صلوات رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ سید بن طاؤس اپنی کتاب

۲۰ علل الشرائع باب ۳۲ روایت ۳ صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۳۸۵ نجف۔

جمال الاسبوع [۲۱] میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''تم لوگوں کا ہم پر صلوات بھیجنا حوائج کی باریابی کی سند ہے اور یہ چیز خدا کو تم لوگوں سے راضی کرتی ہے اور تمہارے اعمال کو پاک و پاکیزہ کر دیتی ہے۔

یہی حدیث بغیر رسول خدا کی سند کے جامع الاخبار [۲۲] میں بھی مروی ہے۔

۸ یہ امر خیر حضرت رسالتمابؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کا ضامن ہے۔

مکارم الاخلاق [۲۳]

اور جامع الاخبار [۲۴] میں حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی گئی ہے آپؐ نے فرمایا۔

''قیامت کے دن مجھ سے قریب تر وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے دار دنیا میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجا ہوگا۔''

اسی حدیث کو ''ترمذی'' نے اپنی صحیح [۲۵] میں ابن مسعود کے حوالہ سے رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔

جامع الاخبار [۲۶] میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ''روز قیامت ہر مقام پر مجھ

۲۱ جمال الاسبوع صفحہ ۲۴۲ فصل ۲۶۔
۲۲ جامع الاخبار (مطبوعہ اصفہان ۱۳۶۵ق) فصل ۲۸ صفحہ ۶۸۔
۲۳ مکارم الاخلاق (بیروت ۱۳۹۲ق) صفحہ ۳۱۲۔
۲۴ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۷۔
۲۵ سنن ترمذی (مطبوعہ دارالفکر بیروت) ج ا کتاب الصلاۃ باب ۳۴۷ ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبیؐ) حدیث ۴۸۲ (مکرر) صفحہ ۳۰۲ و نیز جلاء الافہام صفحہ ۲۲۔
۲۶ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۷ روایت ششتم

سے قریب تر وہی شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجا ہوگا۔'' ۲۶
بعض دیگر کتب اہلسنت میں مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔''قیامت کے دن سب سے پہلے جسے حلہ بہشت پہنایا جائیگا وہ ہمارے پدر جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر اس کے بعد عرش الٰہی کے جانب راست کرسی رکھی جائیگی اور آپ کو اس پر بیٹھایا جائیگا۔ان کے بعد میرا جسم حلہ بہشت کو زینت بخشے گا اس وقت امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہونگے اور میری پوری امت اپنے درجات واعمال کے لحاظ اور ترتیب سے میرے پشت کی جانب کھڑی ہوگی۔لیکن وہ بندہ مومن جس نے ہر نماز واجب کے بعد مجھ پر دس بار صلوات بھیجی ہوگی اسے میرے قریب جگہ عنایت کی جائے گی۔وہ میری زیارت کررہا ہوگا۔ اس وقت اس کا چہرہ ماہ کامل کی طرح روشن اور ضیا پاش ہوگا۔''

۹ یہ احسن عمل آنحضرتؐ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے۔جامع الاخبار ۲۷ میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا.

''یا علیؑ جو شخص بھی دن یا رات میں روزانہ مجھ پر صلوات بھیجتا ہے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے چاہے وہ گناہان کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوا ہو''

علمائے اہلسنت ۲۸ کی خبروں اور روایتوں میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن فرمایا:''اے میرے چاہنے والو! خداوند عالم تمہارے گناہوں کو استغفار کی برکت سے بخش دیتا ہے اور تم میں سے جو شخص بھی کلمہ'' لا الـٰه الا اللـه ''اپنی

---

۲۷ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۷ روایت پنجم۔
۲۸ جلاء الافہام صفحہ ۶۰ شمارہ ۱۰۱۔

زبان پر لاتا ہے اس کے میزان حسنات وزنی ہوجاتے ہیں اور جو شخص مجھ پر صلوات بھیجتا ہے میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔'' اور آنحضرتؐ سے یہ روایت ۲۹ بھی ہے کہ'' جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجے گا اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی''۔ایک عالم دین کا خیال ہے کہ اگر صلوات کے لئے شفاعت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب نہ بھی ہوتا تو بھی یہ اس کی فضیلت کے لئے کافی تھا۔

۱۰ یہ امر تحفہ خواص کی شکل میں آنحضرتؐ کی طرف سے لوٹایا جائیگا جیسا کہ مروی ہے کہ کسی شخص نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ امت کا آپؐ پر صلوات بھیجنا آپؐ کے نزدیک تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے تو کیا آپؐ کی جانب سے بھی ان کے لئے کوئی تحفہ ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔آج میری امت کی طرف سے صلوات میرے لئے تحفہ ہے کل (قیامت میں) میری طرف سے جنت میں یہ ان کے لئے تحفہ ہوگا۔

۱۲/۱۱ صلوات بھیجنے والے کا ذکر صلوات وسلام کے ساتھ آنحضرتؐ کی نورانی بزم میں ہوتا ہے اور اس کی غائبانہ عزت افزائی وسرفرازی کی جاتی ہے۔جیسا کہ ''ارشاد القلوب'' ۳۰ میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل انبیاء پر اشرفیت وخاتمیت کے سلسلہ میں سوال کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس یہودی سے جواباً فرمایا۔جو شخص بھی آنحضرتؐ کے اوپر ان کی حیات یا ان کی وفات کے بعد ان پر صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس کے ہر صلوات کے عوض اس شخص پر دس بار صلوات بھیجتا ہے اور دس حسنات عطا کرتا ہے اور

---

۲۹ جلاء الافہام صفحہ ۶۰ شمارہ ۱۰۰ نیز صفحہ ۴۸ شمارہ ۷۵، ۷۶ اور صفحہ ۲۶ شمارہ ۱۲۰
۳۰ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۶۹ ذیل روایت ۵۹ نقل از ارشاد القلوب صفحہ ۲۱۹ وصفحہ ۲۲۳

جوشخص ان کی حیات کے بعد ان پر صلوات بھیجتا ہے آنخضرتؐ کواس کی اطلاع ہوجاتی ہے اور آپؐ بھی سلامتی کے ساتھ اس کے صلوات وسلام کا جواب دیتے ہیں-

جمال الاسبوع ۳۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو آنخضرتؐ کے قبر مطہر پہ موکل کررکھا ہے جس کو "طھلیل" کہتے ہیں اور تم میں سے جب کوئی بھی آنخضرتؐ پر صلوات وسلام بھیجتا ہے-تو وہ ملک تمہارے سلام کو بالکل اسی طرح قبر مطہر رسولؐ تک پہنچادیتا ہے-دوسری جگہ اسی کتاب جمال الاسبوع ۳۲ میں جناب عمار یاسر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ایک ملک کو تمام خلائق کے اسماء ان کے باپ کے نام کے ساتھ بتا رکھا ہے اور وہ ملک میری قبر پر قیامت تک کھڑا رہیگا-پس جوشخص بھی مجھ پر صلوات بھیجتا ہے وہ ملک کہتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں ابن فلاں نے اس قدر آپ پر صلوات بھیجا ہے اور خداوند عالم نے اس بات کی ضمانت لے رکھی ہے کہ وہ ہر صلوات کے عوض دس بار اس بندہ مومن پر صلوات بھیجے گا-اس حدیث کو علماء اہلسنت ۳۳ نے بھی عمار بن یاسر سے روایت کی ہے۔

جامع الاخبار ۳۴ میں منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند عالم نے میری قبر پر ایک فرشتہ کو موکل کررکھا ہے جب کوئی صلوات بھیجتا ہے تو وہ میری قبر میں داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں شخص نے یہ صلوات آپ پر بھیجی ہے وہ فرشتہ صلوات بھیجنے والے کا نام وقبیلہ بتا کر وہ صحیفہ ابیض جو میرے پاس ہے اس میں اس کا نام

۳۱ جمال الاسبوع فصل ۲۶ صفحہ ۲۴۳ روایت ۱۳
۳۲ جمال الاسبوع فصل ۲۶ صفحہ ۲۴۴-۲۴۳ روایت ۱۳
۳۳ جلاء الافہام صفحہ ۵۲،۵۱ "حدیث عمار بن یاسر"-
۳۴ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ق-اصفہان) صفحہ ۶۷-

ثبت کردیتا ہے-

"عدۃ الداعی" ۳۵ میں جناب جابر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "ایک ملک نے خداوند عالم سے یہ سوال کیا کہ اس کو اس قدر قوت سماعت عطا کی جائے کہ وہ تمام مخلوقات کی آواز سن سکے خدا نے اس کی یہ دعا قبول کی وہ ملک قیامت تک جمیع خلائق کی آواز سنتا رہیگا اور جب کوئی مومن کہتا ہے "صلی اللہ علی محمدٍ و آلِ محمدٍ" تو وہ ملک کہتا ہے "وعلیک السلام" تم پر بھی سلامتی ہو اور پھر کہتا ہے یا رسول اللہؐ فلاں شخص آپؐ پہ صلوات وسلام بھیجتا ہے تو آنخضرتؐ بھی فرماتے ہیں "علیہ السلام" اس کی سلامتی ہو-

جامع الاخبار ۳۶ اور بعض علماء اہلسنت ۳۷ کی کتابوں میں تحریر ہے کہ آنخضرتؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں کہ جب وہ صلوات بھیجے تو اس کی صلوات مجھ تک نہ پہونچائی جائے-سنن ابی داؤد ۳۸

میں مذکور ہے کہ "مجھ پر صلوات بھیجو تمہاری صلوات مجھ تک پہونچتی ہے چاہے تم جہاں کہیں بھی رہو. علمائے عامہ وامامیہ ۳۹ نے اپنی بہت ساری کتابوں میں روایت تحریر

۳۵ عدۃ الداعی (مترجم) صفحہ ۱۹۰-۱۸۹ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۷۰ روایت ۶۱ بنقل امالی طوسی ج ۲ صفحہ ۲۹۰-
۳۶ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۷۰
۳۷ یہی مضمون جلاء الافہام صفحہ ۲۲ پر سنن ابن ماجہ (عبداللہ بن مسعود) کے حوالہ سے آیا ہے اور یہی چیز روز جمعہ کی صلوات کے سلسلہ میں بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۸۷ روایت ۶ اور درالمنثور ج ۵ صفحہ ۲۱۸ سنن نسائی ج ۳ صفحہ ۹۱ پر آیا ہے-
۳۸ جلاء الافہام صفحہ ۱۸ ذیل ردیف ۱۷ (از ابوہریرہ) ونیز صفحہ ۴۲ پر طبرانی اور دیگر حضرات کے حوالہ سے تحریر ہے-
۳۹ جلاء الافہام صفحہ ۱۹ ذیل ردیف ۱۹ (از ابوہریرہ) مستدرک سفینۃ البحار ج ۸ صفحہ ۳۶۸ بحار الانوار مطبوعہ کمپانی ج ۸ صفحہ ۷۳۶ -

کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ''جو شخص میرے قبر کے پاس مجھ پر صلوات بھیجتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے اس کی صلوات مجھ تک پہونچتی ہے۔''

۱۳ صلوات صحیفۂ نور میں تحریر کی جاتی ہے۔

خصال[۴۰] میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''آخر روز پنجشنبہ اور شب جمعہ کو ملائکہ کا ایک گروہ آسمان سے زمین پر آتا ہے ان کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کی تختیاں ہوتی ہیں اور آخر روز پنجشنبہ سے جمعہ کے روز غروب شمس تک اس تختی پر کوئی چیز تحریر نہیں کرتے سوائے ان صلوات کے جو آنحضرتؐ اور ان کی آل پاکؑ پر بھیجی جاتی ہے۔ ۱۴/۱۵ یہ حضرت رسول خداؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور (خواب میں ان کی زیارت کا سبب ہے)

مؤلف :- اگرچہ آنحضرتؐ کو خواب میں اس طرح دیکھنے کے سلسلہ میں میری نظر سے کوئی حدیث نہیں گذری صرف ایک جگہ علماء عامہ کی احادیث کے ضمن میں یہ بات آئی ہے اور اس کا اشارہ ملتا ہے۔ لیکن عقلاً یہ ممکن ہے اس لئے کہ یہ معلوم ہے کہ صلوات پڑھنا خوشنودی خدا کا ضامن ہے اور خوشنودی خدا ہر سعادت کے حصول کا ذریعہ ہے۔)

ایک عالم نے صلوات کے اس فائدہ کو بعض واقعات سے ثابت کیا ہے جیسے یہ کہ ایک بہت عابد و زاہد شخص تھا وہ کسی سے بھی تعلقات نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی محفل و مجلس میں شریک ہوتا لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے گوشہ نشینی ترک کر کے محافل و مجالس میں شرکت کرنا شروع کر دی۔ لوگوں کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ کسی نے پوچھا بھائی یکا یک

[۴۰] بحارالانوار ج ۸۹ صفحہ ۳۰۹ ذیل روایت ۱۴ بحوالہ خصال ج ۲ صفحہ ۳۱

گوشہ نشینی چھوڑ کر محافل و مجالس میں کہاں آ گئے؟

تو اس نے جواب دیا میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا آپؐ نے مجھ سے فرمایا تو فلاں واعظ کی مجلسوں میں جایا کر وہ مجھ پر بہت زیادہ صلوات بھیجتا ہے اور میں اس سے خوش ہوں۔

۱۶ اس کا پڑھنا پڑھنے والوں کے لئے باعث اجر و ثواب ہے۔

ابن بابویہ[۴۱] نے اپنی کتاب امالی[۴۲] اور عیون[۴۳] میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ''محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا خداوند عالم کے نزدیک تسبیح و تحلیل اور تکبیر کہنے کے مترادف ہے۔''

جمال الاسبوع[۴۴] میں تحریر ہے کہ ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی مولا ہماری جانیں آپؑ پر قربان ''اس سلسلہ میں مجھے بتائیں کہ حق تعالیٰ ملائکہ کے اوصاف کے سلسلہ میں فرماتا ہے ''یسبّحون اللیل والنهار یفترون''[۴۵] یعنی ملائکہ مسلسل شب و روز تسبیح کرتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جب کہ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ''ان اللّٰه وملائکته یصلون علی النبی۔ ''[۴۶] خدا اور اس کے ملائکہ نبی پر صلوات بھیجتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کی تسبیح کا سلسلہ برقرار رہے اس لئے کہ وہ تسبیح چھوڑ کر رسول خداؐ پہ صلوات بھیجتے ہیں۔

[۴۱] جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۸ پر بھی یہ روایت مذکور ہے۔

[۴۲] و [۴۳] بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۴۷ روایت ۲ بحوالہ عیون الاخبار ج ۱ صفحہ ۲۹۴ و صفحہ ۱۶۳ امالی صدوق ص ۴۵۔

[۴۴] جمال الاسبوع فصل ۲۶ صفحہ ۲۳۶-۲۳۷ روایت ۵۔

[۴۵] سورۂ انبیاء آیت ۲۰

[۴۶] سورۂ احزاب ۵۶۔

امامؑ نے جواب دیا کہ جب حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ اتنے لمحات کے لئے میری تسبیح وتحلیل چھوڑ دو جتنی دیر آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنی ہے۔لہذا اگر کوئی نماز میں محمد وآلِ محمد صلوات اللہ علیهم پر صلوات بھیجتا ہے تو گویا وہ صلوات نہیں پڑھتا بلکہ سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی تسبیح پڑھتا ہے۔

علل الشرائع ۴۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "جو شخص بھی خدا کو یاد کرتا ہے اس کے لئے دس حسنات لکھے جاتے ہیں اور جو شخص رسولِ خداؐ کا تذکرہ کرتا ہے اس کے لئے بھی دس حسنات لکھے جاتے ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنا قریب شمار کیا ہے۔"

۱۷ صلوات بھیجنا عبادت پروردگار ہے۔

اختصار ۴۸ میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ خدا کا ذکر میرا ذکر اور علیؑ واولادِ علیؑ وآئمہ معصومینؑ کا تذکرہ کرنا عبادت ہے۔"

۱۸ یہ کفارہ گناہ ہے۔

ابن بابویہ ۴۹ نے اپنی اکثر کتابوں میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ "جو شخص اپنے گناہوں کا کفارہ نہ ادا کرسکتا ہو اسے چاہئے کہ محمد وآلِ محمدؐ صلوات اللہ علیهم پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجے۔اس لئے کہ ان حضرات پر صلوات بھیجنا گناہوں کے محو کرنے کی ضمانت ہے۔

---

۴۷ بحارالانور ج ۹۴ صفحہ ۵۴ روایت ۲۴ بحوالہ علل الشرائع ج ۲ صفحہ ۲۶۶۔
۴۸ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۶۹ روایت ۵۸ بحوالہ اختصاص صفحہ ۲۲۴
۴۹ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ قمری اصفھان) فصل ۲۸ روایت ۹

جامع الاخبار ۵۰ میں حضرت رسول خداؐ سے دو روایتیں مروی ہیں آپؐ نے فرمایا۔

۱ "جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر صلوات بھیجتا ہے اس کے ایک بھی گناہ باقی نہیں رہتے۔"

۲ "جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر صلوات بھیجتا ہے تو اس کے عوض وہ دونوں ملائکہ جو خدا کی طرف سے اس کے شانوں پر اعمال تحریر کرنے کے لئے معین کئے گئے ہیں۔وہ دونوں تین روز تک اس شخص کا ایک بھی گناہ نہیں لکھتے۔۵۱

ثواب الاعمال ۵۲ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ "آنحضرتؐ پر صلوات بھیجنے سے اعمال نامے سے گناہ اس طرح محو ہو جاتے ہیں جس طرح پانی سے آگ کا وجود ختم ہو جاتا ہے بلکہ اس سے بھی جلد اور ان کی سلامتی کا خواستگار ہونا افضل ہے راہِ خدا میں بندہ آزاد کرنے سے اور ان کی محبت پہ قائم رہنا راہِ خدا میں شہید ہونے اور میدان قتال میں تلوار چلانے سے بہتر ہے۔اور یہی حدیث جامع الاخبار ۵۳ میں بھی مذکور ہے۔

دعوات راوندی ۵۴ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ "جو شخص روزانہ میری محبت سے سرشار ہو کر تین بار مجھ پر صلوات بھیجے تو خداوند عالم پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اس کے اس شب وروز کے گناہوں کو بخش دے۔" یہ حدیث علمائے اہلسنت ۵۵ کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

---

۵۰ ایضاً صفحہ ۶۷۔ ۵۱ ایضاً ص ۶۸ روایت ۱۵۔
۵۲ ثواب الاعمال (۱۳۹۱ق تہران) صفحہ ۱۸۵-۱۸۴۔
۵۳ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۹ روایت ۳۳۔
۵۴ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۷۰ روایت ۶۳ بحوالہ دعوات راوندی۔
۵۵ جلاء الافھام صفحہ ۲۵۱ (الموطن الرابع والعشرون)۔

جامع الاخبار ۵۶ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منقول ہے کہ ''جو شخص روز جمعہ سو بار مجھ پر درود بھیجتا ہے خداوند عالم اس کے اسّی سال کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔''

''جو شخص بھی اللھم صل علی محمد وآل محمد کہتا ہے خداوند عالم اسے بہتر شہداء راہ حق کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے وہ بچہ جو بغیر خطا ونسیاں کے رحم مادر سے دنیا میں آیا ہو۔'' ۵۷

بعض کتب اہلسنت ۵۸ میں تحریر ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ''جو شخص بھی مجھے یاد کرتا ہے اور مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس کے جملہ گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ اس کے گناہ عالج کی ریت کے برابر ہوں۔'' عالج ایک جگہ کا نام ہے جہاں سب سے زیادہ ریت پائی جاتی ہے۔

صاحب ریاض الانس ۵۹ تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس شخص پہ معین دونوں فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تین دن تک اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔

۱۹ یہ دعا کرنے کے حکم کے مترادف ہے جیسا کہ ''ادعونی استجب لکم'' ۶۰ سے واضح ہے اور ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے ''قل مایعبوابکم ربی لو لا دعاء کم'' ۶۱ (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر دعا نہیں کیا کرتے تو

۵۶ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۸ روایت ۱۶۔
۵۷ جامع الاخبار فصل ۲۸ روایت ۱۳ صفحہ ۶۸۔
۵۸ یہ مضمون جامع الاخبار صفحہ ۶۸ پر بھی آیا ہے۔
۵۹ یہ روایت بھی جامع الاخبار میں فصل ۲۸ کے ذیل میں آئی ہے۔
۶۰ سورۂ غافر آیت ۶۰ ۔
۶۱ سورۂ فرقان آیت ۷۷

میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ''الدعاء مخ العبادہ'' ۶۲ دعا عبادت کا اصل جوہر ہے۔

۲۰ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص خداوند عالم سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتا خداوند عالم اس سے خفا ہوتا ہے۔ چنانچہ مکارم الاخلاق ۶۳ میں سدیر صیرفی سے روایت ہے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولاؑ کون سی عبادت افضل ہے؟

امامؑ نے فرمایا خدا کے نزدیک کوئی بھی چیز افضل اور پسندیدہ نہیں ماسوا اس کے کہ اس سے اپنی حاجت طلب کی جائے۔ اس سے سوال کیا جائے اور خدا کے نزدیک اس سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں جو خدا کی عبادت میں غرور کو شامل کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا اور بعض احادیث ۶۴ میں آیا ہے کہ ''خدا سے آنحضرتؐ کی فضیلت وکرامت کی زیادتی کے سلسلہ میں سوال کیا جائے اس لئے کہ خداوند عالم اس چیز کے طلب کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔

۲۱ دنیا وآخرت کی ضروریات پوری ہونے کا ذریعہ ہے۔ شیخ کلینی ۶۵ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میں اپنی نصف دعا میں آپؐ کو شامل کرتا ہوں یعنی آپؐ کے توسط سے دعا کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا بہت اچھا کرتے ہو اس مرد نے کہا کیا ہم کل دعائیں

۶۲ سفینۃ البحار ج ا ص ۴۴۶
۶۳ مکارم الاخلاق مطبوعہ بیروت ۱۳۹۲ق ---صفحہ ۲۶۸۔
۶۴ تفسیر نور الثقلین ج ا صفحہ ۴۷۷ روایت ۲۱۲ ذیل آیہ ۳۲ سورہ نساء۔
۶۵ اصول کافی حدیث ۳۱۶۰ کتاب الدعا باب الصلوۃ علی النبی محمد واھل بیتہ حدیث ۱۱ (مترجم ج ۴ صفحہ ۲۵۰)۔

آپ کوشریک کرسکتے ہیں؟

آنجنابؐ نے فرمایا بہت بہتر ہے جب وہ آدمی چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا!

''اس آدمی کے دنیا وآخرت کے امور پورے ہوگئے ہیں''

دوسری جگہ پھر کلینی ۶۶ اور ابن بابویہ ۶۷ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نے اپنی ۱/۳ ایک تہائی دعا میں آپؐ کوشریک کررکھا ہے آپؐ نے جواب دیا بہت اچھا کیا اس نے کہا میں نے اپنی نصف دعا میں آپؐ کوشریک کیا آپؐ نے فرمایا یہ اور اچھا ہے اس نے پھر عرض کی میں نے کُل دعا میں آپؐ کوشریک کیا آپؐ نے یہ سن کر فرمایا حق تعالیٰ تیری جملہ حوائج دنیوی واخروی کو پورا کریگا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یہ مرد کس طرح اپنی دعاؤں میں آپؐ کو شریک کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا! ''وہ شخص خداوند عالم سے کسی بھی چیز کا سوال نہیں کرتا ہے جب تک کہ محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات نہیں بھیج لیتا۔''

شیخ کلینی ۶۸ نے اس روایت کو قدرے اختلاف کے ساتھ ایک دوسرے مقام پہ بھی نقل کیا ہے-

صحیح ترمذی ۶۹ میں ابی بن کعب نے روایت کی ہے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں دعا کرتے وقت کتنی دیر تک آپؐ پر صلوات بھیجوں

۶۶ ایضاً (۳۱۶۱)-
۶۷ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۷۱-
۶۸ اصول کافی (مترجم ج ۴ صفحہ ۲۲۸ روایت ۳ -
۶۹ جلاء الافہام ۴ صفحہ ۷۰، ۷۱ پر بھی اس مضمون کی روایت ہے-

آپؐ نے فرمایا تمہاری مرضی جتنی دیر اس میں صرف کرو- میں نے پھر عرض کیا کہ کیا اپنے اوقات دعا کا ۱/۴ چوتھائی حصہ آپؐ پہ صلوات بھیجنے میں صرف کروں! آپؐ نے فرمایا بہت اچھا ہے- اگر اس سے بھی زیادہ وقت صرف کرو- میں نے عرض کیا ۱/۳ آپؐ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا اگر اس سے بھی زیادہ صرف کرتے میں نے عرض کی ۱/۲ نصف حصہ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا میں نے عرض کیا کہ میں اپنے تمام اوقات کو اس سلسلہ میں صرف کروں آپؐ نے فرمایا! اذن یکفی همُّک ویغفرُ ذنبک :اگر تم ایسا کرتے ہو تو یقیناً تمہارے حوائج پورے ہونگے اور گناہ بخش دیئے جائیں گے-

۲۲ یہ دعا کی مقبولیت کا سبب ہے اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں من جملہ اس میں سے چند یہ ہیں-

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''دعا اس وقت تک باب اجابت تک نہیں پہونچتی جب تک کہ محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم پر صلوات نہ پڑھی جائے'' ۷۰ اور کفایۃ الاثر ۷۱ میں حضرت ابوذر غفاری نے اسی مضمون کی روایت کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے- ثواب الاعمال ۷۲ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''ہر دعا آسمان پر جانے سے روک دی جاتی ہے جب تک محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات نہ بھیجی جائے-'' اصول کافی ۷۳ میں یہی حدیث قدرے فرق کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے مؤلف جامع الاخبار ۷۴ نے بھی اسی مضمون کی حدیث

۷۰ اصول کافی ج ۴ صفحہ ۲۴۷-
۷۱ کفایۃ الاثر صفحہ ۳۹ (قم ۱۴۰۱ق)
۷۲ ثواب الاعمال (۱۳۹۱-حیدری تہران) صفحہ ۱۸۶-
۷۳ اصول کافی باب الصلواۃ علی النبی روایت ۱۰-
۷۴ جامع الاخبار روایت ۶ ۳ فصل ۲۸ ص ۷۰-

کو حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے۔ نیز جامع الاخبار ۷۵ میں حضرت رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ "زمین وآسمان کے درمیان جو بھی دعا ہے اس پہ حجاب حائل ہوجاتا ہے جب تک کہ محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔

صلوات اس حائل شدہ حجاب میں سوراخ کرکے دعا کو بابِ اجابت تک پہونچاتی ہے اور اگر صلوات نہ بھیجی جائے تو دعا اوپر نہیں جاسکتی۔

قریب قریب یہی مضمون اصول کافی ۷۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ "جو شخص بھی خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اسے چاہئے کہ اولاً وہ محمدؐ وآلہ محمد صلوات اللہ علیہم پر صلوات بھیجے پھر اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے اور پھر آخر میں صلوات بھیجے اس لئے کہ یہ بات غیرت الٰہی کے خلاف ہے کہ وہ اول وآخر کی دعا قبول کرے اور درمیان کی دعا کو چھوڑ دے۔ اس لئے کہ محمدؐ وآل محمدؐ پر بھیجی ہوئی صلوات روکی نہیں جاتی۔" شیخ طوسی ۷۷ نے اپنی کتاب امالی میں اس مضمون کو دوسرے لفظوں میں حضرت رسول خداؐ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح سید بن طاؤس ۷۸ نے بھی جمال الاسبوع میں نقل کیا ہے۔

نیز جمال الاسبوع ۷۹ میں آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ "جب تم میں سے کوئی دعا کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات نہیں بھیجتا تو اسکی دعا روک لی جاتی ہے۔ اوپر نہیں جاپاتی لیکن جب دعا کرنے والا صلوات پڑھتا ہے تو اس کی دعا کو

---

۷۵ جامع الاخبار روایت ۲۶ فصل ۲۸ صفحہ ۶۹، ۶۸۔
۷۶ اصول کافی باب الصلواۃ علی النب روایت ۱۶۔
۷۷ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۳ حدیث ۲۱ بحوالہ امالی طوسی ج ا صفحہ ۱۷۵۔
۷۸ جمال الاسبوع فصل ۲۶ ص ۲۴۲ روایت ۱۲
۷۹ جمال الاسبوع فصل ۲۶ ص ۲۴۲ روایت ۱۱۔

بلند ہونے دیا جاتا ہے۔ ۸۰ شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب امالی ۸۱ میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "تمھارا ہم پہ صلوات بھیجنا دعاؤں کی اجابت کا سبب ہے اور یہ تمہارے اعمال کے پاکیزگی کا ضامن ہے۔"

دعوات راوندی ۸۲ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "جو شخص کمال اخلاص اور صمیم قلب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس کے عوض اس کی تیس دنیاوی اور ستر اُخروی حاجتیں پوری کرتا ہے۔"

دعوات راوندی ۸۳ میں امام ششمؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔

اس طرح کی احادیث ۸۴ کتب فریقین میں کثرت سے مذکور ہیں۔

۲۳ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے جو کہ روز "الست" جملہ مخلوقات سے لیا گیا تھا۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ۸۵ ہے کہ۔ "جو شخص حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس عہد پر باقی ہے جس کا اس نے روز الست عہد کیا تھا۔ "الست بربکم" ۸۶ تمام خلائق نے ہاں کہتے ہوئے

---

۸۰ یہی روایت اصول کافی ج ۴ ص ۲۴۸ روایت ۲ میں بھی آئی ہے۔
۸۱ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۵۴ روایت ۲۲ بحوالہ امالی طوسی ج ا ص ۲۱۹۔
۸۲ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۷۰ بحوالہ دعوات راوندی۔ ۸۳ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۷۰، ۶۹ بحوالہ نوادر راوندی۔
۸۴ اصول کافی (مترجم) ج ۴ ص ۲۵۰ روایت ۹ و سنن ترمذی ج ا ص ۳۰۳ حدیث ۴۸۴۔
۸۵ بحار الانوار ج ۹۴ ص ۵۴ روایت ۲۵ بحوالہ معانی الاخبار ص 115.116.
۸۶ سورۂ اعراف آیت ۱۷۲

اسے قبول کیا کہ وہ اس کے وفادار ہونگے۔

۲۴ نفاق کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔جیسا کہ ابن بابویہ ۸۷ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔"بلند آواز سے مجھ پر صلوات بھیجو اس لئے کہ یہ نفاق کو دور کرتی ہے۔" یہی حدیث اصول کافی ۸۸ میں بھی مذکور ہے۔

۲۵ صلوات پڑھنے والا جملہ خلائق کی صلوات کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۲۶ آخرت کیلئے یہ بہترین اعمال ہے۔

جیسا کہ دعوات راوندی ۸۹ میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حمزہؑ و جعفرؑ کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے ان لوگوں کے سامنے ایک خوان رکھا ہوا تھا جس میں ایک پھل تھا جب ان حضرات نے اسے کھانا چاہا تو وہ پھل انگور میں تبدیل ہوگیا اور جب ان لوگوں نے اسے کھایا تو وہ انگور کھجور ہوگیا، پھر اسے ان لوگوں نے نوش کیا پھر میں ان لوگوں کے قریب گیا اور میںؐ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کونسا عمل بہتر پایا؟ ان حضرات نے جواب دیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں بہترین اعمال جو مجھے معلوم ہوا وہ آپؐ پر صلوات بھیجنا، پیاسوں کو پانی پلانا اور محبت علی ابن ابی طالبؑ ہے۔

۲۷ اعمال کی پاکیزگی کا سبب ہے۔کتب فریقین ۹۰ میں بہت سارے

۸۷ ثواب الاعمال (مطبوعہ حیدری-۱۳۹۱ق)- ص۱۹۰-
۸۹ بحارالانوار ج۹۴ صفحہ ۷۰ ذیل میں روایت ۶۳ کے بحوالہ دعوات راوندی-
۹۰ بحارلانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۴ روایت ۲۲ بحوالہ امالی طوسی ج۱ صفحہ۲۱۹ بحارالانوار ج۹۴ صفحہ۶۸ ذیل روایت ۵۶ بحوالہ جمال الاسبوع (منشورات الرضی قم) فصل ۲۶ صفحہ ۲۴۱،۲۴۲ جلاء الافہام صفحہ۲۵۱ (الموطن الرابع والعشرون)-

طریقوں سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:"تمہارا ہم پہ صلوات بھیجنا تمہارے اعمال کی پاکیزگی کی وجہ ہے۔"

۲۸ حصول عافیت کا ذریعہ ہے۔حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے کہ۔"جو شخص میرے اوپر ایک مرتبہ صلوات بھیجتا ہے حق تعالی اس کے اوپر دروازہ عافیت کھول دیتا ہے ۹۱ ۔"اور مجمع اللطائف جو ایک عالم اہلسنت کی کتاب ہے میں مرقوم ہے کہ "ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرا ایک فرزند ہے جو آنکھ، کان ہاتھ، پیر وغیرہ سے معذور ہے۔کنیز اپنے بچے کی شفایابی کے لئے آپؑ کے دارالشفا میں حاضر ہوئی ہے۔آپؐ نے فرمایا جا اپنے گھر جا اور مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیج اس کے صدقہ میں جلد از جلد اپنی مراد کو پہونچے گی۔ اس عورت نے اسی وقت سے آنحضرتؐ پر صلوات بھیجنی شروع کردی ہر ہر قدم پر صلوات پڑھتی جاتی جیسے ہی وہ گھر پہنچی کیا دیکھا اس کا بیٹا صحیح وسلامت بیٹھا ہوا ہے اور اس کے تمام ناقص اعضاء حرکت میں ہیں۔خوشی سے سرشار عورت نے اپنے بیٹے سے کچھ نہ کہا بلکہ الٹے پاؤں مسجد نبوی میں آئی اور آنحضرتؐ وجمیع حاضرین سے خوش ہوکر حال بیان کیا آنحضرتؐ کے ساتھ جملہ حاضرین مسجد بھی خوش ہوگئے۔اس کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ بعد از سلام فرماتا ہے کہ جس طرح صلوات کی برکت سے اس عورت کے فرزند کو شفا حاصل ہوئی ہے اسی طرح قیامت میں آپ کی پریشان امت کو اس کے ذریعہ شفاعت حاصل ہوگی۔

۲۹ رحمت الٰہی کو درک کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۱ جامع الاخبار (۱۳۶۵قمری) فصل ۲۸ ص ۶۷ روایت ۲-

ابن بابویہ۹۲ اپنی کتاب ''امالی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - یہ خطبہ ارشاد فرمایا اور درمیان خطبہ فرمایا- ''(تم لوگ) اقرار شہادتیں کر کے داخل بہشت ہو سکو گے اور رسول خداؐ پر صلوات بھیجو گے تو رحمت الٰہی سے شرفیاب ہو گے- لہذا اپنے پیغمبر اعظمؐ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو اس لئے کہ خدا اور اس کے ملائکہ بھی آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے یاایھا الذین آمنو صلوا علیه و سلمو تسلیما ''

۳۰ قبولیت اعمال کی سند ہے-

کتب فریقین میں کئی طرح سے مذکور ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی بندہ جمیع حسنات اہل دنیا بھی لیکر آئیگا اور اس کے حسنات میں صلوات نہ ہوگی تو اس کے تمام حسنات رد کر دئے جائیں گے-

۳۱ اس کی برکت سے بزم عطر فشاں ہوگی-

کتاب ازھار الاحادیث (کتب اہلسنت) میں مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا- ''وہ مجلس جہاں کہ لوگ جمع ہوں اور اس جگہ سے بغیر مجھ پر صلوات بھیجے متفرق ہو جائیں تو ان کی اس بزم سے ایسی بدبو اٹھتی ہے جس سے زیادہ بری بدبو کسی چیز کی نہیں ہو سکتی-

اصول کافی ۹۳ اور مکارم الاخلاق ۹۴ نیز دیگر کتابوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''ہر وہ قوم جو کسی جگہ جمع ہو اور اپنے خدا کو یاد نہ کرے اور رسول خداؐ پہ صلوات نہ بھیجے ان لوگوں کے لئے وہ بزم حسرت و یاس اور اندوہ و ملال کی بزم ثابت

۹۲ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۴۸ روایت ۳ بحوالہ امالی و توحید صدوق
۹۳ اصول کافی باب الصلاۃ علی النبی روایت ۵
۹۴ دوسری فصل کے حوالہ نمبر ۲۴-۲۶ کو ملاحظہ فرمائیں

ہوگی-''

۳۲ غیبت سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے-

روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ ایک بزرگ نے حضرت الیاس وخضر علیہم السلام سے یہ شکایت کی کہ لوگ بہت زیادہ غیبت کر رہے ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں. ہر چند میں انہیں نصیحت کرتا ہوں اس بات سے منع کرتا ہوں مگر وہ میری ایک بھی نہیں سنتے- حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا اس چیز کا علاج صرف یہی ہے کہ جب کوئی تمہاری بزم میں آئے تو اس سے کہو کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلّی اللہ علی محمد وآل محمد ' کہے اس لئے کہ حق تعالیٰ اس کی برکت سے اس بزم میں ملک مؤکل کرتا ہے اور جب کوئی کسی کی غیبت شروع کرنا چاہتا ہے تو وہ ملک اس شخص کو اس چیز سے باز رکھتا ہے اور خداوند عالم سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس قوم کے لوگوں کو غیبت سے باز رہنے کی توفیق عنایت فرمائے-

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی کسی بزم سے نکلتے وقت'' بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلّی اللہ علی محمد وآل محمد'' کہے تو حق تعالیٰ پھر ملک مؤکل کرتا ہے تا کہ اس بزم کا کوئی شخص اس کی غیبت نہ کرے-

۳۳ سبب امیری وتونگری ہے-

چنانچہ رسول خدا۹۵ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ'' خدا کو زیادہ یاد کرنا اور مجھ پر صلوات بھیجنا فقر و غربت سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے-'' یعنی کہ صلوات بھیجنے والا غربت سے تونگری کی طرف آ جاتا ہے- علماء اہلسنت نے ۹۶ ''سہل بن

۹۵ جلاء الافہام صفحہ ۲۵۲-
۹۶ جلاء الافہام فی الصلواۃ والسلام علی خیر الانام صفحہ ۲۵۵

سعدؒ" سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے اپنے فقر وفاقہ کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا" جب اپنے مکان میں داخل ہوتو سلام کرو، چاہے اس گھر (کمرہ) میں کوئی ہو یا نہ ہو اور پھر مجھ پر صلوات بھیجو اور سورہ اخلاص کی تلاوت کرو۔"

اس مرد نے یہ عمل شروع کیا یہاں تک کہ صرف چند دنوں میں اس کی غربت جاتی رہی اور اس کی خوشحالی لوگوں پر عیاں ہوگئی۔

نیز حکایات الصالحین میں آیا ہے کہ ایک غریب شخص اپنے فقر وغربت سے پریشان ہوکر اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے انتظام کے لئے گھر سے نکل آیا اور ایک طرف چل دیا اسے یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں اور کس طرف جارہا ہے خیالوں میں ڈوبا ہوا ایک طرف سے گذر رہا تھا کہ یکایک اس کے کانوں میں کسی واعظ کے تقریر ونصیحت کی آواز آئی وہ شخص اس واعظ کی بزم تک پہنچ گیا اس نے قریب جاکے دیکھا کہ واعظ حاضرین مجلس کو ان الفاظ میں صلوات بھیجنے کی ترغیب دے رہا ہے کہ صلوات بھیجنے میں کوتاہی نہ کرو اس لئے کہ اگر دولت مند آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے تو خدا اس کے مال میں برکت دیتا ہے اور اگر فقیر آپؐ پر صلوات بھیجتا ہے تو اس کے اوپر آسمان سے روزی نازل کرتا ہے اس کے رزق میں وسعت دیتا ہے۔ وہ فقیر یہ باتیں سن کر اس جگہ سے صلوات پڑھتا ہوا آگے بڑھ گیا تین دنوں بعد اس کا ایک صحرا کی طرف سے گذر ہوا راہ میں اس کا پیر ایک پتھر سے ٹکرایا اور وہ پتھر اپنی جگہ سے ٹوٹ کر ہٹ گیا اس نے کیا دیکھا کہ اس پتھر کے نیچے زر وجواہرات سے پر ایک گھڑا پڑا ہوا ہے۔ اس نے اپنے دل میں کہا صلوات کی برکت سے تو روزی آسمان سے آتی ہے میں یہ زمین کا خزانہ نہیں لونگا۔ چنانچہ وہ اس گھڑے کو پھر پتھر سے پوشیدہ کر کے گھر واپس آگیا اور اپنی اہلیہ سے پوری سرگذشت بیان کی۔ اس شخص کے پڑوس میں ایک

یہودی رہتا تھا اس نے اپنی چھت سے اس شخص کی پوری گفتگو سن لی۔ چنانچہ وہ فوراً چھت سے نیچے آیا اور سیدھے اس صحرا کی طرف چل دیا وہاں جاکر اس نے اس مذکورہ پتھر کو ہٹایا تو واقعی ایک گھڑا دیکھا لیکن جب اس گھڑے کا منہ کھولا تو کیا دیکھا کہ اس میں زہریلے سانپ، بچھو بھرے ہوئے ہیں اس یہودی نے سوچا کہ ایسا لگتا ہے کہ جب وہ اپنی بیوی سے بات کررہا تھا تو اسے کسی صورت یہ معلوم ہوگیا کہ میں چھت سے اس کی باتیں سن رہا ہوں چونکہ میں یہودی ہونے کی وجہ سے اس کا اور اہل اسلام کا دشمن ہوں لہذا اس نے یہ ترکیب سوچی کہ میں سانپ بچھو کا لقمہ بن کر دنیا سے رخصت ہوجاؤں تو سہی کہ میں یہ سانپ بچھو روشن دان سے اس کے ہی گھر میں پھینک کر اسے گزند پہونچادوں یہ سوچ کر وہ یہودی صحرا سے وہ گھڑا لیتا آیا۔ جب وہ گھر آیا اور چھت پہ گیا تو اس یہودی نے سنا کہ زن مسلمہ اپنے شوہر سے کہہ رہی ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ گھڑا تم لیتے آتے اور ہم لوگوں کا فقر وفاقہ دور ہوجاتا اس مرد مسلم نے جواب دیا ہرگز نہیں خدا نے آسمان سے روزی دینے کا وعدہ کیا ہے میں زمین سے نہیں لیتا۔ اسی درمیان یہودی نے اس گھڑے کا منہ کھول کر اس مرد مسلم کے آنگن کی طرف لٹکا دیا اس مرد نے جھنجھناہٹ کی آواز سنی سرآسمان کی طرف کیا دیکھا گھر کے روشن دان سے سونے کے سکے گر رہے ہیں اس نے خوشی سے چلاتے ہوئے اپنی اہلیہ کو بلایا اور کہا ارے دیکھو یہ آسمان سے سونے کے سکے گر رہے ہیں وہ سکوں کو چنتا گیا اور صلوات پڑھتا گیا جب اس یہودی نے یہ آواز سنی تو اس نے گھڑے کو سیدھا کرلیا اب جو پھر اس کو دیکھا تو اسے اس میں سانپ بچھو ہی نظر آیا اس نے بقیہ کو بھی مرد مسلم کے گھر میں انڈیل دیا جو اس کے گھر میں سونے کے سکے کی صورت میں گرے۔ اس یہودی نے یہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ ضرور یہ راز الٰہی ہے جو ظاہر ہو رہا ہے اور اس کی نظر میں وہ واقعہ پھرنے لگا جب آب نیل حضرت موسیٰ (علی نبینا وآلہ علیہ السلام) کے زمانے میں قبطیوں کے لئے خون

ہوگیا اور ان کے لئے اور بنی اسرائیل کے لئے پانی ہی تھا۔ اس یہودی نے اس مرد مسلم کو فوراً بام خانہ پہ بلایا اور اس کے ہاتھوں پہ اسلام قبول کیا۔ اس صلوات کی برکت سے فقیر کو دولت دنیا اور یہودی کو سعادت اسلام حاصل ہوئی۔

۳۴ اس کی وجہ سے بھولی بسری چیزیں یاد آجاتی ہیں۔

ابن بابویہ اپنی کتاب علل الشرائع ۹۷ اور کتاب عیون ۹۸ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے جو سوالات کئے تھے ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ جن چیزوں سے انسان دوچار ہوتا ہے کیا بات ہے کہ ان میں سے کچھ چیزوں کو یاد رکھ لینے کے بعد بھی کچھ کو بھول جاتا ہے؟ اور پھر وہ بھولی ہوئی چیزیں یاد کر لیتا ہے آپ نے فرمایا انسان کا دل ایک ڈبیا کے اندر ہے اور اس پہ ایک ڈھکن پڑا ہوا ہے جب انسان حضرت محمد وآل محمدؐ صلوات اللہ علیہم پر درود بھیجتا ہے تو یہ صلوات اس ڈبہ کے اوپر سے ڈھکن کو ہٹا دیتا ہے جس کی وجہ سے قلب روشن ہو جاتا ہے اور بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے اور اگر انسان محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم پر صلوات نہ بھیجے یا ناقص صلوات بھیجے تو اس کی وجہ سے وہ دل کا ڈھکن اور سخت ہو جاتا ہے اور خانہ دل تاریک ہو جاتا ہے اور انسان یاد شدہ چیزیں بھی بھول جاتا ہے۔

جلاء الافہام ۹۹ میں رسول خداؐ سے روایت ہے کہ "جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تو مجھ پر صلوات بھیجو تا کہ وہ بھولی ہوئی چیز یاد آجائے"

۳۵ اس کا ورد زبان کرنا بہتر شہداء کے اجر کے مترادف ہے اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

۹۷و۹۸ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۱ روایت ۱۵ بحوالہ عیون ج ۱ صفحہ ۲۶ اور علل الشرائع ج ۱ صفحہ ۹۱۔
۹۹ جلاء الافہام ۲۵۵

"جو شخص بھی اللھم صل علی محمد و آل محمد کہتا ہے اسے بہتر شہداء کا ثواب ملتا ہے اور اسکے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ طفل نومولود گناہوں سے مبرا ہوتا ہے۔"

۳۶ روز قیامت بہت زیادہ نور کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

"رسول کریمؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار صلوات بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس کے عوض روز حشر اس کے اوپر اس کے دائیں بائیں اور جمیع اعضاء کے لئے نور خلق کرے گا ۱۰۰۔"

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنے سے آئینہ دل کی صفائی ہو جاتی ہے اور جس دل میں بھی کفر وضلالت کا زنگ لگا ہے اسے آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنے کی توفیق نہیں ہوتی اس لئے حق تعالیٰ نے انہیں "نور" بنا کر بھیجا ہے اور نور نور ہی کی صحبت پسند کرتا ہے نور وظلمت یکجا نہیں ہو سکتے۔

۳۷ میزان حسنات پروزن ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ قرب الاسناد میں ۱۰۱ میں احد الصادقین علیہم السلام سے مروی ہے کہ "قیامت کے دن میزان اعمال یہ سب سے زیادہ گرانقدر جو چیز ہوگی کہ وہ آنحضرتؐ پہ بھیجی ہوئی صلوات ہے۔" اور یہی حدیث اصول کافی ۱۰۲ اور عدۃ الداعی ۱۰۳ میں قدرے تفصیل اور اختلاف کے ساتھ بھی تحریر ہے۔ صاحب ثواب الاعمال ۱۰۴ اور صاحب امالی (شیخ صدوق ۱۰۵) تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ رمضان

---

۱۰۰ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۶۸۔
۱۰۱ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۴۹ روایت ۹ بحوالہ قرب الاسناد صفحہ ۱۲۔
۱۰۲ اصول کافی باب الصلاۃ علی النبیؐ روایت ۱۵۔
۱۰۳ عدۃ الداعی (مترجم) صفحہ ۱۹۰۔
۱۰۴و۱۰۵ بحار الانوار ج ۹۴ صفحہ ۵۲ روایت ۱۷۔

کے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا- ''جو شخص اس ماہ میں مجھ پر زیادہ صلوات بھیجتا ہے تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کے میزان اعمال کو پروزن کر دیگا جب کہ لوگوں کے میزان اعمال سبک ہوں گے-ثواب الاعمال ۱۰۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے

مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں قیامت کے دن میزان اعمال کے پاس ہوں گا اور میزان عدالت پہ جس کے حسنات گناہوں کے بہ نسبت کم ہوں گے تو میں اس کے میزان حسنات پہ وہ صلوات رکھ دوں گا جو اس نے مجھ پہ بھیجی ہیں تا کہ اس کے حسنات کا پلہ بھاری ہوجائے-'' یہ حدیث جامع الاخبار ۱۰۷ اور مکارم الاخلاق ۱۰۸ میں بھی تحریر ہے-

کتب اہلسنت میں مذکور ہے کہ ہر مومن پر پانچ ملک مؤکل ہیں-

۱ اس کے سامنے تا کہ اس سے شیطان کو دور کریں-

۲ اس کے پیچھے تا کہ آفات آسمانی سے اس کو محفوظ رکھیں-

۳ جسم کے دائیں طرف تا کہ اس کے حسنات کو تحریر کریں-

۴ جسم کے بائیں طرف تا کہ اس کے گناہوں کو ضبط تحریر میں لائیں-

۵ اور آخری وہ ملک جو ہر اس صلوات کو یاد رکھتا ہے جو بندۂ مومن آنحضرتؐ پہ راہ میں بھیجتا ہے پھر طلوع آفتاب کے وقت اس کے پاس سے جدا ہو جاتا ہے اسی طرح دن کی صلوات کو محفوظ کرنے کے لئے ایک ملک آتا ہے اور وہ غروب آفتاب کے وقت چلا جاتا ہے یہ فرشتہ اس شخص کے پاس سے روضہ مطہر حضرت سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر بعد از سلام کہتا ہے یا حضرت فلاں بن فلاں آپؐ پر

۱۰۶ ثواب الاعمال (مطبوعہ حیدری ۱۳۹۱ق) صفحہ ۱۸۶-

۱۰۷ جامع الاخبار فصل ۲۸ صفحہ ۷۰، روایت ۵-

۱۰۸ مکارم الاخلاق (بیروت ۱۳۹۲ق) صفحہ ۳۱۲

اس قدر درود بھیجتا ہے آنحضرتؐ جواب میں فرماتے ہیں میری طرف سے بھی اس شخص پر سلامتی ورحمت ہو پھر وہ ملک زیر عرش الٰہی آتا ہے اور عرض کرتا ہے میرے معبود فلاں بن فلاں نے تیرے حبیب خواص پر اس قدر صلوات بھیجا ہے میں روضہ اطہر آنحضرتؐ پہ گیا تھا انہوں نے بھی اس کے جواب میں اس شخص پہ سلامتی ورحمت کی دعا دی ہے- یہ سن کر حق تعالیٰ فرماتا ہے میری طرف سے بھی اس بندہ پہ صلوات ہو اور پھر فرماتا ہے میں نے اس بندہ کی صلوات کو نورانی ابر کے حوالہ کر دیا ہے جو ایک رکن عرش الٰہی ہے اور وہ صلوات جب تک قیامت نہ آجائے حجاب عرش میں محفوظ رہے گی اور پھر جب قیامت میں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے تو حق تعالیٰ حکم دیگا کہ اس بندہ کے صلوات لاکر اس کے پلہ حسنات پہ رکھ دیا جائے تا کہ اس کے حسنات کا پلہ وزنی ہو جائے- پس اس حکم'' فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیه ''۱۰۹ کے تحت رضوان جنت اسے جنت میں سجائے گا اور منزل اعلیٰ اور رتبہ بلند عطا کریگا-

۳۸ پل صراط پہ نور بن کے چمکے گا-

جامع الاخبار ۱۱۰ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ''مجھ پر بھیجی ہوئی صلوات پل صراط پہ نور کا کام کرے گی اور جس کے لئے پل صراط پر نور ہوگا وہ ہر گز واصل جہنم نہیں ہوسکتا-''

۳۹ صلوات بھیجنے والا پل صراط پر ثابت قدم رہے گا اور اسے کسی طرح کی لغزش نہ ہوگی-

۴۰ آتش جہنم سے نجات کا سبب ہے-

۱۰۹ سورہ قارعہ آیت ۷-

۱۱۰ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ق اصفہان) فصل ۲۸ صفحہ ۶۸ روایت ۲۲

جامع الاخبار [۱۱۱] میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ "ہرگز وہ شخص داخل جہنم نہیں ہوسکتا جو کہ مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے۔"

اسی کتاب [۱۱۲] میں دوسری جگہ آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ صلوات بھیجتا ہے خداوند عالم اس پر سو (۱۰۰) مرتبہ صلوات بھیجتا ہے اور جو شخص مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ صلوات بھیجتا ہے۔ اس پر خداوند عالم ہزار مرتبہ صلوات بھیجتا ہے اور جس کے اوپر حق تعالیٰ ہزار بار صلوات بھیج دے وہ شخص ہرگز ہرگز داخل جہنم نہیں ہوسکتا۔

۴۱ راہ جنت اس کے لئے آسان ہوگی۔

جامع الاخبار [۱۱۳] میں عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جبرئیل میرے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ جو شخص آپؐ پر صلوات بھیجتا ہے اس کے اوپر ستر ہزار ملائکہ صلوات بھیجتے ہیں اور جس کے اوپر ستر ہزار ملائکہ صلوات بھیجیں وہ اہل بہشت سے ہے۔"

۴۲ اس کی قبر منور ہوگی۔ صاحب دعوات راوندی [۱۱۴] تحریر کرتے ہیں کہ رسول خداؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو اس لئے کہ یہ صلوات قبر کے لئے اور صراط وجنت کے لئے نور ہے۔

۴۳ روز حشر غلبہ تشنگی کو دفع کرنے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام پر وحی کی کہ اے موسیٰ

۱۱۱ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ق اصفہان) روایت ۲۰ فصل ۲۸ صفحہ ۶۸۔

۱۱۲ جامع الاخبار (مطبوعہ ۱۳۶۵ق اصفہان) روایت ۱ فصل ۲۸ صفحہ ۶۸

۱۱۳ جامع الاخبار روایت ۲۳ فصل ۲۸ صفحہ ۶۸

۱۱۴ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۷۰ ذیل میں روایت ۶۳ کے بحوالہ دعوات راوندی۔

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ روز حشر قیامت کی تشنگی سے محفوظ رہو۔ موسیٰ نے عرض کی ہاں اے میرے پالنے والے۔ آواز قدرت آئی۔ اے موسیٰ آج دنیا میں میرے حبیب پر صلوات بھیجو تا کہ کل آخرت میں قیامت کی تشنگی سے محفوظ رہو۔

۴۴ صلوات بھیجنے والا جام سلسبیل پینے کا مستحق ہوگا۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص مجھ پر سو بار صلوات بھیجتا ہے خدا اس پہ ہزار بار صلوات بھیجتا ہے اور خداوند عالم اسے اپنے فضل وکرم سے دس ہزار رکعت نماز کا ثواب عطا فرمائے گا نیز اسے جام سلسبیل سے سیراب کریگا۔

۴۵ ہول دنیا اور روز قیامت میں نجات کا سبب ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا "تم میں سے ہول قیامت سے وہ محفوظ ہوگا جو کہ مجھ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجے۔"

۴۶ وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ بہشت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے

بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص ہر روز مجھ پر ہزار مرتبہ صلوات بھیجتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ بہشت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔"

اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ لوگ جو مجھ پہ صلوات بھیجتے ہیں انہیں قبل مرگ بشارت (جنت) دیدو۔"

۴۷ تلخی مرگ سے نجات کا سبب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھ پہ صلوات بھیجتا ہے وہ تلخی مرگ سے امان پائیگا۔"

۴۸ ابلیس علیہ اللعنۃ کی ذلت ورسوائی اور تکلیف کا موجب ہے۔ مزید باب

ہفتم میں نقل کیا جائیگا۔

۴۹ ایک مرتبہ صلوات بھیجنا بیس ہزار سال کی اطاعت گذاری سے بہتر ہے۔بعض کتابوں میں آیا ہے کہ شبِ معراج جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان چہارم پہ پہنچے تو آپؐ نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے سامنے ایک تختی رکھی ہوئی ہے اور وہ اس تختی کو دیکھ رہا ہے اس کے دیکھنے سے آنکھیں چکاچوند ہو رہی ہیں۔آنکھوں میں چمک سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اسی وجہ سے وہ آنحضرتؐ کی تعظیم کے لئے نہ اٹھ سکا۔جبرئیل نے اپنے پر پھڑ پھڑائے تو وہ ملک آیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب کا بوسہ دیا اور عرض کی یا حضرتؐ مجھے معاف فرمائیں کہ میں آپؐ کی تعظیم کو نہ اٹھ سکا اسلئے کہ اس تختی سے اس قدر نور ساطع تھا کہ میں آپؐ کو نہ دیکھ سکا۔آنحضرتؐ نے پوچھا کہ اس لوح پہ کیا لکھا ہوا ہے؟اس فرشتہ نے جواب دیا سرکار اس تختی پہ تحریر ہے! " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ " پھر اس ملک نے کہا یا حضرتؐ میں نے دو رکعت نماز ادا کی ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ میں نے یہ نماز امر خدا سے بیس ہزار سال میں ادا کیا ہے۔پانچ ہزار سال تک اس نماز کے قیام میں رہا اور پھر پانچ ہزار سال تک رکوع میں رہا۔پھر پانچ ہزار سال تک سجدہ ریز رہا بقیہ پانچ ہزار سال میں تشہد ادا کئے۔میں نے اس طولانی نماز کا ثواب آپؐ کو عطا فرمایا۔آپؐ اس کے عوض میری گستاخی (تعظیم کے لئے نہ اٹھنا) معاف فرمادیں۔آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے تیری اطاعت کی ضرورت نہیں اس ملک نے فرمایا میں نے اس کا ثواب آپکی امت کو بخشا آنحضرتؐ نے فرمایا میرا خیال ہے میری امت کو بھی اس کی ضرورت نہیں۔خدا کی قسم میری امت کے بندۂ عاصی کا بھی ایک مرتبہ مجھ پر صلوات پڑھنے کا ثواب تیری بیس ہزار سال کی اطاعت سے بہتر ہے۔

(مؤلف یہ روایتیں تھیں جو میری نظروں سے گذری ہیں۔اس کے علاوہ اور بہت ساری روایت واحادیث باقی ہیں جو انشاءاللہ آئندہ فصلوں میں آئیں گیں۔اور جو احادیث وروایات کتب اہلسنت کے حوالہ سے اس رسالہ میں نقل کی گئی ہیں۔اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں اخذ کرنا چاہئے کہ اس گروہ پر میرا اعتماد ہے یا ان کی کتابوں پر مجھے اعتبار ہے۔نہیں بلکہ میں نے ان روایات واحادیث کو صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ جناب شیخ کلینی اور دیگر علماء امامیہ نے آئمہ طاہرین علیہ السلام کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔"اگر کسی عمل کے بارے میں تمہیں یہ معلوم ہو کہ ہم نے اس کے ثواب کے بارے میں یہ کہا ہے اور تم اس عمل کو بجالاؤ اس امید پہ کہ تمہیں اس قدر ثواب ملے گا تو انشاء اللہ تمہیں اس کا ثواب مل جائے گا چاہے اس عمل کے بارے میں میں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو۔"

ان مندرجہ بالا روایات کے علاوہ ملا حسین کاشفی سبزواری نے بھی اپنے رسائل و کتب میں صلوات کے چنداں فوائد تحریر کئے ہیں۔جن میں سے بعض کو عقلی دلیلوں سے ثابت کیا ہے اور بعض صرف علماء ودانشور کے حوالوں سے نقل کیا گیا ہے۔

مثلاً عقلی صورت یوں کہ!

آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجنا رضاء حق تعالیٰ کے حاصل کرنے کا سبب ہے اس لئے کہ کسی شخص کو بزرگی وشرافت سے یاد کرنا اس کے دوست کی خوشی کا سبب ہے لہذا حبیب خدا کو بھی صلوات سے یاد کرنا اور ان کی عظمت وبزرگی کا اقرار کرنا خداوند عالم کی خوشنودی کا سبب ہے۔

دوسری صورت! یہ تنگدستوں کے لئے قائم مقام صدقہ ہے۔ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ تنگدست انسان صلوات پڑھ کے صدقہ دینے والوں کا ثواب حاصل کرتا ہے۔

نقلی روایتوں میں کچھ یوں ہے۔فرماتے ہیں کہ قبر میں منکر ونکیر کے سوال کے

وقت جواب بتانے والا بتائیگا۔

شبلی ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ تھا جسکی موت واقع ہوگئی میں نے اس کے مرنے کے بعد ایک شب اسے خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا بتا تجھ پہ کیا گذری؟ اس نے کہا بزرگ من کچھ نہ پوچھئے میں نے بہت غم اٹھائے اور مشکلات کا سامنا کیا ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب قبر میں وقت سوال نکرین آیا تو ان کے سوالات سن کر میری زبان گنگ ہوگئی۔ میں نے اپنے تئیں کہا یا میرے خدا یہ کیا ماجرا ہے۔ مجھے یہ کیا ہوگیا؟ میں تو مسلمان تھا اور دین اسلام پر ہی مرا ہوں۔

اسی اثنا میں ان دونوں فرشتوں نے بہ غیض وغضب مجھ سے جواب طلب کیا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک خوش رو ظاہر ہوا میرے اور نکیرین کے درمیان حائل ہوگیا اور مجھے نکیرین کا جواب دینے کے لئے جوابات بتاتا گیا اور میں نے تمام جوابات دیدئے پھر اس شخص سے پوچھا بھائی تو کون ہے؟

اس نے جواب دیا میں وہ شخص ہوں جسے خداوند عالم نے تیرے فرستادہ صلوات کے عوض خلق کیا ہے جو تو نے نبی آخرؐ پر بھیجی تھیں اور مجھے اس امر پہ مامور کیا گیا ہے کہ جب بھی تم پر کوئی وقت آن پڑے تو میں تیری مدد کو پہنچوں۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ صلوات قبر سے عذاب کو دور کرنے کا سبب ہے۔ جیسا کہ حکایت ہے کہ ایک عورت کی لڑکی انتقال کرگئی اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کی لڑکی عذابُ میں گرفتار ہے یہ دیکھ کر وہ مضطرب وپریشان بیدار ہوئی اور رونے پیٹنے لگی چند دنوں تک اپنی بیٹی کو یاد کر کے اسی طرح روتی رہی یہاں تک کہ ایک شب پھر اس نے خواب میں اپنی اس بیٹی کو دیکھا کہ اس کی بیٹی خوش و شاداں ہے اور جنت کے محل میں سیر کررہی ہے اس عورت نے یہ دیکھ کر اپنی لڑکی سے پوچھا آخر کیا بات ہے۔ میں نے چند روز قبل تجھے مضطرب و پریشان دیکھا تھا اور آج تو

شاد و مسرور نظر آرہی ہے؟ اس لڑکی نے جواب دیا اے مادر گرامی اس روز میں اپنے گناہوں کے عذاب میں مبتلا تھی جیسا کہ آپ نے دیکھا تھا لیکن ان دنوں میری قبر کے پاس سے ایک عزیز گزرا جس نے چند بار آنحضرت صلعم پر صلوات بھیجی اور اس کا ثواب جملہ مدفونین قبرستان کو ہدیہ کیا حق تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس قبرستان کے مردوں سے عذاب اٹھالیا۔

جب دوسرے کی صلوات سے مردوں کا عذاب اٹھایا جاسکتا ہے تو انسان جب خود صلوات بھیجے گا تو یقیناً عذاب قبر وآخرت سے محفوظ رہے گا۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ روز قیامت کی حسرت و یاس سے محفوظ رکھے گا جیسا کہ سفیان ثوری سے کسی نے پوچھا کہ ُیوم الحسرۃ ' کس دن کو کہتے ہیں جس کے لئے خدا نے کہا'' وانذرھُم یوم الحسرۃ ' (یعنی ان لوگوں کو حسرت و یاس کے دن سے ڈراؤ) سفیان ثوری نے جواب دیا وہ روز قیامت جس دن تمام مخلوق حسرت کریگی نیکی کرنے والے یہ حسرت کریں گے اے کاش ہم نے زیادہ سے زیادہ نیکی کی ہوتی اور زیادہ سے زیادہ وقت راہ حسنات پہ صرف کیا ہوتا۔ سائل نے پوچھا کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے اس دن حسرت و افسوس نہ ہوگا؟ سفیان نے جواب دیا ہاں وہ شخص جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجی ہے وہ حسرت و افسوس سے پاک ہوگا۔

آیۂ ''یا ایھا الذین آمنو صلوا علیہ وسلّموا تسلیما'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلوات اور سلام دو الگ الگ چیزیں ہیں اور مومنین ان دونوں پر مامور ہیں۔ مگر سلّموا کو صرف تسلیم وتکریم کے معنی میں لیا جائیگا جیسا کہ بعض احادیث اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں جو کہ اس سے پہلے تحریر کی گئی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ ۱۵

''خداوند عالم نے کچھ فرشتے زمین پر مامور کر رکھے ہیں جو زمین کی سیر کرتے ہیں اور اہل ارض میں سے جو کوئی مجھے سلام کرتا ہے اسے مجھ تک پہونچاتے ہیں۔'' دوسری جگہ فرمایا ۱۶

''جب کوئی مجھے سلام کرتا ہے تو حق تعالیٰ میرے بدن میں میری روح کو داخل کر دیتا ہے تاکہ میں اس کا جواب دوں۔'' نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ۱۷

''میری وفات کے بعد کوئی ایسا بندہ نہیں جو سلام کرے اور جبرئیل میرے پاس آکر یہ نہ کہیں کہ فلاں ابن فلاں نے آپؐ کو سلام کیا ہے پھر میں اس کے جواب میں کہتا ہوں۔ وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔''

---

۱۵ روضۃ الواعظین ج ۲ صفحہ ۳۲۲ (منشورات الرضی۔قم وسنن نسائی (مطبوعہ بیروت داراحیاء التراث العربی) ج ۳ کتاب السہو باب التشہد صفحہ ۴۳۔

۱۶ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۶۸ میں جمال الاسبوع کے حوالہ سے حضرت صادق آل محمدؐ سے اسی طرح کی روایت آئی ہے۔

۱۷ بحارالانوار ج ۹۴ صفحہ ۷۰ بحوالہ امالی طوسی ج ۲ صفحہ ۲۹۰۔

پانچویں فصل

صلوات بھیجنے کے وہ اوقات جن کی بہت تاکید کی گئی ہے

(۱) ہر وہ جگہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جائے چاہے اسے کوئی سنے یا اپنی زبان پر جاری کرے اس موقع پر صلوات بھیجنا لازم ہے۔ یعنی یہ کہ ان کا نام پڑھکر یا سنکر اسی طرح صلوات واجب ہے جس طرح قرآن کی آیۂ سجدہ سنکر یا پڑھ کر سجدہ واجب ہوتا ہے اگرچہ بذات خود اس کا پڑھنا یا سننا واجب نہیں۔ لیکن اگر پڑھ لیا یا سن لیا تو سجدہ واجب ہے۔

(۲) ہر اہم کلام سے۔ پہلے چنانچہ علماء اس کلام اور خطبہ کو ابتر یعنی خیر وخوبی سے مبرا مانتے ہیں جس کے قبل حمد الٰہی اور رسولؐ خدا پر صلوات نہ بھیجی جائے۔ رسول خداؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ ۱

''ہر وہ کلام جسکی ابتداء ذکر خدا اور مجھ پر صلوات سے نہ کی جائے وہ کلام ابتر ہے یعنی خیر سے دور ہے۔''

(۳) وضو کرنے سے قبل ......علماء عامہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا : ۲

''اے علی جب وضو کرنا چاہو تو کہو بسم اللہ والصلوۃ علی رسول اللہ''

(۴) علماء اہلسنت ۳ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ

---

۱ جلاء الافہام ص ۲۲۲ (الموطن الخامس)۔

۲ احقاق الحق ج ۹ ص ۱۲۱۔

۳ جلاء الافہام ص ۲۵۴ (الموطن الثامن والعشرون)

نے فرمایا:

''جب وضو سے فارغ ہو جاؤ تو کہو'' اشهد ان لا الـٰه الا اللّٰه وحده لاشریک له واشهد ان محمدا عبده و رسوله'' اور پھر اس کے بعد مجھ پر صلوات بھیجو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے لئے ابواب رحمت کشادہ ہو جائیں گے۔''

(۵) علماء اہلسنت ۴ نے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اذا مررتم بالمسجد فصلّوا علی النبی صلی اللّٰه علیه واله''

''جب کسی مسجد کی طرف سے گزرو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر صلوات بھیجو'' اسکی دو طرح سے تشریح کی گئی ہے ایک یہ کہ جب مسجد میں داخل ہو تو آنحضرتؐ پہ صلوات بھیجو۔

دوسری تشریح یوں کی گئی ہے کہ اس کے معنیٰ ''علی المسجد'' کے ہیں یعنی جب مسجد کی طرف سے گزرو تو آنحضرتؐ پر صلوات بھیجو۔

پہلی تشریح کی تائید ابوہریرہ ۵ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو رسولؐ خدا سے مروی ہے ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو محمد وآل محمد (صلوات اللہ علیہم) پر صلوات بھیجے''۔ اور دوسری تشریح کی تائید میں کتب احادیث میں یہ روایت مذکورہ ہے کہ ''جب مسجد پہ تمہاری نظر پڑے تو صلوات پڑھو''

نیز علماء اہلسنت ۶ نے حضرت فاطمہ بنت امام حسین علیہ السلام سے روایت

۴ جلاء الافھام ص ۷۰ شمارہ ۱۳۳ وص ۲۴۴، اسمیں تسلیما کا اضافہ ہے نیز یہی مضمون احقاق الحق ج ۹ ص ۱۲۲ پر بھی ہے۔
۵ جلاء الافھام ص ۲۲۷۔
۶ جلاء الافھام (حاشیہ ص ۴۵) بحوالہ نزل الابرار۔ وص ۲۲۸۔ ۲۲۷ (الموطن الثامن)۔

کی ہے کہ آپ نے فرمایا ''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو آپ صلوات پڑھتے اور اس کے بعد کہتے'' رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک ''اور جب مسجد سے باہر آتے تو سلام بھیجتے اور فرماتے ''رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک''

بعض روایتوں ۷ میں مذکور ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے وقت ''اللهم صل علی محمد و آل محمد'' کہے۔ لیکن مسجد میں داخل وخارج ہوتے وقت صلوات پڑھنے کی روایت ہمارے اصحاب وراویان سے مروی نظر نہیں آتی البتہ خاص دعائیں اس موقع کیلئے ملتی ہیں اور ہر دعا سے قبل صلوات پڑھنے کی تاکید ہے اس لئے کہ جب تک انسان صلوات نہیں پڑھتا اسکی دعا محجوب رہتی ہے اور باب اجابت تک نہیں پہنچتی۔

(۶) ہر نماز کے بعد خاص طور پہ نماز مغرب و صبح کی تعقیب میں ضرور پڑھنا چاہئے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''جب انسان نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پہ صلوات بھیجے اور خدا سے جنت کی دعا اور جہنم سے نجات کا سوال کرے نیز دعا کرے کہ خدا اسے حور عین کا ہمسر بنائے۔ اس لئے کہ جو شخص بھی رسول خداؐ پر صلوات بھیجتا ہے اس کی دعا باب اجابت تک جاتی ہے اور جو شخص خدا سے جنت کے لئے دعا کرتا ہے جنت اس کی دعا پہ کہتی ہے بارالہا مجھے اپنے بندہ کو عطا فرما جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور حور عین کہتی ہیں معبود مجھے اس بندہ کی خواہش کے مطابق اس کی زوجیت میں دیدے'' ۸

ابن بابویہ اپنی کتاب ثواب الاعمال ۹ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت

۷ جلاء الافھام ص ۲۲۷ (الموطن الثامن) میں اس مضمون کی حدیث ہے۔
۸ عدۃ الداعی ص ۱۹۰ (با ترجمہ کتابفروشی جعفری۔ مشھد)۔
۹ ثواب الاعمال (۱۳۹۱ق) ص ۱۸۶۔

کرتے ہیں کہ آپ نے صباح بن سبابہ سے فرمایا:

''کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایسی چیز کی تعلیم دوں جو تمہیں گرمی آتش جہنم سے محفوظ رکھے راوی نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا:

''نماز صبح کے بعد سو مرتبہ اللھم صل علی محمد و آل محمد کہو خداوند عالم اس کی وجہ سے تمہارے چہرہ کو گرمی جہنم سے محفوظ رکھے گا۔''

نیز اسی کتاب میں ۱۰ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

''جو شخص بعد نماز تسبیح یعنی بعد نماز جعفر طیار اور بعد نماز مغرب زانو بدلنے اور کسی سے بات کرنے سے قبل:

''ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی..... اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد'' کہے تو خداوند عالم اسکی سو مرادیں پوری کرتا ہے ستر دنیا کی اور تیس آخرت کی''۔

راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا مولا یہ صلوات ملائکہ اور صلوات خدا کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا:

''خدا اور ملائکہ کی صلوات آنخضرت کے پاکیزگی کی دلیل ہے اور مومنین کی صلوات آنخضرت کے لئے دعا ہے''۔

(۷) کوئی دعا کرنے سے پہلے ۱۱

(۸) کسی بھی دعا کے اختتام پہ۔

اس سلسلہ میں روایت اس سے قبل گزر چکی ہے۔ دیگر یہ کہ اگر کوئی دعا کرنے والا

۱۰ ثواب الاعمال (۱۳۹۱ق) ص ۱۸۷۔

۱۱ سنن ترمذی، ج ۲، ص ۵۳، باب ۴۱۱، حدیث ۵۹۰، ج ۵، ص ۱۷۹، باب ۲۲، حدیث ۳۵۴۴، ۳۵۴۶، سنن نسائی، ج ۳، ص ۴۵

شخص صلوات پڑھنے میں کنجوسی کرے یا کوئی دعا ہی نہ کرے تو وہ سعادت دنیا و آخرت سے محروم رہتا ہے۔

شیخ صدوق ۱۲ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

''جب تم میں سے کوئی دعا کرے اور وہ اس دعا میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ یاد کرے تو اس کی دعا راہ جنت نہیں پا سکتی''

اگرچہ اس حدیث کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ''صلی'' سے مراد نماز ہے اور یہ ان لوگوں کی رد کیلئے کافی ہے جو نماز کے تشہد میں صلوات کو واجب نہیں سمجھتے یا جو اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔

(۹) خطبہ جمعہ وعیدین اور نماز استقاء وغیرہ میں پڑھنا۔ اس لئے کہ ہمارے مذہب میں خطبۂ مذکورہ میں صلوات پڑھنا ارکان خطبہ میں سے ایک رکن ہے لیکن علماء اہلسنت کا اس میں اختلاف ہے زیادہ تر اسے مستحب جانتے ہیں۔

(۱۰) روزانہ

(۱۱) ہر شب میں

جیسا کہ اس سے قبل جامع الاخبار ۱۳ کے حوالہ سے تحریر کیا گیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

''یا علی جو شخص ہر دن یا رات میں مجھ پر صلوات بھیجتا ہے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے اگرچہ وہ اہل کبائر میں سے ہو''

۱۲ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال ۱۳۹۱ق تہران، ص ۲۴۶ پر قدرے اختلاف کے ساتھ یہ روایت موجود ہے۔

۱۳ جامع الاخبار فصل ۲۸ ص ۶۹

اوردعوات راوندی ۱۴ کے حوالہ سے تحریر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :

''جوشخص اخلاص نیت سے جس دن بھی مجھ پہ تین بارصلوات بھیجے اس کے لئے خداوندعالم پرلازم ہے کہ اس کے گناہوں کوبخش دے''

(۱۲) پنجشنبہ کوبوقت عصر

(۱۳) شب جمعہ

(۱۴) روز جمعہ

شیخ طوسی ۱۵ فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ جمعرات کوعصر کے وقت جمعہ کے روز غروب آفتاب تک حضرات محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم پر بہت بہت صلوات بھیجے۔اور پھر کہے۔

''اللّٰھم صلّ علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم واھلک عدوھم من الجن والانس من الاولین والآخرین''

اگراس صلوات کوسوبار کہے تواس کے لئے بہت فضیلت وعظمت ہے۔

ابن بابویہ ۱۶ حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ''جمعہ کے دن محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم پرصلوات بھیجنے سے زیادہ کوئی بھی عمل افضل نہیں''

نیزحضرت امام رضاعلیہ السلام سے روایت ہے کہ ۱۷ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۴ بحارالانوار، ج ۹۴ ص ۷۰، روایت ۶۳، بحوالہ دعوات راوندی۔

۱۵ مصباح متہجد ص ۲۲۶۔

۱۶ اصل روایت بحارالانوار ج ۹۴ ص ۵۰ پر بحوالہ خصال مذکور ہے۔اس مضمون کی حدیث ثواب الاعمال ص ۱۸۹ پربھی ہے۔

۱۷ ثواب الاعمال (مطبوعہ تہران ۱۳۹۱ق) ص ۱۸۷۔

وسلم نے فرمایا :

''جوشخص جمعہ کے دن مجھ پہ سوبارصلوات بھیجے گا حق تعالیٰ اس کی ساٹھ حاجتیں پوری کریگا تیس دنیامیں اورتیس آخرت میں''

جامع الاخبار میں مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''جوشخص جمعہ کے دن سومرتبہ مجھ پرصلوات بھیجے حق تعالیٰ اس کے اسی سالہ گناہوں کوبخش دے گا''

حضرت امام موسیٰ کاظم ۱۸ علیہ السلام سے منقول ہے :

''روز جمعہ بہترین اعمال بعدعصر سومرتبہ محمد وآل محمد علیہم الصلوۃ والسلام پرصلوات بھیجنا ہے اگراس میں زیادتی کرے توافضل ہے''

جامع الاخبار ۱۹ میں رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا روز جمعہ میرے اوپر بہت زیادہ صلوات بھیجو یادرکھواس روز کا ہرعمل دوگنا شمار کیا جاتا ہے اورخداوندعالم سے میرے لئے درجۂ وسیلہ کی دعا کرو۔کسی نے سوال کیا یہ درجۂ وسیلہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ بہشت کا ایسا اعلیٰ درجہ ہے جہاں پیغمبرؐ کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکتا میں امید کرتا ہوں کہ وہ پیغمبر میں ہوں گا۔

کتاب ''عروس'' ۲۰ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جوشخص شب جمعہ محمد و آل محمد صلوات اللّٰہ علیھم'' پرصلوات بھیجتا ہے اس کا نور آسمان کوقیامت تک روشن کرتا رہیگا اورملائکہ اوروہ ملک جوکہ قبررسول خدا صلی اللہ

۱۸ ثواب الاعمال ص ۱۸۹ او بحارالانوار ج ۸۶ ص ۸۷ بحوالہ محاسن ۵۹ پر یہی روایت حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

۱۹ جامع الاخبار ص ۶۹ فصل ۲۸ روایت ۲۹۔

۲۰ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۱۲ بحوالہ العروس۔

علیہ وآلہ وسلم پر موکل ہے قیامت تک اس شخص کے لئے استغفار کرتے رہیں گے"

یہ حدیث کتاب "مقنعہ ۲۱ میں بھی مذکور ہے۔

اور شہید ثانی ۲۲ نے اپنے بعض رسائل میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"منور شب و روز میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو یعنی کہ شب جمعہ اور روز جمعہ"۔ راوی نے پوچھا زیادہ صلوات کیا مطلب؟ کس قدر آپؐ نے فرمایا سو مرتبہ اور اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو بہت اچھا۔

جمال الاسبوع ۲۳ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جب شب جمعہ ہوتی ہے تو آسمان سے بے شمار ملائک زمین پر آتے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے قلم اور سونے کے ورق ہوتے ہیں وہ شب شنبہ تک کچھ نہیں لکھتے سوائے ان صلوات کے جو محمد آل محمد علیہم السلام پر بھیجی گئی ہے پس ان شب و روز میں زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو"۔

پھر آپ نے فرمایا جملہ سنتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ اور ان کے اہلبیت پر جمعہ کو ہزار مرتبہ اور دیگر ایام میں سو مرتبہ صلوات بھیجی جائے۔

کتاب فقہ الرضا ۲۴ میں مذکور ہے کہ "شب جمعہ و روز جمعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو" اور اگر کوئی ہزار مرتبہ صلوات بھیجے گا تو یقیناً وہ اس

---

۲۱ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۱۴ بحوالہ المقنعہ ص ۲۶

۲۲ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۱۳ بحوالہ شہید ثانی۔

۲۳ جمال الاسبوع (مطبوعہ الرضی۔ قم) ص ۱۸۴۔۱۸۳ بحوالہ خصال ج ۲ ص ۳۱ بحارالانوار ج ۹۴ ص ۵۰ نیز ج ۸۹ ص ۳۵۴ بحوالہ العروس ۔

۲۴ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۰۹۔۳۰۸ بحوالہ فقہ الرضا۔

کی برکات سے فیضیاب ہوگا۔ اس لئے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ روز پنجشنبہ بوقت عصر آسمان سے ملائکہ کا ایک گروہ نازل ہوتا ہے جسکے پاس نورانی قلم اور صحیفے ہوتے ہیں وہ ان صحیفوں پر سوائے صلوات کے کچھ نہیں لکھتے یہ سلسلہ روز جمعہ تک قائم رہتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ۲۵

"قیامت میں خداوند عالم تمام ایام کو لوٹائے گا جسے تمام خلائق محسوس کریں گے اور یقین کریں گے کہ یہ وہی ایام جہاں ہیں ان ایام میں جمعہ سب کے پیش پیش ہوگا۔ اور پھر یہ دن خداوند عالم کے سامنے یہ گواہی دیتے ہوئے کہ فلاں بندہ نے روز جمعہ صلوات بھیجی ہے اس شخص کی شفاعت کرے گا۔"

کسی نے عرض کی کہ زیادہ صلوات سے کیا تعداد مقصود ہے؟ اور یہ کس وقت بہتر ہے آپ نے فرمایا نماز عصر کے بعد سو مرتبہ صلوات بھیجو۔

پھر سوال کیا گیا ہم کس طرح صلوات بھیجیں۔

آپ نے فرمایا یوں کہو "اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم"

پھر اسی کتاب ۲۶ میں تحریر ہے کہ جو شخص روز جمعہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہے اور سو مرتبہ استغفار کرتا ہے اور سو بار "قل ھو اللہ احد" کی تلاوت کرتا ہے اس کے جملہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

شیخ شہید ثانی ۲۷ نے ایک رسالہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

---

۲۵ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۵۳ روایت ۳۲ بحوالہ العروس و بحارالانوار ج ۹۰ ص ۹۱ ذیل روایت ۴ بحوالہ جمال الاسبوع ص ۴۴۸ تا ص ۴۵۱۔

۲۶ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۵۵ ذیل روایت ۳۳ بحوالہ العروس۔

۲۷ بحارالانوار ج ۸۹ ص ۳۵۸ ذیل روایت ۳۶ بحوالہ شہید ثانی۔

روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''روز جمعہ مجھ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو اس لئے کہ جو بھی مجھ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجتا ہے وہ میرے نزدیک ہے اور جو شخص روز جمعہ مجھ پہ سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہے وہ قیامت کے دن نورانی چہرہ کے ساتھ محشور ہوگا اور جو روز جمعہ مجھ پہ ہزار مرتبہ صلوات بھیجتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مریگا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔

شیخ طوسی و کفعمی ۲۸؎ نے حضرت صادق آل محمد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص نماز صبح اور نماز جمعہ کے بعد ''اللھم اجعل صلواتک و صلوات ملائکتک و رسلک علی محمد و آل محمد'' کہتا ہے اس کے گناہ ایک سال تک نہیں لکھے جاتے۔

دعائم الاسلام ۲۹؎ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''جمعہ کے دن مجھ پہ زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو اس لئے کہ اس دن ہر عمل کو دوگنا کر دیا جاتا ہے (یعنی اس کی دوہری جزا ملے گی)۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ۳۰؎ جب روز جمعہ طلوع ہوتا ہے تو خداوند عالم ایک گروہ ملائکہ کو بھیجتا ہے تاکہ وہ شب تک بھیجی جانے والی صلوات کو تحریر کریں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ۳۱؎ کہ روز جمعہ ہر عمل کو دوہرا تسلیم کیا جاتا ہے لہٰذا اس دن زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجو اور صدقہ دو دعائیں کرو۔

۲۸؎ حوالہ سابق ص۳۶۴ بحوالہ مصباح متھجد وجنۃ الامان ص۴۲۲۔

۲۹؎ بحارالانوار ج۸۹ ص۳۶۴ روایت ۵۶ بحوالہ دعائم الاسلام ج ۱ ص۱۷۹۔

۳۰؎ ایضاً۔

۳۱؎ بحارالانوار ج۸۹ ص۳۶۵ نیز بحارالانوار ج۸۹ ص۲۸۳ پر بھی اسی مضمون کی حدیث وارد ہے۔

(۱۵) ماہ مبارک رجب خصوصاً روز بعثت بھی صلوات بھیجنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جیسا کہ مصباح متھجد ۳۲؎ میں حسن بن راشد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا مشہور عیدوں کے علاوہ بھی کوئی عید ہے آپ نے فرمایا سب سے پُرعظمت وہ دن ہے، جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کئے گئے۔

میں نے پوچھا وہ کون سا دن ہے۔

آپ نے فرمایا وہ روز شنبہ ۲۷ رجب ہے۔

میں نے عرض کی اس روز کون سے اعمال بجالانے چاہئے؟

آپ نے فرمایا روزہ رکھو اور زیادہ سے زیادہ محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم پر صلوات بھیجو۔

(۱۶) ماہ شعبان:

امام سید الساجدین حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے ایک صلوات وارد ہے جسے ماہ مبارک شعبان میں وقت زوال پڑھنا چاہئے۔ یہ صلوات مصباح متھجد ۳۳؎ وغیرہ میں تحریر ہے۔

کتب اہلسنت میں مذکور ہے کہ ''آسمان پر ایک دریا ہے جسے دریائے برکت کہتے ہیں اس دریا کے کنارے ایک درخت ہے جسے درخت تحیات کہتے ہیں اس پر ایک آشیانہ ہے جس میں مرغ صلوات رہتا ہے جب ماہ شعبان میں کوئی بندہ مومن آنخضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ اس پرندہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ دریائے برکت میں غوطہ لگائے چنانچہ وہ پرندہ غوطہ لگاتا ہے اور جب دریا کی طرف سے اڑتا ہے تو اس کے پروں سے ٹپکنے والے پانی کے ایک ایک قطرہ کے عوض خداوند عالم فرشتہ خلق کرتا ہے اور وہ تمام ملائکہ تسبیح و

۳۲؎ مصباح المتھجد ص۷۵۴ اس میں حسین بن راشد سے روایت ہے۔

۳۳؎ مصباح المتھجد ص۷۶۰ محدث قمی نے مفاتح الجنان میں بھی اس صلوات کو تحریر کیا ہے۔

تکریم پروردگار میں مشغول ہوجاتے ہیں اور ان کی جملہ تسبیح وتقدیس کا ثواب اس بندہ مومن کے نامۂ اعمال میں تحریر کیا جاتا ہے۔

نیز یہ بھی روایت ہے کہ ماہ شعبان میں ایک بار صلوات پڑھنا دوسرے مہینوں میں دس بار پڑھنے کے برابر ہے۔

(۱۷) ماہ مبارک رمضان میں

اس سلسلہ میں احادیث فصل چہارم فائدہ ۲۷ میں تحریر کی گئی ہیں [۳۴] [۳۵]

(۱۸) کسی پھول یا دوسری طرح کی خوشبو محسوس کرنے پر... کتاب روضۃ الواعظین [۳۶] ومکارم الاخلاق [۳۷] میں مالک جہنی سے روایت ہے کہ:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک خوشبودار چیز پیش کی آپ نے اسے سونگھا اسے اپنے آنکھوں پہ ملا اور کہا اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

پھر آپ نے فرمایا جیسا کہ میں نے کیا اگر یہ عمل دوسرے بھی کریں تو قبر میں جانے سے قبل ہی اس کے تمام گناہ بخش دئے جائیں گے۔

علماء اہلسنت نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا "جو شخص خوشبو محسوس کرے اور مجھ پر صلوات نہ بھیجے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۱۹) جب انسان کو چھینک آئے یا اس کے پہلو میں کسی دوسرے کو چھینک آئے تو صلوات پڑھے [۳۸]۔

---

[۳۴] [۳۵] فصل چہارم میں یہ روایت مذکور ہے۔

[۳۶] روضۃ الواعظین (منشورات الرضی۔قم) ج ۲ ص ۳۲۷۔

[۳۷] مکارم الاخلاق ص ۴۱۔

[۳۸] اصول کافی (مترجم) ج ۴ ص ۴۲۲۔۴۲۱ روایت ۸، ۹، ۱۰، ۱۷، ۲۲، و بحار الانوار ج ۷۶ باب ۱۰۳ ص ۵۶۔۵۱ نیز جلاء الافہام ص ۲۵۲۔

(۲۰) ذکر الٰہی کے وقت

اصول کافی [۳۹] میں عبداللہ بن دہقان سے روایت ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ مولا اس آیت "وذکر اسم ربه فصلی" [۴۰] سے کیا مراد ہے۔

پھر میں نے خود ہی کہا کیا اس سے یہ مراد ہے کہ جب یاد الٰہی آئے اٹھ کھڑا ہو اور نماز ادا کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ مشکل امر ہے۔

میں نے عرض کی میری جان آپ پر قربان پھر اس سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جب اسم باری تعالی یاد آئے تو محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم پر صلوات بھیجو۔

مؤلف: علماء اہلسنت نے بہت سارے مقامات کا تذکرہ کیا ہے۔ [۴۱] جہاں صلوات پڑھنے کی تاکید کی گئی۔ لیکن علماء امامیہ کے یہاں ان موارد کے علاوہ دیگر مقامات کیلئے نص نہیں ملتی۔

---

[۳۹] اصول کافی (مترجم) ج ۴ ص ۲۵۲ روایت ۱۸۔

[۴۰] سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۵۔

[۴۱] جلاء الافہام، باب چہارم، ص ۱۹۳۔

چھٹی فصل

صلوات پڑھنے کے آداب

آیۃ "ولا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً" [۱]

اس آیت سے یہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ادب و احترام کے ساتھ لینا چاہئے نہ یہ کہ عوامی اور بازاری طریقے سے۔ اور صلوات پڑھتے وقت آداب ظاہری و باطنی کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ نیز صلوات قلب کی گہرائیوں سے پڑھنا چاہئے۔

آداب باطنی : یعنی کہ ان کا نام لیتے وقت ان کی شرافت و بزرگی، عظمت و اہمیت کو پیش نظر رکھے۔

آداب ظاہری : یہ ہے کہ نجاست کے عالم میں اختیاری طور پہ ان کا نام نہ لے۔ دوسرے یہ کہ صلوات کو ذریعہ شہرت و نیک نامی نہ بنائے۔ اور نہ ہی لوگوں پہ احسان جتانے کی غرض اور جاہ وجلال حاصل کرنے کے لئے صلوات بھیجے بلکہ صلوات بھیجتے وقت دل ودماغ جملہ اغراض دنیوی سے پاک ہوں۔

ہر مجلس ومحفل میں صلوات بھیجے۔

چنانچہ اصول کافی [۲] میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے مفقول ہے کہ رسول

---

۱ سورۂ نور، آیت ۶۳۔

۲ اصول کافی مترجم، ج۴، ص ۲۵۴۔

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جہاں کچھ لوگ جمع ہوں اور اس جگہ اس مجلس میں خدا کو یاد نہ کریں اور مجھ پر صلوات نہ بھیجیں وہ بزم ان کیلئے حسرت ویاس کی بزم قرار پائیگی۔ لیکن اگر وہ بزم لہو ولغو اور معصیت وبرائی کی بزم ہو تو اس میں صلوات پڑھنے سے گریز کرے۔

- ✦ صلوات پڑھتے وقت دل وزبان ایک ہوں نہ یہ کہ دل کسی اور طرف اور زبان کہیں اور
- ✦ صلوات پڑھتے وقت نیت قرب الٰہی اور توسل رسالت اور موافقت ملائکہ کی ہو۔
- ✦ آنحضرتؐ کو حاضر وناظر سمجھتے ہوئے صلوات پڑھے۔
- ✦ صلوات کے آداب جو علماء نے تحریر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے بہت زیادہ صلوات پڑھے۔

بعض علماء جب صلوات بھیجتے ہیں تو گیارہ مرتبہ سے کم نہیں بھیجتے اسکی وجہ وہ حدیث ہے جسے صاحب مصباح القلوب نے نقل کیا ہے کہ ''رسول خداؐ نے شب معراج ایک فرشتے کو دیکھا جس کے ہزاروں ہاتھ تھے ان ہزاروں ہاتھ میں ہزاروں انگلیاں تھیں اور وہ ان انگلیوں سے حساب کرتا تھا۔ حضرت رسولؐ کریم نے اسے دیکھ کر حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کیا لکھتا ہے؟ جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ فرشتہ اس کام پر معین کیا گیا ہے کہ وہ بارش کے قطروں کے حساب رکھے۔

آنحضرتؐ نے اس ملک سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس بارش کے قطرات کا حساب ہے؟

اس نے عرض کی ہاں۔

حضرتؐ نے دریافت کیا کہ کب سے یہ حساب رکھتا ہے۔

ملک نے جواب دیا اس روز سے میرے پاس بارش کے قطروں کا حساب ہے جس روز سے خدا نے مجھے پیدا کیا ہے اس روز سے جتنی بھی بارش ہوئی اس بارش کے جتنے بھی قطرات صحرا

میں، دریا میں، بنجر زمین پر یا کارآمد زمین پر گرے ہر ایک کا حساب ہے کونسا قطرہ بادل سے جلد جدا ہوا، کونسا قطرہ جلد سینۂ زمین سے ملحق ہوا، کونسا قطرہ ہوا میں ایک دوسرے سے مل گیا ان سب چیزوں کا میرے پاس حساب ہے۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا کہ کیا کوئی ایسا حساب بھی ہے جس کو لکھنے سے تو عاجز آجاتا ہے۔ اس ملک نے جواب دیا کہ جب بندۂ مومن خلوص نیت کے ساتھ آپ پر صلوات بھیجتا ہے تو ایک بار سے لے کر دس بار تک اگر صلوات بھیجی گئی ہے تو میں اس کا ثواب شمار کر لیتا ہوں لیکن جب وہ گیارہ مرتبہ صلوات بھیجتا ہے تو میں کیا بلکہ زمین وآسمان پہ جتنے بھی حساب کرنے والے ہیں وہ سب اس کے ثواب کا شمار کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں اور خدا کے علاوہ کوئی بھی اس کا شمار نہیں کر سکتا۔

ساتویں فصل

''انبیاء اور غیر انبیاء کا صلوات کی برکت سے بلند مراتب اور اہم مقاصد کا حاصل کرنا''

اختصاص [۱] میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ سے جابر انصاری نے کہا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کے سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

تو آپ نے فرمایا وہ میرا نفس ہے

جابر نے پھر کہا کہ آپ امام حسن و امام حسین علیہم السلام کے سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب دیا وہ دونوں میری روح اور ان کی ماں فاطمہ میری پارۂ جگر ہے جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی جس نے انھیں خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی جس نے ان سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی۔

اے جابر اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں مستجاب ہوں تو ان کے اسماء کے توسط سے خدا سے دعا مانگو اس لئے کہ خدا کے نزدیک ان کے اسماء کے علاوہ کسی کا بھی نام محبوب نہیں۔

---

[۱] بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۲۱، روایت ۱۶، بحوالہ، اختصاص ۲۲۳۔

اور بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے تو چاروں طرف حور وغلماں نظر آنے لگیں لیکن آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے اس لئے کہ وہ آپ کے جنس یعنی آدمیت سے مبرا تھیں لیکن جب حق تعالیٰ نے حضرت حوّا کو پیدا کیا اور ان پر جناب آدم کی نظر پڑی تو آپ کے دل میں ان کی محبت جاگی اور آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضرت حوّا کے چہرہ پر آثار شرم وحیاء ظاہر ہوئے اور آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور حضرت آدمؑ سے فرمایا یہ حوّا ہیں انھیں آپ ہی کیلئے خلق کیا گیا ہے۔ جب حضرت آدمؑ کو یہ معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے یہ نعمت خاص انہیں کے لئے خلق کی ہے تو آپ نے ان پر تصرف کرنا چاہا، حضرت جبرئیل نے کہا اے آدم اگر آپ ان کے خواہش مند ہیں تو آپ ان کا ''مہر'' دیں اور انہیں اپنے عقد میں لے لیں تاکہ آپ کے فرزند حضرات یہ جان لیں کہ بغیر مہر کے عورتوں پہ تصرف اچھا نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، اے بھائی تم تو جانتے ہی ہو کہ میں مسافر عدم ہوں مجھ پر تہی دستی وافلاس غالب ہے پھر بتاؤ میں کیا کرسکتا ہوں۔ اور اب جبکہ میں نقد کی صورت میں کچھ بھی نہیں رکھتا۔ حوّا کو اپنے عقد میں کیسے لے سکتا ہوں۔ جبرئیل نے کہا ایک ہی صورت ہے کہ آپ تین بار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجیں جن کے فضائل ساق عرش پہ لکھے ہوئے ہیں اور جن کی عظمتیں آپ نے ملائکہ سے سنی ہیں تاکہ حوّا آپ پر حلال ہوسکیں۔

نیز آئمہ علیہم السلام کی بہت ساری احادیث ۲ میں آیا ہے کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام بھی انھیں حضرات محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم کے توسط سے قبول ہوئی اور جب تک

۲ بحارالانوار ج ۹۴ ص ۲۰، بحوالہ کشف الغمہ ومعانی الاخبار، ص ۱۲۵۔ نیز روضۃ الواعظین، ج ۲، ص ۲۷۲، وغایۃ الحرام بحرانی، باب ۱۰۷، ۱۰۸، ص ۲۶۳۔

حضرت آدمؑ نے ان بزرگ حضرات کو اپنی دعا میں وسیلہ نہ بنایا اس وقت تک صفی اللہ نہ بن سکے۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان اور ہر اس بلا سے جو اس وقت نازل ہوئی تھی نجات ملی۔ ۳

''معانی الاخبار'' ۴ میں مفضل روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت ''و اذا بتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن'' ۵ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کلمات کیا تھے جس کے ذریعہ خداوند عالم نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا؟

آپ نے فرمایا، وہی کلمات تھے جن کے صدقہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ جب انھوں نے کہا تھا خداوندا بحق محمد وعلی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام میری توبہ قبول فرما تو خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔

میں نے عرض کی وہ کون سے کلمات تھے جنھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام کیا؟ امام نے فرمایا وہ کلمات امام قائم علیہ السلام تک کے اسماء گرامی تھے۔ اس سے قبل امام علی نقی علیہ السلام کے حوالہ سے ایک حدیث ۶ تحریر کی گئی ہے کہ آپ نے امام زادہ عبدالعظیم سے فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب ابراہیم کو اس لئے اپنا خلیل بنایا کہ وہ حضرات محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم السلام پر بہت زیادہ صلوات بھیجا کرتے تھے۔

۳ روضۃ الواعظین، ج ۲، ص ۲۷۲۔
۴ معانی الاخبار، ص ۱۲۶۔
۵ سورۃ بقرہ، آیت ۱۲۴۔
۶ بحارالانوار، ج ۹۴، ص ۵۴، روایت ۲۳، بحوالہ علل الشرائع، ج ۱، ص ۳۴۔

اورتفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت ۷ کے ذیل میں مرقوم ہے۔

''واذ انجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذ بحون ابناء کم ویستحیون نساء کم و فی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم''۔ ۸

ترجمہ۔ ''اور جب ہم نے تمھیں (تمہارے بزرگوں کو) فرعون سے چھڑایا جو تمھیں بڑے بڑے دکھ دیکر ستاتے تھے تمہارے لڑکوں پر چھری پھیرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی خدمت کے لئے) زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی''۔

اس آیت کے ذیل میں تحریر ہے کہ اس قوم کے عذاب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل سے آل فرعون معمار کا کام لیتے آل فرعون بنی اسرائیل کو لے جاتے اور ان سے مکانات کی تعمیر کراتے لیکن انھیں یہ خطرہ بھی رہتا کہ کہیں یہ موقع پاکر بھاگ نہ جائیں لہٰذا انھوں نے ان کے پیروں میں رسیاں ڈالدیں اور پھر ان سے کہا کہ وہ مٹیوں کا گارا اٹھائیں اور سر پر رکھ کر عمارت کے اوپر لیجائیں، چونکہ پیروں میں رسیاں پڑی ہوتی تھیں اس لئے ان میں سے بہت سے زمیں پر گر کے موت کی آغوش میں چلے جاتے، یا مفلوج ہوجاتے۔

یہاں تک کہ خداوند کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ وحی کی کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے کام سے قبل محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجیں تا کہ ان کے امور آسان ہوجائیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی مشکلات آسان ہوئیں۔

اور یہ بھی حکم ہوا کہ جو لوگ پہلے کام کر چکے ہیں اور اس کی تکان کیوجہ سے بیمار ہوگئے ہیں وہ بھی صلوات پڑھیں اور اگر وہ صلوات بھی نہ پڑھ سکتے ہوں تو کوئی دوسرا اس کے عوض

---

۷ بحارالانوار ج ۹۴، ص ۶۲-۶۱، روایت ۴۸ بحوالہ تفسیر امام علیہ السلام۔
۸ سورہ بقرہ آیت ۴۸۔

صلوات پڑھے۔ جب بنی اسرائیل نے ایسا کیا تو ان کے بیمار بھی شفایاب ہوگئے۔

اور جہاں تک اطفال کے قتل کا واقعہ ہے تو اس کا سبب یہ تھا کہ نجومیوں نے فرعون سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں سے تیری ہلاکت ہوگی۔ لہٰذا فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں کیلئے ایسی ترکیب اپنائی جائے جس سے ان کے یہاں ولادت نہ ہوسکے۔ لیکن جو عورتیں حاملہ ہوجاتی تھیں اور ان کے یہاں ولادت ہوتی تو وہ اسے چھپا کر جنگلوں، پہاڑوں، یا صحراؤں کی طرف لے جاتیں اور وہاں اسے چھپا کر دس بار محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات پڑھ کر چلی آتیں خداوند عالم اس صلوات کے بدلہ میں بچے کی تربیت کیلئے ایک ملک کو معین کرتا اور اس کی ایک انگلی سے شیر جاری کردیتا تا کہ وہ اس سے سیراب ہوسکیں اور دوسری انگلی سے غذائے نرم کا انتظام کردیتا تا کہ وہ بچہ اپنی بھوک مٹا سکے۔

بنی اسرائیل کے ہزاروں بچے قتل کردئے گئے اور آل فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں کو اپنی کنیزی میں لینا شروع کردیا۔ اس عمل کے شروع ہوتے ہی بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور انھوں نے عرض کی یا نبی اللہ ہماری بہن بیٹیاں آل فرعون کی کنیزی میں جارہی ہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ان عورتوں سے کہہ دو جب ان میں کا کوئی مرد ان میں سے کسی کو کنیزی میں لینے کے قصد سے آئے تو یہ حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجیں۔ ان عورتوں نے ایسا ہی کیا خداوند عالم نے اس کی برکت سے ان عورتوں کو آل فرعون کی کنیزی سے محفوظ رکھا جو بھی ان عورتوں کو اپنی کنیزی میں لینے کی غرض سے آتا تو یا تو یہ کام میں لگی رہتیں یا اپنی مرضی سے ان کے تصرف میں چلی جاتیں یا بیماری لاحق ہوجاتی۔ یا یہ کہ آنے والا خود ہی ان پر مہربان ہوجاتا اور انھیں کنیزی میں لئے بغیر واپس چلا جاتا۔

اتفاقاً بھی ایسا نہ ہوا کہ قوم فرعون کا کوئی آدمی بنی اسرائیل کی عورت تک آیا اور حق تعالیٰ نے صلوات کے صدقہ میں اسے نجات نہ دی۔

تفسیر امام علیہ السلام ۹ میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے نبی آخر کو مطلع کیا کہ یہود آنحضرتؐ کے ظہور سے قبل ان پہ ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرتؐ پہ صلوات پڑھنے کی وجہ اور اس کی برکت سے اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرلیا کرتے تھے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوں تو حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کے توسط سے دعا کریں اور مدد مانگیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے دس سال قبل قبیلہ ''اسد'' اور ''غطفان'' نے دیگر قبائل کی مدد سے مدینہ کے یہودیوں پر حملہ کیا، مشرکین تین ہزار کی تعداد میں تھے اور یہودی صرف تین سو، یہودیوں نے خداوند عالم سے حضرات محمد آل محمد علیہم السلام کے واسطے سے دعا کی نتیجۃً مشرکین کو شکست کا سامنا ہوا۔

اب قبیلہ ''اسد'' اور غطفان نے آپس میں مشورہ کیا اور جملہ قبائل عرب سے امداد کی درخواست کی اس درخواست پہ ۳۰ ہزار مشرکین جمع ہو گئے اور انھوں نے ان تین سو یہودیوں پر حملہ کر کے انھیں ایک محلّہ میں محصور کر دیا۔ ان پہ دانہ پانی بند کر دیا گیا ان کے گھروں میں کہیں سے بھی اشیاء خورد ونوش آنے کی گنجائش نہ رہی۔

مجبوراً یہودیوں نے اپنا سفیر ان مشرکین کے پاس بھیجا اور ان سے امان کی درخواست کی لیکن مشرکین نے اسے بھی قبول نہیں کیا اور جواب میں کہا ہم امان نہیں دیں گے بلکہ تم لوگوں کو قتل کرنے کے بعد تمہاری عورتوں کو اپنی کنیزی میں لے لیں گے۔ بچے

۹ بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۱۰، ذیل روایت ۱۱ بحوالہ تفسیر امام علیہ السلام۔

ہماری خدمت کریں گے مال واسباب برباد کر دیا جائیگا۔

یہودی یہ جواب سن کر پریشان ہو گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ آخر اب کیا کیا جائے کس طرح مشرکین کے ظلم واستبداد سے محفوظ رہا جائے۔ اسی درمیان چند دانشوروں اور صاحبان بصیرت نے کہا۔ کیا تم بھول گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہیں کہا تھا کہ وقت مصیبت محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیج کر ان کے توسط سے خدا سے حاجت طلب کرنا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم خلوص نیت اور تضرع وزاری کے ساتھ ایسا کرو گے تو خدا تمہیں ہر مشکل سے نجات دیگا۔

تمام حاضرین نے کہا بے شک نبی خدا نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

پس جملہ حاضرین (یہودیوں) نے دعا کی پالنے والے تجھے حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کی عظمت وجلالت، شرافت وبزرگی کا واسطہ دشمنوں نے ہمارے اوپر پانی بند کر رکھے ہیں اور پیاس سے دم گھٹا جاتا ہے ان بزرگ شخصیتوں کے صدقہ میں ہمارے لئے آب رحمت نازل فرما۔

پس خداوند عالم نے ان کی دعا قبول کی اور آسمان پر ابر رحمت اُمڈ کر آنے لگا۔ پھر اس قدر بارش ہوئی کہ نہر وچاہ چھلک اٹھے اور ان کے گھروں کے ظروف پانی سے لبریز ہو گئے۔ انھوں نے کہا بے شک یہ ہم پہ خدا کا احسان ہے جو باران رحمت کا نزول ہو رہا ہے پھر یہ یہودی اپنی اپنی چھتوں پر آئے تو کیا دیکھا کہ یہی بارش مشرکین کیلئے اذیت رساں ثابت ہو رہی ہے اور اس نے ان کے مال واسباب، سلاح جنگ دیگر اہم چیزوں کو برباد کر دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ موسم وہ تھا جس میں بارش کا امکان بھی نہیں پایا جاتا تھا اور وہ اس طرف سے بے فکر ہو کر اپنے مال واسباب کو زیر آسمان رکھے تھے۔ اسکے بعد مشرکین کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کچھ لوگ تو اس سے باز آئے اور بعض یہ طنز کرنے لگے کہ اگر پانی برس بھی

گیا تو کیا ہوا کھانا کہاں سے ملیگا۔ ہم تو بغیر تمہیں نیست و نابود کئے محاصرہ ختم نہ کریں گے۔

یہودیوں نے جواب دیا جس نے پانی دیا ہے وہی کھانا بھی دیگا۔ چنانچہ انھوں نے پھر حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کے توسط سے دعا کی نتیجتاً ایک بہت بڑا قافلہ تقریباً دو ہزار اونٹ اور خچروں پر اشیاء خوردنی بار کئے ہوئے یہاں وارد ہوا لشکر مشرکین کو اس کی بھنک تک نہ لگی جب یہ قافلہ اس قریہ تک پہونچا جس میں یہودی محصور تھے تو حصار کرنے والے مشرک سپاہیوں پہ نیند کا غلبہ تھا اور وہ خواب خرگوش میں پڑے ہوئے تھے یہ قافلہ آیا یہودیوں کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس نے اپنے پورے سامان گیہوں، آٹا وغیرہ ان لوگوں کے ہاتھ فروخت کردئے اور پھر واپس چلے گئے۔

جب یہ قافلہ واپس کچھ دور چلا گیا تو مشرکین کا گروہ نیند سے چونکا اور انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اب ہمیں یہودیوں سے جنگ کرنا چاہئے اس لئے کہ وہ بھوک سے بے حال ہو رہے ہیں اور ایسی صورت میں ہم آسانی سے ان پہ غلبہ حاصل کرلیں گے۔

یہودیوں نے یہ سن کر جواب دیا۔ بھول جاؤ، کہاں کس خواب میں ہو رب العالمین نے ہمارے کھانے پینے کا انتظام کردیا ہے تم جب موت کی نیند سو رہے تھے ایک قافلہ آیا تھا اور کثیر سامان، غذا دے کر چلا گیا۔ اگر ہم چاہتے تو تمہیں اس نیند کے عالم میں موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ لیکن ہم ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ اب اچھا یہی ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ اور اگر اب بھی نہیں جاتے تو پھر ہم محمد وآل محمد علیہم السلام کے صدقہ میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم تمہیں ذلیل وخوار کرے۔

مشرکین اپنی ضد پہ اڑے رہے۔ واپس نہ گئے۔ پس یہودیوں نے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے توسط سے خداوند عالم سے مدد کی درخواست کی اور اپنے قلعہ سے باہر آگئے اور ان تیس ہزار لشکر مشرکین پر حملہ کردیا۔ تمام مشرکین کو انھوں نے قیدی بنالیا۔

لیکن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو اب یہی یہودی اس بات پر حسد کرنے لگے کہ یہ رسول آخر عربی کیوں ہے۔ چنانچہ اسی حسد کی وجہ سے انھوں نے آپ کی تکذیب بھی کی۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جب ہم محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنے کی وجہ سے یہودیوں کی مدد کی اور انھیں مشرکین کی اذیت سے محفوظ رکھا پس اے مسلمانوں ہمیں بھی یہ دولت حاصل ہوسکتی ہے تم ہر مشکل اور مصیبت کے وقت مجھ پہ درود پڑھ کر حق تعالیٰ سے مدد طلب کرو بے شک وہ مدد کرے گا۔

نیز تفسیر امام، علیہ السلام [۱] میں اس آیت "اذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامران تذبحوا بقرۃ" کے ذیل میں تحریر ہے کہ:

بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قتل ہوگیا کسی کو اسکے قاتل کا علم نہ تھا۔ چنانچہ خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ وحی آئی کہ آپ بنی اسرائیل سے کہیں کہ وہ مخصوص صفات کی حامل ایک گائے کو ذبح کریں اور پھر اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم سے مس کریں۔ مقتول حکم خدا سے زندہ ہوکر اپنے قاتل کا پتہ بتادے گا۔

گائے کیلئے جو شرائط بتائی گئیں تھیں ان شرائط کی حامل ایک ہی گائے تھی جس کا مالک ایک یتیم بچہ تھا چونکہ وہ محب محمد وآل محمد علیہم السلام تھا لہٰذا اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد وحضرت علی علیہم السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ چونکہ تو ہمیں دوست رکھتا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تجھے اس کا کچھ بدلہ دنیا میں عطا کیا جائے۔ لہٰذا سنو جب صبح لوگ تمہاری گائے خریدنے آئیں تو فروخت کردینا لیکن ماں کے حکم کا خیال رکھنا، ماں جتنی قیمت لگائے اتنے میں ہی اسے فروخت کرنا اگر تم ایسا کروگے تو خداوند کریم تمہاری

---

[۱] سورہ بقرہ آیۃ ۶۸، تفسیر برھان ج ۱، ص ۱۰۸، بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

غربت کوتونگری میں بدل دیگا۔ یہ جوان خوش خوش خواب سے بیدار ہوا جب صبح ہوئی بنی اسرائیل گائے خریدنے آئے۔ پوچھا اپنی گائے کتنے درہم میں فروخت کروگے۔

اس نے جواب دیا میری ماں نے اس کی قیمت صرف دو درہم رکھی ہے۔

بنی اسرائیل۔ ہم اسے صرف ایک درہم میں لیں گے۔

نوجوان۔ میری ماں چار دینار میں فروخت کریگی۔

بنی اسرائیل۔ اچھا لو ہم دو دینار دئے دیتے ہیں۔

نوجوان۔ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میری ماں نے اب اس کی قیمت ایک سو دینار رکھی ہے۔

بنی اسرائیل۔ ارے یہ کیا۔ اچھا چلو ہم پچاس درہم دیئے دیتے ہیں۔

بنی اسرائیل جتنے پہ راضی ہوتے اس نوجوان کی ماں اسے دوگنا کردیتی یہاں تک کہ آخر میں یہ طے پایا کہ گائے لے لی جائے اور اس ضعیفہ کو اس کے عوض اس گائے کی کھال میں جسقدر سونا آسکے اتنا سونا دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے اس قیمت پہ گائے لے لی اور اسے ذبح کرکے اس کی دم کا حصہ کاٹ لیا اور اسے مردہ نوجوان کی لاش پہ مارا۔ اور یہ کہا پالنے والے بحق محمد وآل محمد علیہم السلام اس نوجوان کو زندہ کردے تاکہ یہ ہمیں بتاسکے کہ اس کا قاتل کون ہے۔

ناگاہ اس جوان کی لاش میں حرکت ہوئی وہ زندہ ہوکر اٹھ بیٹھا اور آواز دی یا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہمارے ان دو چچازاد بھائیوں نے میری موت کا سامان کیا ہے۔ یہی میرے قاتل ہیں۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں قاتلوں کو سزائے قتل دی۔ لیکن اس سے قبل جب گائے کا گوشت اس مقتول کے جسم سے پہلی بار مس کیا گیا تھا تو وہ زندہ نہیں

ہوا۔ جس پہ بنی اسرائیل کہنے لگے اے نبی خدا یہ کیا ہوا؟ آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔

حق تعالیٰ کیطرف سے وحی آئی۔ اے موسیٰ ان سے کہہ دیجئے کہ ہم وعدہ خلافی نہیں کرتے مگر پہلے اس گائے کی کھال کو "سونے" سے بھر تو دیں اور جب تک وہ اتنی اشرفی صاحب مال کو نہیں دیتے اس وقت تک مردہ زندہ نہیں ہوسکتا۔

ان لوگوں نے اپنے مال جمع کئے خدا نے گائے کی کھال میں وسعت دی۔ اسمیں پچاس ہزار اشرفی آئی اور جب یہ اشرفی گائے کے مالک کو مل گئی تب جاکر وہ مقتول نوجوان زندہ ہوا۔

یہ دیکھ کر بعض بنی اسرائیل نے کہا۔ ہمیں یہ نہیں سمجھ میں آیا کہ آخر خدا اس گائے کو درمیان میں کیوں لایا۔ آیا واقعی اس نوجوان کو زندہ کرنے کیلئے یا دوسرے نوجوان کو غنی کرنے کیلئے۔

لہٰذا پھر خداوند عالم نے وحی کی اے موسیٰ ان سے کہہ دیجئے کہ ان میں سے جو کوئی بھی زندگانی دنیا کو عیش وآرام میں بدلنا چاہتا اور بہشت میں اعلیٰ مقام اور آخرت میں محمد وآل محمد علیہم السلام کی صحبت پسند کرتا ہے اسے بھی وہی فعل انجام دینا چاہئے جو یہ نوجوان انجام دیتا تھا۔

اس نوجوان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سن رکھا تھا کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کا تذکرہ کرنے اور ان پر درود وسلام بھیجنے سے خداوند کریم اس شخص کو جملہ خلائق پہ فضیلت دیتا ہے چنانچہ اس نوجوان کو بھی اسی عمل کے عوض خدا نے عزت بخشی اور مال عظیم سے نوازا۔

ادھر جب اس نوجوان کو گائے کی قیمت ملی تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا یا نبی اللہ ہم دشمنوں سے اس مال کو کس طرح محفوظ رکھیں۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ حضرات محمد وآل محمد علیھم السلام پرصلوات بھیجتے رہو خداوند عالم اس کی برکت سے تمہارے مال کو محفوظ رکھے گا۔ اور جب وہ مقتول نوجوان زندہ ہوا اوراس نے یہ گفتگو سنی تو اس نے بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کی پالنے والے جن حضرات کے صدقے میں اس نوجوان کو مال عظیم عطا فرمایا ہے انھیں حضرات محمد وآل محمد علیھم السلام کے صدقہ میں مجھے دار دنیا میں پھر سے زندگی گزارنے کا موقع عطا فرما تاکہ میں اپنی چچازاد بہن سے شادی رچا کر اس کے ساتھ زندگی گزارسکوں اور میرے دشمنوں کو ذلیل وخوار فرما۔

چنانچہ خداوند عالم نے وحی کی اے موسیٰ میں نے اس نوجوان کو ایک سوتیس سال کی عمر عطا فرمائی اس وقت تک اس کے اعضائے جسمانی صحیح وسالم رہیں گے تاکہ اپنی شریک حیات کے ساتھ زندگی گزار سکے اور جب اس کی زندگی ختم ہوگی تو ہم ان دونوں زن وشو کو موت کی سواری بھیج کر اپنی بارگاہ میں بلالیں گے۔

اور اے موسیٰ اگر اس نوجوان کو قتل کرنے والے افراد بھی حضرات محمد وآل محمد علیھم السلام کے توسط سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگیں اور توبہ کریں تو ہم ان کی بھی توبہ قبول کریں گے اور انھیں مزید ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھیں گے۔

یہ کیفیت دیکھ کر بنی اسرائیل نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی غربت اور پریشانی کی شکایت کی اس لئے کہ انھوں نے اس گائے کے عوض اپنا پورا سرمایہ اس ضعیفہ کو دیدیا تھا۔ آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا وائے ہو تم لوگوں پر کیا تم لوگوں نے اس نوجوان کا قصہ نہیں سنا جاؤ خدا سے بطفیل محمد وآل محمد علیھم السلام سوال کرو وہ تمہاری حاجتیں پوری کریگا۔ تمہاری غربت کو امارت میں تبدیل کردے گا پس ان لوگوں نے بواسطۂ عظمت حضرت محمد، وعلی وفاطمہ، حسن، حسین علیھم السلام حق تعالیٰ سے دعا کی خدا نے ان کی دعا قبول کی اور حضرت موسیٰ پہ وحی آئی کہ آپ بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ وہ فلاں فلاں مقام

پہ جائیں وہاں کھنڈر کے درمیان ہزارہا دینار ہیں وہ اس دینار کو نکال کر اس میں سے گائے کے لئے چندہ لینے والوں کی رقم کو واپس کردیں باقی کو آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں۔ خداوندعالم ان کے مال میں برکت دیگا اور ان کے مال کو دوگنا کردیگا۔

اوران سے یہ بھی بتادیجئے کہ یہ جو تم لوگوں کے مال میں برکت دی جارہی ہے یہ محمد وآل محمد علیھم السلام کو وسیلہ بنانے کی جزاء ہے۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ [۱۲] کہ سفیان ثوری نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حج کیلئے گیا اور جب مدینہ منورہ میں پہنچا اور روضۂ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی تو میں نے ایک سیمیں لباس، خوشحال نوجوان کو دیکھا جس کے چہرہ کی سرخی اس کے عیش و عشرت کی گواہ تھی وہ نوجوان روضۂ مطہر پر صلوات پڑھ رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ اس نوجوان سے ملاقات کرکے اس کی خوشی کے اسباب دریافت کروں کہ اسی اثناء میں زائرین کا ایک جم غفیر آیا اور وہ ہمارے درمیان حائل ہوگیا۔ میں اب یہاں سے مکہ گیا تو وہاں بھی درمیان طواف بیت اللہ اس شخص کی زبان سے سوائے صلوات کوئی چیز نہ سنی۔ میں نے اس سے زیادہ صلوات پڑھنے کی وجہ جاننی چاہی لیکن پھر مجمع ہمارے درمیان آگیا اور ہم اپنا سوال نہ کرسکے۔ یہاں تک کہ روز عرفہ عرفات میں پھر میں نے اس نوجوان کو دیکھا جو کہ صرف صلوات پڑھ رہا ہے جبکہ دوسرے افراد دیگر اعمال و وظائف میں مشغول ہیں۔ اب میں اس کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ میں نے تمہیں مدینہ میں روضہ رسول پہ دیکھا۔ مکہ میں طواف کعبہ کرتے دیکھا اور اب جبکہ حجاج توبہ و استغفار اور تضرع وزاری میں لگے ہوئے ہیں میں اب بھی تمہیں دیکھ رہا ہوں لیکن تم اس وقت سے اب تک سوائے صلوات کے کچھ پڑھتے نظر نہیں آتے آخر کیا بات ہے کیا تم کوئی

---

۱۲ احقاق الحق، ج۹، ص۶۴۲، بحوالہ ابونعیم (قدرے اختلاف کے ساتھ)۔

حاجت نہیں رکھتے؟ کہ صرف صلوات پڑھ رہے ہو۔

وہ نوجوان گویا ہوا اور کہنے لگا۔

سنو! گزشتہ سال میں نے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ارادۂ حج کیا تھا دوران سفر ایک مقام پہ میرے والد بیمار ہو گئے ان میں تاب سفر نہ رہی آخر کار ہم نے اسی جگہ ایک کرایہ کا مکان لیا انھیں وہاں لیجا کر گھر میں چراغ روشن کیا اور ان کا سر اپنے زانو پہ رکھ کر بیٹھ گیا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ان پہ موت کے آثار نمایاں ہوئے اور میرے باپ کا وقت احتضار آ گیا۔ یکا یک ان کا سفید خوبصورت چہرہ سیاہ ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کے چہرے کی سیاہی مثل شب تار ہو گئی۔ میں یہ منظر دیکھ کر ڈر گیا، ان کا سر اپنے زانو سے ہٹا کر الگ رکھ دیا۔ میری زبان پہ کلمۂ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون جاری ہو گیا۔

اور پھر میں صرف یہ سوچ کر گھبرانے لگا کہ جب صبح ہو گی تو اہل قریہ موت کی خبر سنکر ضرور آئیں گے اور جب میرے باپ کا سیاہ چہرہ دیکھیں گے تو اس کی وجہ جاننے کے خواہاں ہوں گے۔ طرح طرح کے سوالات کریں گے آخر میں ان لوگوں کو کیا جواب دوں گا۔ اے میرے اللہ میں کیا کروں۔ یہی سب سوچتے سوچتے ہوئے بابا کا سر اپنے زانو پہ رکھے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھا کہ ایک خوبصورت شخص نورانی بدن، معطر جسم، حسین و جمیل لباس زیب تن کیے سر پہ سفید عمامہ باندھے نمودار ہوا نہ میں نے کبھی ایسی نورانی شخصیت دیکھی تھی نہ ایسی خوشبو محسوس کی تھی۔ وہ بزرگوار میرے مردہ باپ کے سرہانے تشریف لائے اور ان کے چہرہ پہ پڑی ہوئی چادر کو ہٹا کر ان کے چہرہ پہ اپنا نورانی ہاتھ پھیرا۔ میرے باپ کا سیاہ چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔

میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا سوچنے لگا آخر کون بزرگوار ہیں جنھوں نے میرے باپ کے چہرہ کی سیاہی کو نور میں تبدیل کر دیا۔ جرأت کرتے کرتے آخر میں نے ان کے

دامن کو پکڑ لیا اور پوچھا۔ سرکار آپ کون ہیں جنھوں نے میرے باپ کے چہرہ کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل کر کے ہمیں شرمندگی سے بچا لیا۔

ان بزرگوار نے جواب دیا۔ میں وارث قرآن، ختمی مرتبت، محمد بن عبداللہ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ تمہارے باپ نے بے حد گناہ کئے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ زندگانی دنیا میں مجھ پہ صلوات بھی بھیجی تھی۔ یہ وقت جو کہ اس پہ مصیبت کا وقت تھا اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور میں اس کی مدد کیلئے آ گیا اور اس طرح ہر صلوات پڑھنے والے کی مدد کو آتا ہوں۔ میں خواب سے چونکا تو دیکھا کہ واقعی میرے باپ کا چہرہ مثل مہر تاباں ہے۔ میں سمجھ گیا کہ واقعی یہ صلوات کی برکت ہے اور کچھ نہیں۔ اسی وقت سے میں نے صلوات کو اپنا وظیفہ قرار دیدیا ہے۔

فاضل اہلسنت کی کتاب ''ریاض الازھار'' میں تحریر ہے کہ خداوند عالم نے ایک مرتبہ ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو ویران کر دو جب وہ فرشتہ شہر ویران کرنے آیا تو بچوں اور عورتوں کے نالہ و فریاد سے متاثر ہو کر یہ امر خدا انجام نہ دے سکا۔ نتیجتاً خداوند عالم نے اس کے بال و پر سلب کر لئے اور اسے آسمان سے محروم قرار دے دیا گیا۔ ایک روز جناب جبرئیل نے دیکھا کہ وہی فرشتہ زمیں پہ پڑا نالہ و فریاد کر رہا ہے جبرئیل سے اس ملک کہ پریشانی نہ دیکھی گئی۔ بارگاہ رحیم وکریم میں انھوں نے اس کی مصیبت بیان کی۔ آواز آئی اے جبرئیل اس فرشتہ سے کہہ دو کہ وہ میرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر صلوات بھیجے تاکہ اس کی برکت سے بال و پر حاصل کر سکے۔ جبرئیل نے یہ حکم الٰہی اس فرشتہ تک پہنچایا جس پہ اس نے عمل کر کے پھر سے بال و پر پائے اور پھر سے بزم ملائکہ میں جگہ حاصل کی۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی

علیہ السلام کے ساتھ ایک باغ میں تشریف فرما تھے کہ اسی درمیان شہد کی مکھی آپ کے قریب آ کر بھنبھنانے لگی۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علی یہ شہد کی مکھی ہماری ضیافت کرنا چاہتی ہے کہہ رہی ہے کہ آپ حضرت علی علیہ السلام کو فلاں مقام پہ بھیجکر وہ شہد منگالیں جو ہم نے آپ کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام حکم رسول خدا سے اس جگہ گئے اور شہد لے کر حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرت رسول خداؐ نے اس شہد کی مکھی سے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہارا خوشہ وچھتہ تو تلخ ہوتا ہے۔ پھر تم شیریں شہد کہاں سے پیدا کرتی ہو۔

شہد کی مکھی نے جواب دیا۔ یارسول اللہ یہ سب آپ کی برکت ہے۔ اس لئے کہ جب کبھی تھوڑا سا بھی شگوفہ (کڑواہٹ) مجھ میں آجاتا ہے تو ہمیں خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ تین بار آپ پہ صلوات بھیجوں اور اسی کے عوض ہمارا مادہ تلخ شیریں ہوجایا کرتا ہے۔

شیخ طوسی اپنی کتاب ''امالی'' ۱۳ میں بہ سند خود زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ زید نے کہا کہ میں ایک بار حضرت رسول خداؐ کے ساتھ ایک جنگ میں جارہا تھا راستے میں ایک اعرابی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا۔

السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اے رسول خدا آپ پر سلامتی ورحمت ہو۔ آپ کیسے ہیں۔

رسول خدا نے فرمایا۔ الحمدللہ۔ تم بتاؤ تمہارا کیا حال ہے۔

اس اعرابی کے بغل میں اونٹ کے پیچھے ایک اور اعرابی کھڑا ہوا تھا چنانچہ وہ یہ

---

۱۳ بحارالانوار، ج ۹۴، ص ۵۳، روایت ۱۹ بحوالہ امالی طوسی ج ۱، ص ۱۲۷۔

باتیں سنتے ہی سامنے آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ اس اعرابی نے میرا اونٹ چرایا ہے۔ یہ سنتے ہی اونٹ بھی اپنی زبان میں کچھ بولنے لگا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغور اونٹ کی آواز سنتے رہے جب اونٹ خاموش ہوا تو آپ نے اس مدعی اونٹ کیطرف رخ کیا اور فرمایا۔ میرے سامنے سے دور ہوجاؤ۔ اس لئے کہ یہ اونٹ گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ وہ اعرابی چلا گیا۔ آنحضرت نے اس پہلے شخص کیطرف رخ کرکے پوچھا۔ بتاؤ تو سہی میرے پاس آنے سے قبل تم نے کون سے کلمات ورد زبان کئے تھے؟ اعرابی نے جواب دیا۔ سرکار میری زبان پہ یہی کلمات تھے۔ اللھم صل علی محمد حتی لا تبقی صلوۃ، اللھم بارک علی محمد حتی لاتبقی برکۃ، اللھم سلّم علی محمد حتی لا یبقی سلام، اللھم ارحم محمداً حتی لاتبقی رحمۃ۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ اونٹ نے گواہی دی ہے۔ ملائکہ اس امر کیلئے معین کئے گئے تھے۔

صاحب ''ازہار'' ۱۴ تحریر فرماتے ہیں کہ کچھ بادیہ نشیں لوگ ایک شخص کو اونٹ کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کی بارگاہ میں لائے اور اس شخص کے اوپر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے یہ اونٹ چرایا ہے انھوں نے اپنے اس دعوی پر گواہ بھی پیش کردئے۔ حضرت رسول اکرمؐ نے گواہی سننے کے بعد یہ حکم دیا کہ اس شخص کا ہاتھ قلم کردیا جائے۔ جب اس شخص کو سزا کیلئے لے جایا جانے لگا تو اس نے زیر لب کچھ ورد کرنا شروع کیا۔ یکایک وہی اونٹ جس کے چرانے کے الزام میں اسے سزا کیلئے لے جایا جارہا تھا وہ گویا ہوا اور اس نے بہ زبان فصیح کہا یا رسول اللہ اس شخص نے مجھے نہیں چرایا ہے اس کے اوپر یہ بے بنیاد تہمت لگائی گئی ہے گواہوں

---

۱۴ احقاق الحق، ج ۹، ص ۶۳۲، (نقل روایت از الروض الفائق فی المواعظ والرقائق۔ ص ۲۴۸، مطبوعہ قاہرہ)، ص ۲۶۴۔

نے جھوٹی گواہی دی ہے مجھے فلاں شخص نے چرایا ہے۔

رسول خداؐ نے ان لوگوں کو دوبارہ طلب کیا اور جس شخص کے بارے میں اونٹ نے چوری کی گواہی دی تھی اسے حاضر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ شخص آیا تو اس نے خود اپنی چوری کا اقرار کیا آنحضرت نے اس پر حد شرعی جاری کیا۔ پھر اس شخص کو طلب کیا۔ جس پر چوری کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور پوچھا یہ بتا جب تو میرے سامنے سے سزا کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو تیری زبان پر کیسا ذکر جاری تھا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ ان سے مدینہ کی گلیاں چھلک رہی تھیں اور عنقریب تھا کہ دیواریں ٹوٹ جائیں اور میرے اور ان کے درمیان صرف تو حائل ہوتا۔

اس مرد نے عرض کی میں تو صرف آپ کے اوپر ان الفاظ میں "اللھم صل علی محمد النبی حتی لایبقی من صلواتک شئی و بارک علی البنی محمد حتی لایبقیٰ من رحمتک شئی "، صلوات بھیج رہا تھا۔

آنحضرت نے فرمایا کہ تو کل روز حشر بھی پل صراط سے بہ آسانی گزر جائیگا اس وقت میرا چہرہ چودھیں کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا۔

مؤلف : اس طرح کی حکایات و روایات کتب احادیث و تواریخ میں بہت ساری مرقوم ہیں۔ اگر کوئی شخص تمام حکایات و روایات کو جمع کرنا چاہے تو اس سے ایک ضخیم کتاب ترتیب پا جائیگی۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی بھی شخص دنیا میں ایسا نہیں جسے اسطرح کی مثالوں سے سامنا نہ ہوا ہو۔ اور اس نے اپنی پوری عمر میں رسول خدا اور آئمہ طاہرین کے توسل اور ان کے واسطہ سے اپنی بڑی مصیبتوں کو دور نہ کیا ہو اور اعلیٰ منصب تک نہ پہنچا ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام مقربان بارگاہ الٰہی چاہے وہ انبیاء ہوں یا ملائکہ و اولیاء

علیہ السلام بھی کو حضرت خاتم انبیاء اور ان کی آل پاک کے توسل اور واسطہ سے مقرب بارگاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

اہل بیت اطہار [۱۵] علیہ السلام کی خبروں میں وارد ہوا ہے کہ حاملان عرش الٰہی جو کہ مقرب ترین فرشتے ہیں انھوں نے بھی جب تک ان ذوات مقدسہ سے توسل نہ اختیار کیا اور ان پر صلوات نہ بھیجا اس وقت تک ان میں عرش الٰہی کو اٹھانے کی قوت یکجا نہ ہوسکی۔

صاحب اختصاص [۱۶] نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کبھی بھی تم پر مشکل آن پڑے تو تم حق تعالیٰ سے ہمارے توسل سے امداد چاہو اس لئے کہ خداوند عالم کے اس قول "وللّٰہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا" کے یہی معنی ہیں۔

تفسیر عیاشی [۱۷] میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہم لوگ ہی "اسماء حسنیٰ" ہیں۔ خداوند عالم کوئی بھی عمل خیر بغیر ہماری معرفت کے قبول نہیں کریگا لہٰذا خدا کو ہمارے توسل سے پہچانو۔

عدۃ الداعی [۱۸] میں جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو کیا ایسا نہیں ہوتا کہ اگر تم سے کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت ہے تو ضرورت اس وقت تک پوری نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ شخص تمہارے محبوب ترین شخص کو درمیان میں نہ لائے اور تم بھی کیا اپنے اس

---

۱۵ بحار الانوار جلد ۵۸، (کتاب السماء والعالم، باب العرش والکرسی) ۳۴-۳۳، ذیل میں روایت ۵۳، کے بحوالہ تفسیر امام علیہ السلام۔

۱۶ بحار الانوار جلد ۹۴ ص ۵، روایت ۷ بحوالہ تفسیر عیاشی آیت ۱۸۰ سورہ اعراف، نیز ص ۲۲، روایت ۱۷، بحوالہ اختصاص ص ۲۵۲۔

۱۷ بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۶، روایت ۷ کے ذیل میں بحوالہ تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۴۲،

۱۸ عدۃ الداعی (مترجم) ص ۱۸۸۔

محبوب ترین شخص کی وجہ سے اس سائل کی حاجت پوری نہیں کرتے؟

للہذا یاد رکھو کہ میرے نزدیک بھی اعلیٰ ترین مخلوق اور تم سے افضل ترین شخصیت حضرات محمد وعلی اور ان کی ذریت میں آنے والے آئمہ علیھم السلام ہیں۔ اور یہی ہمارے لئے وسیلہ ہیں۔ اب جو بھی مجھ سے کوئی حاجت رکھتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اس کی حاجت قبول ہو یا اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اس کی مصیبت دور ہو تو اسے چاہئے کہ محمد اور ان کی آل پاک کے صدقے میں مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اس کی حاجت پوری کرون بہتر یہ ہے کہ کسی بھی شخص کی حاجت پوری کی جائے اس حالت میں کہ اس کے نزدیک جو عزیز ترین مخلوق ہے وہ اس کی شفاعت کرے۔

مشرکین نے تمسخرانہ انداز اور طنزیہ لہجہ میں جناب سلمان سے یہ کہا کہ تم خدا سے ان (حضرات محمد وآل محمدؐ) کے حق کے واسطہ سے سوال کیوں نہیں کرتے تا کہ خداوند عالم تم کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ دولتمند بنادے۔

حضرت سلمانؓ نے جواب دیا۔

میں نے خدا سے وہ چیز چاہی جو پوری دنیا سے بہتر، مفید، اور نافع ترین ہے۔" میں نے خدا سے ان کے حق کے واسطہ سے ایسی ذکر کرنے والی زبان مانگی جو اس کی حمد وثنا کر سکے۔ ایسا دل جو شکر ادا کر سکے اور ایسا جسم جو بلاء ومصیبت کو برداشت کر سکے۔

حق تعالیٰ نے ہماری دعا مستجاب فرمائی اور یہ تمام چیزیں عطا فرمائیں اور یہ تمام چیزیں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہیں ان سے ہزار ہا گنا زیادہ بہتر ہیں۔

شیخ طوسی [۱۹] حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جو بھی خداوند عالم کو ہمارے واسطوں سے پکارتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے اور جو

---

۱۹ بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۲، روایت ۳، بحوالہ امالی طوسی، ج ۱، ص ۱۷۵۔

ہمارے علاوہ کسی اور واسطوں سے آواز دیتا ہے وہ خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ہلاک کرتا ہے"۔

شیخ صدوق، شیخ مفید، شیخ طوسی اور دیگر علماء [۲۰] نے مختلف اسناد کے ساتھ تقریباً ایک ہی جیسی روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

بندہ آتش جہنم میں ستر زمانے (خریف) رہتا ہے۔ ہر زمانہ ستر سال کا ہوتا ہے للہذا وہ خدا سے سوال کرتا ہے کہ تو حق محمد وآل محمد علیہ السلام کے صدقے میں میرے اوپر رحم فرما۔ بندہ کی اس ترحمانہ گزارش کے تئیں حق تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل کو وحی ہوتی ہے کہ جلد میرے بندے تک پہنچو اور اسے آتش دوزخ سے باہر نکال دو۔

جبرئیل عرض کرتے ہیں اے میرے پروردگار یہ میرے لئے کس طرح ممکن ہے کہ میں آتش جہنم میں داخل ہو سکوں۔

خطاب ہوتا ہے، میں نے آگ کو تمہارے اوپر ٹھنڈی اور باعث سلامتی قرار دیا۔

جبرئیل کہتے ہیں، معبود وہ بندہ ہے کہاں؟

جبرئیل اس بندہ کے پاس آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس شخص کے پیر گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ جبرئیل اسے باہر لاتے ہیں۔

حق تعالیٰ اس بندہ سے مخاطب ہوتا ہے اور پوچھتا ہے اے میرے بندے جہنم میں تیرا کیا حال تھا؟

بندہ جواب دیتا ہے معبود مجھے کچھ نہیں معلوم۔

آواز آتی ہے میرے عزت وجلال کی قسم اگر تو اس طرح (محمد وآل محمد کے واسطے

---

۲۰ ثواب الاعمال، ص ۱۸۵، بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۱، روایت ۱، (باب ۲۸) بحوالہ خصال، ج ۲، ص ۱۴۰، امالی صدوق، ص ۳۹۸ ومعانی الاخبار، ص ۲۲۶، ثواب الاعمال ص ۱۳۹، مجالس شیخ مفید ص ۱۳۶، امالی طوسی ج ۲ ص ۲۸۸، عدۃ الداعی (مترجم)، ص ۱۸۸۔

سے) مجھ سے سوال نہ کرتا تو میں تجھے ہرگز ہرگز نہ بخشتا اور تمہارے اوپر آتش دوزخ کو طویل قرار دیتا لیکن میرے لئے یہ ضروری ہے کہ جو شخص بھی مجھ سے محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطے سے سوال کرے میں اس کی حاجت پوری کروں اور اس کے گناہوں کو بخش دوں ۔ لے آج میں نے تجھے بھی بخش دیا۔

اللھم انی اسئلک بحق محمد و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین ان تغفرلی ذنوبی و تجاوز عن سیئاتی و تصلح لی شأنی و ترزقنی خیر الدنیا و الآخرہ و تصرف عنی بلاء الدنیا و الآخرۃ وان تفعل ذلک بجمیع المؤمنین و المؤمنات برحمتک و فضلک یا ارحم الراحمین ۔

آٹھویں فصل

مختلف صلوات کا ذکر جو رسول خداؐ اور آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم سے وارد ہوئی ہیں۔

صلوات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) چھوٹی صلوات، (۲) بڑی صلوات۔ ان میں سے ہر ایک کیلئے چند صلوات تحریر کی جارہی ہیں۔

صلوات صغیرہ :

۱۔ ان میں سے ایک صلوات یہ ہے جو کہ جامع الاخبار [۱] میں حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، اللھم صلّ علی محمدو آل محمد ۔ کہتا ہے اس کے دہن سے ایک سبز رنگ کا پرندہ ظاہر ہوتا ہے، جس کے دو پر ہوتے ہیں اور اس کے سر پر یاقوت و مروارید کا تاج ہوتا ہے۔ جب وہ پرندہ اپنے دونوں پروں کو پھیلاتا ہے تو یہ مشرق سے مغرب تک پھیل جاتا ہے وہ پرندہ شہد کی مکھی کی طرح بولتا رہتا ہے۔

خداوند عالم اس کی آواز پر فرماتا ہے تو نے میری مدح کی میرے پیغمبر کی تعریف کی اب خاموش ہوجا۔ وہ مرغ کہتا ہے کہ میں کس طرح خاموش ہوجاؤں جب کہ ابھی تو نے لاالہ الا اللّٰہ کہنے والے کو بخشا ہی نہیں؟

---

۱ جامع الاخبار، فصل ۲۴ ص ۶۱-۶۰۔

قدرت کی آواز آتی ہے کہ اب تو خاموش ہو جاؤ میں نے اسے بخش دیا۔

۲۔ جمال الاسبوع [۲] میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی بندہ "اللھم صلّ علی محمد و آلہ وعلی اھل بیتہ" کہتا ہے تو اس کے بعد وہ جو بھی دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اس لئے کہ یہ سخاوت خداوندی کے خلاف ہے کہ وہ بعض دعاؤں کو قبول کرلے اور بعض کو رد کردے۔

۳۔ اسی کتاب [۳] میں عبد الرحمٰن بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم صلوات کس طرح بھیجا کریں آپ نے فرمایا کہو:

اللھم انا نصلی علی محمد نبیک و علی آل محمد کما امرتنا بہ و کما انت صلّیت علیہ

پھر آپ نے فرمایا کہ ہم اسی طرح صلوات پڑھتے ہیں۔

۴۔ ابن بابویہ "عیون اخبار الرضا" [۴] میں روایت کرتے ہیں کہ جب مامون نے مخالفان اہلبیت علماء کو اس لئے جمع کیا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے فضیلت عترت طاہرہ کے سلسلہ میں مباحثہ کریں۔ اس وقت آنحضرت نے اپنے فضائل کے اثبات میں قرآن کریم کی آیتیں پیش کیں قرآن مجید کی چھ آیتیں پیش کرنے کے بعد آپ نے ساتویں آیت کے طور پر اس آیت "ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الّذین آمنو اصلوا علیہ و سلّموا تسلیما" کی تلاوت کی اور آپ نے فرمایا علماء حاضرین

[۲] جمال الاسبوع، ص۲۴۲۔

[۳] جمال الاسبوع، ص۲۳۴، ۲۳۵۔

[۴] بحار الانوار، ج۹۴، ص۵۲، ۵۱ حدیث ۱۶، بحوالہ عیون الاخبار ج ۱ ص ۲۳۶۔

اور میرے مخالفین اس بات سے خوب واقف ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر سلام کرنے کی کیفیت سے واقف ہیں لیکن ہم آپ پر کس طرح صلوات بھیجیں؟

آپ نے فرمایا یوں کہو۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلّیت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید"

امام نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اس حقیقت سے انکار کردے۔ تمام حاضرین نے بیک زبان کہا کسی کو اس میں اختلاف نہیں تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ لیکن کیا آپ کے پاس "آل" کی شان میں اس سے بہتر اور واضح کوئی دلیل ہے؟

امام نے فرمایا، بے شک، تمہارا حق تعالیٰ کے اس قول "یسین O و القرآن الحکیم O انک لمن المرسلین O علی صراط مستقیم" [۵] کے بارے میں کیا خیال ہے۔ یہاں "یٰسین" سے مراد کون ہے؟

تمام لوگوں نے جواب دیا کہ اس جگہ "یس" سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

امامؑ : خداوند عالم نے حضرت محمد اور ان کی آل کو جو فضیلت و کرامت عطا فرمائی ہے کوئی بھی شخص اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا اور وہ فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید میں انبیاء علیھم السلام پر سلام بھیجا گیا ہے ان کے علاوہ کسی پر بھی سلام نہیں بھیجا گیا

[۵] سورہ یس، آیت ۱ سے ۴۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

"سلام علی نوح فی العالمین و سلام علی ابراہیم و سلام علی موسی وھارون"۔ [۶]

یہ کہیں نہیں فرمایا کہ "سلام علی آل نوح وآل ابراہیم وآل موسیٰ وھارون" بلکہ یہ ارشاد ہوتا ہے "سلام علی آل یسین" [۷] یعنی سلام ہو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر۔

۵۔ ابن بابویہ اپنی کتاب "علل الشرائع" اور "عیون" [۸] میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ شریعت میں عورتوں کا مہر دین پانچ سو درہم قرار دیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنے اوپر یہ واجب سمجھتا ہے کہ جب کوئی مومن سو بار اللہ اکبر، سو بار سبحان اللہ، اسی طرح سو مرتبہ الحمد للہ اور سو بار لا الہ الا اللہ اور سو مرتبہ محمد وآل محمد علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجے اور پھر کہے "اللھم زوجنی من الحور العین" تو حور العین کو اس کی زوجیت میں دیدے۔

اسی مقام کیلئے عورتوں کا مہر دین پانچ سو درہم قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ جامع الاخبار [۹] میں چھٹے امام سے روایت ہے کہ جو شخص بھی "صلی الله علی محمد و اہل بیتہ" کہتا ہے خداوند عالم اس کیلئے ہزار حسنات لکھتا ہے۔

---

۶ سورہ صافات، آیت ۷۸، ۱۱۰، ۱۲۱۔

۷ سورہ صافات، آیت ۱۳۱۔

۸ بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۵۲، روایت ۱۸، بحوالہ علل الشرائع، ج ۲، ص ۱۸۶ و عیون، ج ۲، ص ۸۴۔

۹ جامع الاخبار، فصل ۲۸ و بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۵۸، روایت ۳۷، بحوالہ، ثواب الاعمال۔

۷۔ جامع الاخبار [۱۰] ہی میں رسول خدا کی یہ حدیث بھی ہے کہ جو شخص بھی اللھم صل علی محمد و آل محمد کہتا ہے اللہ رب العزت اسے ستر شہداء کا ثواب عطا کرتا ہے اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک کرتا ہے جیسے وہ بطن مادر سے گناہوں سے پاک پیدا ہوا تھا۔

۸۔ جمال الاسبوع [۱۱] میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص بھی "یارب صل علی محمد و علی اھل بیتہ" کہتا ہے خداوند کریم اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ اسی کتاب میں [۱۲] یہ روایت بھی ہے کہ جو شخص "صلی اللّٰہ علی محمد النبی و آلہ" کہتا ہے خدا اس کے جواب میں فرماتا ہے "صلی اللہ علیک"

۱۰۔ شیخ طوسیؒ [۱۳] امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ملائکہ میں سے ایک ملک قیامت تک کیلئے اس کام پر معین کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص "صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم" کہتا تو وہ ملک "علیک السلام" کہتا ہے اور پھر وہ رسول خداؐ کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ آنحضرت فرماتے ہیں وعلیہ السلام۔

۱۱۔ "مصباح متھجد" [۱۴] میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص

---

۱۰ جامع الاخبار، فصل ۲۸، یہ روایت روضۃ الواعظین، ج ۲، ص ۳۲۳ پر عبارت میں اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔

۱۱ جمال الاسبوع، ص ۲۴۱۔

۱۲ جمال الاسبوع، ص ۲۳۵۔

۱۳ بحار الانوار، ج ۹۴، ص ۷۰، روایت ۶۱، بحوالہ امالی طوسی، ج ۲، ص ۲۹۰۔

۱۴ یہ روایت پانچویں فصل میں گزر چکی ہے۔

بھی نماز ظہر کے بعد کہے "اللھم اجعل صواتک و صلوات ملائکتک و رسلک علی محمد و آل محمد" ایک سال تک کے اس کے کوئی بھی گناہ نہیں لکھے جاتے۔

۱۲۔ شیخ طوسی و کفعمی ۱۵ نے چھٹے امامؑ سے روایت کی ہے کہ جو شخص بھی نماز صبح و نماز ظہر کے بعد "اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم" کہتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مریگا جب تک قائم آل محمد علیہ السلام کی زیارت نہ کرلے۔

۱۳۔ عدۃ الداعی ۱۶ میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص بعد نماز صبح کسی سے بات کرنے سے قبل "رب صل علی محمد و اھل بیتہ" کہے خداوند عالم اسے آتش دوزخ کی گرمی سے محفوظ رکھے گا۔

۱۴۔ سید بن طاؤس اپنی کتاب جمال الاسبوع ۱۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور پھر نماز کے بعد کہے اللھم صل علی النبی العربی و آلہ" تو خداوند عالم اس کے تمام گناہان گزشتہ وآئندہ کو بخش دیتا ہے اور گویا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ اس نے ۱۲ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔ خدا اسے قیامت کے دن بھوک و پیاس کی صعوبت سے محفوظ رکھے گا اس کے تمام رنج والم دور کردیگا اسے ابلیس اور اس کے لشکر سے اپنی امان میں رکھیگا۔

---

۱۵ بحار الانوار، ج ۸۶، ص ۷۷، بحوالہ جنۃ الامان و نیز بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۳۶۳، روایت ۵۱، بحوالہ مصباح المتھجد، ص ۱۹۷، وجنۃ الامان ص ۴۲۱۔

۱۶ عدۃ الداعی (مترجم)، ص ۲۷۶، روایت ۴۔

۱۷ جمال الاسبوع، ص ۱۴۹، ۱۴۸۔

اس کے کوئی گناہ نہیں لکھے جائیں گے اور موت کی دشواری اس کیلئے آسان کیجائے گی۔

اور اگر وہ اس دن یا اس رات انتقال کر جائے تو اس کی موت شہادت ہوگی۔ خداوند عالم اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ وہ جو کچھ سوال کریگا وہ پورا کیا جائیگا۔ اس کے نماز وروزہ قبول کئے جائیں گے۔ اور اس وقت تک ملک الموت اس کی قبض روح نہ کریں گے جب تک کہ رضوان جنت خلد کی خوشبو سے اس کے مشام کو معطر نہ کردے۔

۱۵۔ اسی کتاب میں ۱۸ ایک دوسری جگہ پر رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز بجالائے اور ہر رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور پچیس مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھے اور بعد نماز ہزار مرتبہ کہے "اللھم صل علی النبی الامی و آلہ" تو خداوند عالم ہزار پیغمبروں کی قوت شفاعت اسے عطا فرمائیگا، اور دس حج و عمرہ کے ثواب اس کیلئے لکھے جائیں گے اسے جنت میں ایسا قصر عطا کیا جائیگا جو کہ دنیا کے بڑے سے بڑے شہر سے بھی زیادہ وسیع وکشادہ ہوگا۔

۱۶۔ صاحب کتاب "سرائر" ۱۹ نے "جامع بزنطی" سے نقل کیا ہے کہ ابوبصیر نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ظہر وعصر کے درمیان صلوات بھیجنا ستر حج کے برابر ہے اور جو شخص بھی روز جمعہ عصر کے بعد یہ صلوات بھیجتا ہے تو اس کا یہ عمل اس روز جن وانس کے بجا

---

۱۸ جمال الاسبوع، ص ۱۱۹۔ (منشورات الرضی رقم)

۱۹ بحار الانوار، ج ۶۸، ص ۷۵، روایت ۹، ص ۷۹، روایت ۴، بحوالہ سرائر، ص ۴۷۰۔

لانے والے عمل کے ثواب کے برابر ہوگا۔

صاحب "ریاض الاحادیث" تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جسے "محبوبہ" کہتے ہیں اس کا میوہ انار سے چھوٹا اور سیب سے بڑا ہوتا ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیرین اور مسکہ سے بھی زیادہ نرم ہوتا ہے اس میوہ کو بس وہی کھا سکتا ہے جو ہر روز بکثرت اللھم صل علی محمد وآل محمد وسلم کہتا ہو۔

۱۷۔ اس صلواۃ "اللھم صل علی سیدنا محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصران و کرّ الجدیدان و ستقبل الفرقدان و بلّغ روحه و ارواح [illegible] التحیة والسلام"۔ کی عامہ اور خاصہ میں کافی شہرت ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس صلوات کا ایک دفعہ ورد زبان کرنا دس ہزار مرتبہ صلوات پڑھنے کے برابر ہے۔

اس سلسلہ میں عامہ یہ حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سلطان محمود سبکتگین کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ خواب میں رسول کریمؐ کی زیارت کروں اور اپنے غم خوار سے درد دل بیان کروں۔

حسن تقدیر مجھے یہ سعادت نصیب ہوگئی میں نے گزشتہ شب یہ دولت پالی اور آنحضرتؐ کے جمال باکمال کی خواب میں زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ جب میں نے آنجناب کو اپنے قریب پایا قدموں میں سر رکھدیا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میں ہزار درہم کا مقروض ہوگیا ہوں۔ قرض کی ادائیگی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی کہیں ایسا نہ ہو کہ موت کا مضبوط شکنجہ مجھے اپنی گرفت میں لے لے اور میں اپنا قرض ادا نہ کرسکوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا محمود سبکتگین کے پاس چلے جاؤ اور یہ رقم اس سے لے لو۔ میں

نے عرض کیا کہ ہوسکتا ہے وہ میری باتوں پر یقین نہ کرے اور مجھ سے کوئی علامت طلب کرے۔ آپؐ نے فرمایا اس سے کہنا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ تو اول شب قبل استراحت اور آخر شب بیدار ہونے کے بعد تیس تیس ہزار مرتبہ مجھ پر صلوات بھیجتا ہے۔

بادشاہ یہ سن کر رونے لگا اور اشکبار آنکھوں سے اس شخص کے باتوں کی تصدیق کی اور اس کے قرض کو ادا کرنے کیلئے ہزار درہم نیز دیگر امور کی انجام دہی کیلئے ہزار درہم عطا کئے۔

بادشاہ کے حوارین کو اس پر تعجب ہوا اور انھوں نے عرض کی اے بادشاہ تو نے اس شخص کی اس بات کی تصدیق کی جو محال ہے، ہم تو اول و آخر شب تیرے ساتھ رہتے ہیں ہم نے کبھی بھی تجھے اسقدر صلوات پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور اگر کوئی شخص شب و روز بھی مستقل صلوات پڑھتا رہے پھر بھی اس کیلئے ساٹھ ہزار صلوات پڑھنا مشکل ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ صرف اول اور آخر شب میں ساٹھ ہزار صلوات پڑھ لی جائے۔

بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو کوئی ایک بار مذکورہ صلوات پڑھتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے دس ہزار بار صلوات پڑھا۔ لہٰذا میں شب کے پہلے حصے اور آخری حصہ میں تین تین بار یہ صلوات پڑھ لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے ساٹھ ہزار مرتبہ صلوات پڑھ لیا۔ لہٰذا یہ درویش جو آنحضرتؐ کا پیغام لے کر آیا ہے وہ صحیح ہے اور میرے یہ آنسو خوشی کے آنسو ہیں۔

۱۸۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار [20] میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے دو سندوں کے ساتھ ایک حدیث روایت کی ہے مضمون حدیث یہ ہے کہ: من قال فی رکوعه، سجوده "اللھم صل علی محمد و آل محمد، کان له اجر

---

[20] بحار الانوار ج ۸۵، ص ۱۰۸، روایت ۶ بحوالہ ثواب الاعمال ص ۳۲۔

کوعه و سجوده ''۔ جو شخص رکوع اور سجدہ میں محمد وآل محمد پر درود وسلام بھیجتا ہے اس کا اجر رکوع اور سجدہ کرنے والے کے اجر جیسا ہے''۔

اس حدیث کے معنی تین طریقوں سے بیان کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ اس سے مراد یہ ہوگا کہ جو کوئی بھی حالت رکوع وسجدہ میں ''اللھم صل علی محمد وآل محمد'' کہتا ہے اسے رکوع اور سجدہ کرنے کا ثواب ملیگا یعنی اس کا رکوع وسجدہ قبول ہوگا۔

۲۔ اس سے یہ مراد بھی ہوسکتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کرنے کے اجر جیسا ایک دوسرا اجر اس کیلئے ہوگا۔

۳۔ تیسرا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی ضمیر حضرت رسول اکرمؐ تک جاتی ہو یعنی ممکن ہے کہ رکوع وسجدہ میں صلوات پڑھنے والے کو آنحضرت کے رکوع وسجدہ جیسا ثواب ملے۔

مؤلف :

اس طرح کی صلوات دعاء واحادیث کی کتابوں میں بہت ہے۔ اکثر وہ علماء عامہ جو تصوف کے قائل ہیں انھوں نے مشائخ سے بہت ساری صلوات نقل کی ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ شیخ سعد الدین حموی سے چار ہزار صلوات منقول ہے۔ جبکہ بعض لوگ سعد الدین حموی سے بارہ ہزار صلوات کے منقول ہونے کے قائل ہیں۔

صلوات کبیرہ :

وہ بڑی صلواتیں جو عموماً کتابوں میں مذکور ہیں اور زیادہ تر لوگ اس سے باخبر ہیں ہم اس وقت اسے تحریر نہیں کررہے ہیں۔ جیسے ماہ شعبان کے ہر روز کی صلوات یا ماہ مبارک

رمضان کے دنوں کی صلوات یا روز جمعہ بعد عصر کی بڑی صلواتیں اور اس طرح کی دوسری صلواتیں۔

وہ نسخے جو عموماً کتابوں میں کم پائے جاتے ہیں ہم اس وقت انھیں کا تذکرہ کریں گے انھیں میں سے ایک صلوات یہ ہے جو نہج البلاغہ [21] میں مذکور ہے۔ وہ صلوات اسطرح ہے :

اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَدَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ وَجَابِلَ الْقُلُوبِ عَلَى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيدِهَا اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيلِ وَالدَّامِغِ صَوْلَاتِ الْاَضَالِيلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِماً بِاَمْرِكَ مُسْتَوْفِزاً فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَلَا وَاهٍ فِي عَزْمٍ وَاعِياً لِوَحْيِكَ حَافِظاً عَلَى عَهْدِكَ مَاضِياً عَلَى نَفَاذِ اَمْرِكَ حَتَّى اَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ وَاَضَاءَ الطَّرِيقَ لِلْخَابِطِ وَهُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْاٰثَامِ وَاَقَامَ مُوضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَنَيِّرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِينُكَ الْمَأْمُونُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ وَبَعِيثُكَ بِالْحَقِّ وَرَسُولُكَ اِلَى الْخَلْقِ اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهُ مَفْسَحاً فِي ظِلِّكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ وَاَكْرِمْ لَدَيْكَ مَنْزِلَتَهُ وَاَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ وَاَجْزِهِ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ مَقْبُولَ الشَّهَادَةِ وَمَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَصْلٍ اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي بَرْدِ الْعَيْشِ

---

[21] بحار الانوار ج ۹۴، ص ۸۳، روایت ۳ بحوالہ، نہج البلاغ خطبہ ۷۰۔

وَقَرارِ النِّعْمَةِ وَمُنَى الشَّهَوَاتِ وَاَهْوَاءِ الَّذَّاتِ وَرَخاءِ الدَّعَةِ وَمُنْتَهَى الطَّمَانِيْنَةِ وَتُحَفِ الْكَرامَةِ۝

جمال الاسبوع ۲۲ میں معتبر سندوں سے عبداللہ بن سنان نے روایت کی ہے کہ ہم کچھ اصحاب حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھے سلسلہ گفتگو امام نے شروع کیا اور پوچھا کہ تم لوگ پیغمبر اکرمؐ پر کس طرح صلوات بھیجتے ہو؟

ہم نے کہا: ہم اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: گویا تم لوگ خدا کو حکم دیتے ہو کہ وہ آنحضرت پر صلوات بھیجے؟

ہم نے کہا: مولا آپ ہی فرمائیں ہم کس طرح صلوات پڑھیں۔

امام نے فرمایا: کہو.......

اَللّٰهُمَّ سَامِكَ الْمَسْمُوكَاتِ وَدَاحِيَ الْمَدْحُوَاتِ وَخَالِقَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ اَخَذْتَ عَلَيْنَا عَهْدَكَ وَاعْتَرَفْنَا بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَقْرَرْنَا بِوِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِمْ فَعَلِمْنَا اَنَّ ذٰلِكَ حَقٌّ فَاتَّبَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَشْهَدُكَ وَاُشْهِدُ مُحَمَّداً وَعَلِيًّا وَالثَّمَانِيَةَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَالْاَرْبَعَةَ الْاَمْلَاكِ خَزَنَةَ عِلْمِكَ اَنَّ فَرْضَ صَلٰوتِي لِوَجْهِكَ وَنَوَافِلِي وَزَكٰوتِي وَمَاطَابَ لِي مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ عِنْدَكَ فَعَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُوصِلَنِي بِهِمْ وَتُقَرِّبَنِي بِهِمْ لَدَيْكَ كَمَا اَمَرْتَنِي بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَاُشْهِدُكَ اَنِّي مُدْنٌ لَهٗ وَلِاَهْلِبَيْتِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ غَيْرَ مُسْتَنْكِفٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٍ فَزَكِّنَا بِصَلَوَاتِكَ وَصَلَوَاتِ مَلَائِكَتِكَ اَنَّهُ فِي وَعْدِكَ وَقَوْلِكَ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا تَحِيَّتُهُمْ

۲۲ جمال الاسبوع ص۲۳۹-۲۳۸۔

يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْراً عَظِيْماً فَاَزْلِفْنَا بِتَحِيَّتِكَ وَسَلَامِكَ وَامْنُنْ عَلَيْنَا بِاَجْرٍ كَرِيْمٍ مِنْ رَحْمَتِكَ وَاخْصُصْنَا مِنْ مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَزَكِّنَا بِصَلَوَاتِهٖ وَصَلَوَاتِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاجْعَلْ مَا اٰتَيْتَنَا مِنْ عِلْمِهِمْ وَمَعْرِفَتِهِمْ مُسْتَقَرّاً عِنْدَكَ مَشْفُوْعاً لَامُسْتَوْدَعاً يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۝

اس کے علاوہ ایک اور صلوات بھی ہے کہ جو کہ مصباح متھجد اور جمال الاسبوع ۲۳ نیز دیگر کتابوں میں تحریر ہے۔ یہ صلوات حضرت صاحب الامر سے مروی ہے جو کہ مکہ میں ابوالحسن ضراب اصفہانی کیلئے آئی۔

جمال الاسبوع اور دوسری کتابوں میں ابوالحسن مذکور جن کا اصل نام ''یعقوب بن یوسف'' ہے سے ایک روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں ۲۸۱ھ میں اپنے شہر کے کچھ لوگوں کے ہمراہ جو کہ میرے مخالف تھے حج کو گیا جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو میرا ایک ساتھی جو مجھ سے پہلے ہی حج کیلئے گھر سے نکل گیا تھا اس نے کوچہ ''سوق اللیل'' میں ایک گھر کرایہ پر لے لیا، وہ گھر ''خانہ خدیجہ علیہ السلام کے نام سے مشہور تھا اسے ''دار الرضا علیہ السلام'' بھی کہتے ہیں اس گھر میں ایک ضعیفہ تھی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس گھر کو ''دار الرضا علیہ السلام'' کہتے ہیں۔ میں نے اس ضعیفہ سے پوچھا کہ آپ کو اس گھر والوں سے کیا نسبت ہے اور اس گھر کو ''دار الرضا'' کیوں کہتے ہیں۔

اس عورت نے کہا میں ان کی چاہنے والی ہوں یہ گھر علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا ہے جو حضرت حسن بن علی العسکری علیہ السلام کو اس وقت منتقل ہوا جب میں اس گھر کی خادمہ تھی۔

جب میں نے یہ بات اس ضعیفہ سے سنی تو مجھے اس سے انسیت ہوگئی اور میں نے

۲۳ جمال الاسبوع، ص۴۹۴ تا ۵۰۴۔

اپنے ہمسفر دوستوں سے جو ہمارے مخالف تھے یہ بات پوشیدہ رکھی اور جب میں شب میں طواف حرم سے واپس ہوا میں اپنے دوستوں کے ساتھ اس گھر میں دروازہ کے قریب سو گیا میں نے دروازہ کو مضبوطی سے بند کر دیا اور اس کے اوپر ایک وزنی پتھر رکھ کر میں دروازہ کے پیچھے سویا۔

میں نے رات کے ایک حصہ میں ایوان خانہ میں ایک ایسی روشنی دیکھی جو کہ مشعل کی روشنی جیسی تھی اور پھر میں نے دیکھا کہ گھر کا دروازہ خود بخود کھلا ایک گندمی زردی مائل شخص جو لاغر اندام تھا اسکی پیشانی پہ علامت سجدہ روشن تھا وہ اس مکان میں داخل ہوا اور ایک کمرہ جو کہ اس کمرہ کے اوپر تھا جس میں وہ ضعیفہ رہتی تھی وہ اس میں چلا گیا۔ جب کہ اس عورت نے کہا تھا کہ شاید اس کی لڑکی اس کمرہ میں رہتی ہے اس لئے وہ اس کمرہ میں کسی کو نہیں جانے دیتی۔ میں نے دیکھا کہ جب وہ شخص اس کمرہ میں گیا تو وہ روشنی جو ایوان خانہ میں تھی وہ اس کے ساتھ ساتھ تھی جبکہ کوئی چراغ نظر نہیں آرہا تھا۔ میرے ساتھ ساتھ ان تمام لوگوں نے اس روشنی کو دیکھا جو میرے ساتھ تھے اور وہ یہ گمان کرنے لگے کہ یہ مرد اس ضعیفہ کی لڑکی کے پاس جا رہا ہے شاید اس نے متعہ کر رکھا ہے اور وہ یہ کہنے لگے کہ یہ علوی گروہ کے لوگ متعہ کو جائز جانتے ہیں گرچہ یہ ہم لوگوں میں حرام ہے۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مرد داخل خانہ ہوا پھر گھر سے باہر چلا گیا لیکن وہ پتھر جو کہ میں نے دروازہ بند کر کے اس کی پشت پر رکھا تھا وہ اپنے مقام پہ بالکل اسی طرح رکھا رہا اور میں نے ایسے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے دروازہ کھولا یا بند کیا ہو۔ حتی کہ میں نے خود گھر سے باہر نکلنے کیلئے اس دروازہ پر سے پتھر ہٹایا جب میں نے یہ مناظر دیکھے تو مجھے ہیبت ہونے لگی اور میں اس عورت سے ملنے اور اس سے اس مرد کی حقیقت جاننے کیلئے بے چین ہونے لگا۔

میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے کہا کہ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن اس وقت جبکہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہ ہو لہٰذا جب آپ مجھے کمرہ میں تنہا دیکھیں تو آجائیں تا کہ میں اپنے سوال کا جواب حاصل کر سکوں۔

اس عورت نے جواب دیا کہ میں تمہیں کچھ خفیہ چیزیں بتانا چاہتی ہوں لیکن ایسے حالات میسر نہیں آتے کہ تمہیں وہ باتیں بتا سکوں۔

میں نے کہا جو کچھ کہنا چاہتی ہو بلا خوف کہو۔

اس ضعیفہ نے کہا کہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم اپنے ہم وطنوں سے سختی سے پیش نہ آؤ اور نہ ہی انھیں برا بھلا کہوں اس لئے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ان کے ساتھ احتیاط سے کام لو۔

میں نے پھر کہا تم یہ بات کس کی طرف سے کہہ رہی ہو۔

اس ضعیفہ نے جواب دیا میں کہہ رہی ہوں۔

یہ سن کے میرے دل میں ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں پھر دوسری کوئی بات کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ لیکن پھر بھی میں نے کہا کہ تمہارا یہ اشارہ میرے کس ساتھی کیطرف ہے؟ میرا گمان یہ تھا کہ اس ضعیفہ کا اشارہ میرے ان ہم وطنوں کیطرف ہوگا جو سفر حج پہ ہمارے ساتھ تھے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ میری مراد تمہارے وہ اہل وطن ہیں جو وطن میں تمہارے شریک کار ہیں اور جو لوگ تمہارے گھر میں ہیں۔

اس سے قبل میرے اور ان لوگوں کے درمیان دل شکنی ہوگئی تھی جو میرے ساتھ میرے گھر میں تھے ان لوگوں نے مجھے ہدف تنقید بنایا جس سے میں رونے لگا اور ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا اور میں ان باتوں سے سمجھ گیا کہ ان کی مراد انھیں لوگوں سے ہے۔

پھر میں نے اس ضعیفہ سے پوچھا کہ تمہیں امام رضا علیہ السلام سے کیا نسبت ہے؟

ضعیفہ: میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ تھی۔

جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا میں اب تم سے اس غائب زمانہ کے بارے میں سوال کرتا ہوں تجھے خدا کی قسم یہ تو بتا کیا تو نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ اس ضعیفہ نے کہا نہیں میں نے انھیں اپنی نظروں سے نہیں دیکھا اس لئے کہ میں گھر سے باہر تھی میری بہن ''امید'' سے تھے لیکن امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بشارت دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم اپنی آخر عمر میں انھیں دیکھ لوگی۔ ان سے جو نسبت اسوقت تھی وہی آج بھی ہے۔

اس کے بعد میں مصر میں رہنے لگی ان اوقات میں میرا خرچ خراسان کے رہنے والے ایسے شخص پر واجب ہے جو عربی لغت نہیں جانتا ہے۔ وہ میرا خرچ میرے پاس بھیج دیتا ہے وہ نفقہ تیس دینار ہے اور میں اس کی تحریر کی بنیاد پر اس امر پر مامور ہوگئی کہ میں اس سال حج کیلئے جاؤں۔ لہٰذا میں حج کیلئے آگئی اس امید پہ کہ اس سے ملاقات ہو جائیگی۔

اس نے میرے لئے ایسا مکان لیا جس میں وہ شخص آتا جاتا رہتا تھا وہ وہی ہے۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کے دس اصلی صحیح سکے پوشیدہ کر کے رکھ چھوڑا تھا اور یہ نذر کر رکھی تھی کہ ان سکوں کو مقام ابراہیم پر ڈال دونگا۔ وہ سکے میں نے نکالے اور میں نے سوچا کہ اگر ان سکوں کو اولاد فاطمہ علیہ السلام۔ میں سے کسی کو دیدوں تو زیادہ افضل ہوگا اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اس عمل سے کہ میں اسے مقام ابراہیم کی نذر کروں۔

لہٰذا میں نے وہ دس درہم نکالے اور اس ضعیفہ کو دیتے ہوئے کہا ان درہموں کو آپ اولاد فاطمہؑ میں جسے چاہیں دیدیں۔ میرا گماں یہ تھا کہ وہ مرد جسے شب میں میں نے دیکھا تھا وہ وہی (امام غائب) ہے اور یہ عورت اس درہم کو ان تک ضرور پہنچا دیگی۔ اس عورت نے وہ درہم لے لئے اور بالائی کمرہ تک گئی چند لمحوں کے بعد واپس آئی اور اس نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کا حق نہیں اسے اسی مقام پر رکھ دو۔

اور پھر میں نے اس فرمان کا نسخہ جو کہ ''قاسم بن علا'' کیلئے آذربائیجان میں آیا تھا میں نے اس ضعیفہ کو دیا اور کہا کیا تم اسے کسی ایسے شخص تک پہنچا سکتی ہو جس نے امام غائب علیہ السلام کا فرمان دیکھا ہو؟

ضعیفہ نے کہا لاؤ یہ نسخہ مجھے دو وہ مرد اسے پہنچانتا ہے۔

میں نے وہ نسخہ ضعیفہ کو اس طرح دیا کہ وہ اسے پڑھ سکے۔

ضعیفہ نے کہا میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اسے اس مکان میں پڑھوں یہ کہتی ہوئی وہ بالائی کمرہ میں چلی گئی اور کچھ لمحوں کے بعد واپس آ کر کہنے لگی کہ وہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

اس فرمان میں لکھا تھا ''میں تمہیں اس چیز کی بشارت دیتا ہوں جس کی بشارت کسی غیر نے نہ دی ہوگی''۔

پھر اس عورت نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے پیغمبر اکرمؐ پر کس طرح صلوات بھیجتے ہو؟ میں نے کہا ہم اللھم صل علی محمد و بارک علی محمد و آل محمد کافضل ماصلیت و بارکت و ترحمت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید کہتے ہیں۔

اس ضعیفہ نے کہا اس طرح نہیں بلکہ اس طرح صلوات پڑھو کہ اس میں تمام امام شامل ہوں اور ان کا نام آجائے۔

میں نے کہا انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

جب دوسرا دن ہوا وہ عورت کمرہ سے باہر آئی اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا کتابچہ تھا وہ کتابچہ اس نے مجھے عطا کرتے ہوئے کہا۔ انھوں نے کہا ہے کہ جب پیغمبر اکرم پر صلوات بھیجو تو ان کے اولیاء پر بھی اسی طرح صلوات بھیجو جس طرح اس کتابچہ میں لکھا ہوا

ہے۔ میں نے اس کتابچہ کو لے لیا اور پھر اسی کے موافق صلوات بھیجنے لگا۔

میں نے پھر دوسری شب میں دیکھا کہ وہ مرد کمرہ سے باہر آیا تو روشنی بھی اس کے پیچھے پیچھے آئی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے دروازہ کھول دیا اور پھر میں اس روشنی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ وہ روشنی مسجد میں داخل ہوگئی۔

مختلف شہروں کے لوگ اس ضعیفہ کے گھر آتے بعض لکھے ہوئے خطوط اپنے ساتھ لاتے اور اس ضعیفہ کو دیتے وہ عورت ان لوگوں کو جواب دیتی۔ وہ آپس میں بات کرتے لیکن میں یہ نہیں سمجھ پاتا کہ یہ کیا بات کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ جو اس گھر میں آئے وہ واپسی کے وقت میرے ساتھ ساتھ بغداد تک رہے۔

وہ نسخہ صلوات جو اس کتابچہ میں تحریر تھا وہ اس طرح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَلْمُنْتَجَبِ فِى الْمِيثَاقِ الْمُصْطَفٰى فِى الظِّلَالِ الْمُطَهَّرِ مِنْ كُلِّ اٰفَةِ الْبَرِى مِنْ كُلِّ عَيْبِ الْمُؤَمَّلِ لِلنَّجَاةِ الْمُرْتَجٰى لِلشَّفَاعَةِ الْمُفَوَّضِ اِلَيهِ دِينُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَ عَظِّمْ بُرهَانَهُ وَاَفْلِجْ حُجَّتَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ وَاَضِئ نُورَهُ وَبَيِّضْ وَجْهَهُ وَاَعْطِهِ الْفَضْلَ وَالْمُنْزِلَةَ وَالْوَسِيْلَةَ

وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُونَ وَالْاٰخِرُونَ وَ صَلِّ عَلٰى اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَسَيِّدِ الْوَصِيِّينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى حُسَيْنِ بْنِ عَلِى اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى عَلِى بْنِ الْحُسَيْنِ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِى اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُوسَى بْنِ جَعفَرٍ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ

صَلِّ عَلٰى عَلِىِّ بْنِ مُوسٰى اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ
الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِبْنِ
عَلِىٍّ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى عَلِىِّ بْنِ مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْمُومِنِينَ
وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلٰى
الْحَسَنِ بْنِ عَلِىٍّ اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ
وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى الْخَلَفِ الْهَادِى
الْمَهْدِى اِمَامِ الْمُومِنِينَ وَوَارِثِ الْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِبَيْتِهِ الْاَئِمَّةِ
الْهَادِينَ الْعُلَمَاءِ الصَّادِقِينَ الْاَبْرَارِ الْمُتَّقِينَ دَعَائِمِ دِينِكَ
وَ اَرْكَانِ تَوْحِيدِكَ وَتَرَاجِمَةِ وَحْيِكَ وَحُجَجِكَ عَلٰى
خَلْقِكَ وَ خُلَفَائِكَ فِى اَرْضِكَ الَّذِينَ اخْتَرْتَهُمْ لِنَفْسِكَ
وَاصْطَفَيْتَهُمْ عَلٰى عِبَادِكَ وَارْتَضَيْتَهُمْ لِدِينِكَ

وَخَصَصْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَجَلَّلْتَهُمْ بِكَرَامَتِكَ وَغَشَّيْتَهُمْ
بِرَحْمَتِكَ وَرَبَّيْتَهُمْ بِنِعْمَتِكَ وَغَذَّيْتَهُمْ بِحِكْمَتِكَ
وَاَلْبَسْتَهُمْ نُورَكَ وَرَفَعْتَهُمْ فِى مَلَكُوتِكَ وَ خَفَفْتَهُمْ
بِمَلَائِكَتِكَ وَشَرَّفْتَهُمْ بِنَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلَيْهِمْ صَلٰوةً زَاكِيَةً نَامِيَةً كَثِيرَةً
دَائِمَةً طَيِّبَةً لَايُحِيطُ بِهَا اِلَّا اَنْتَ وَلَايَسَعُهَا اِلَّا عِلْمُكَ
وَلَا يُحْصِيهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلٰى وَلِيِّكَ
الْمُحْيِى سُنَّتَكَ الْقَائِمِ بِاَمْرِكَ الدَّاعِى اِلَيْكَ الدَّلِيلِ عَلَيْكَ
حُجَّتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ وَخَلِيفَتِكَ فِى اَرْضِكَ وَشَاهِدِكَ
عَلٰى عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ نَصْرَهُ وَمُدَّ فِى عُمْرِهِ وَزَيِّنِ
الْاَرْضَ بِطُولِ بَقَائِهِ اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ بَغْىَ الْحَاسِدِينَ وَاَعِزْهُ
مِنْ شَرِّ الْكَائِدِينَ وَازْجُرْ عَنْهُ اِرَادَةَ الظَّالِمِينَ وَخَلِّصْهُ
مِنْ اَيْدِ الْجَبَّارِينَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ فِى نَفْسِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَشِيعَتِهِ

وَرَعِيَّتِـهِ وَخَـاصَّتِـهِ وَعَـامَّتِـهِ وَعَـدُوِّهِ وَجَمِيعِ اَهْلِ الـدُّنْيَـا مَاتُقِرُّ بِهِ عَينَهُ وَتَسُرُّ بِهِ نَفْسِهِ وَبَلِّغْهُ اَفْضَلَ مَا اَمَّلَهُ فِـى الـدُّنْيَـا وَالْاٰخِـرَةِ اِنَّكَ عَـلٰـى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ جَـدِّدْ بِـهِ مَا امْتَحَ مِنْ دِينِكَ وَاَحْيِ بِهِ مَابُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَاَظْهِـرْ بِـهِ مَـا غُيِّـرَ مِـن حُـكْـمِكَ حَتّٰى يَعُودَ دِيْنُكَ بِهِ وَعَـلٰـى يَـدَيْـهِ غَـضًّـا جَدِيْدًا خَالِصًا مُخْلِصًا لَا شَكَّ فِيهِ وَلَا شُبْهَةَ مَـعَـهُ وَلَا بَـاطِـلَ عِـنْـدَهُ وَلَا بِدْعَةَ لَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ نَـوِّرْ بِـنُـورِهِ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَهُدَّ بِرُكْنِهِ كُلَّ بِدْعَةٍ وَاهْدِمْ بِعِزَّةِ كُـلَّ ضَلَالَةٍ وَاقْصِمْ بِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَاَخْمِدْ بِسَيْفِهِ كُلَّ نَارٍ وَاَهْـلِكْ بِـعَدْلِهِ جَورَ كُلِّ جَائِرٍ وَاَجْرِهْ حُكْمَهُ عَلٰى كُلِّ حُـكْـمٍ وَاَذِلَّ بِسُلْطَانِهِ كُلَّ سُلْطَانٍ اَللّٰهُمَّ اَذِلَّ كُلَّ مَنْ نَـاوَاهُ وَاَهْـلِكْ كُـلَّ مَـنْ عَـادَاهُ وَامْـكُـرْ بِمَن كَـادَهُ وَاسْتَـاصِـلْ مَن جَحَدَهُ حَقَّهُ وَاسْتَهَانَ بِاَمْرِهِ وَسَعٰى فِى

اِطْفَاءِ نُورِهِ وَاَرَادَ اِخْمَادَ ذِكْرِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الْـمُصْطَفٰى وَ عَلِىٍّ الْمُرتَضٰى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَالْحَسَنِ الـرِّضَـا وَالْحُسَيْنِ الْمُصَفّٰى وَجَمِيعِ الْاَوصِيَاءِ مَصَابِيحِ الـدُّجٰـى وَاَعْلَامِ الْهُـدٰى وَ مَـنَـارِ التُّقٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَالْـحَبْلِ الْمَتِينِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَصَلِّ عَلٰى وَلِيِّكَ وَوُلَاةِ عَهْدِكَ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ وَمُدَّ فِى اَعْمَارِهِم وَزِدْ فِـى اٰجَـالِهِـمْ وَبَـلِّـغْهُمْ اَقصىٰ اٰمَالِهِمْ دِيناً وَدُنياً وَاٰخِرَةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ٥

اس کے علاوہ کچھ اور صلواتیں ہیں جو اس کتاب میں ذکر کرنا مناسب ہے۔ جیسے وہ صلوات جسے سید بن طاؤس نے اپنی کتاب جمال الاسبوع [۲۴] میں اور شیخ طوسی [۲۵] نے مصباح متھجد میں عبداللہ بن محمد عابد سے روایت کیا ہے۔ جو تمام آئمہ علیہ السلام کی صلوات پر مشتمل ہے۔

عبداللہ مذکور کہتے ہیں کہ میں ۲۵۵ھ میں سر من رائے میں حضرت امام حسن عسکری

۲۴ جمال الاسبوع ص۴۸۳ تا ۴۹۴۔

۲۵ مصباح المتھجد، ص۳۷۵

کی خدمت میں ان کے عصمت کدہ پر حاضر ہوا اور میں نے یہ گزارش کی کہ وہ مجھے رسول خدا اور آئمہ ھدی پر بھیجی جانے والی صلوات تحریر کرا دیں۔ میں اپنے پاس ایک بڑا کاغذ رکھے ہوئے تھا آپ نے مندرجہ ذیل صلوات اپنے خط میں تحریر کردی وہ صلوات اس طرح تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا حَمَلَ وَحْيَكَ وَبَلَّغَ رِسَالَاتِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَحَلَّ حَلَالَكَ وَحَرَّمَ حَرَامَكَ وَعَلَّمَ كِتَابَكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَدَعَا اِلٰى دِيْنِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَدَّقَ بِوَعْدِكَ وَاَشْفَقَ مِنْ وَعِيْدِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا غَفَرْتَ بِهِ الذُّنُوْبَ وَسَتَرْتَ بِهِ الْعُيُوْبَ وَفَرَّجْتَ بِهِ الْكُرُوْبَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا دَفَعْتَ بِهِ الشَّقَاءَ وَكَشَفْتَ بِهِ الْغَمَّاءَ وَاَجَبْتَ بِهِ الدُّعَاءَ وَنَجَّيْتَ بِهِ مِنَ الْبَلَاءِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ بِهِ الْعِبَادَ وَاَحْيَيْتَ بِهِ الْبِلَادَ وَقَصَمْتَ بِهِ

الْجَبَابِرَةَ وَاَهْلَكْتَ بِهِ الْفَرَاعِنَةَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَضْعَفْتَ بِهِ الْاَمْوَالَ وَاَحْرَزْتَ بِهِ مِنَ الْاَهْوَالِ وَكَسَرْتَ بِهِ الْاَصْنَامَ وَرَحِمْتَ بِهِ الْاَنَامَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَعَثْتَهُ بِخَيْرِ الْاَدْيَانِ وَاَعْزَزْتَ بِهِ الْاِيْمَانَ وَتَبَرَّتَ بِهِ الْاَوْثَانَ وَعَظَّمْتَ بِهِ الْبَيْتَ الْحَرَامَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ الْاَخْيَارِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً

صلوات بر امیر المومنین علیہ السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُوْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَخِىْ نَبِيِّكَ وَوَلِيِّهِ وَصَفِيِّهِ وَوَزِيْرِهِ وَمُسْتَوْدَعِ عِلْمِهِ وَمَوْضِعِ سِرِّهِ وَبَابِ حِكْمَتِهِ وَالنَّاطِقِ بِحُجَّتِهِ وَالدَّاعِىْ اِلٰى شَرِيْعَتِهِ وَخَلِيْفَتِهِ فِىْ اُمَّتِهِ وَمُفَرِّجِ الْكُرَبِ عَنْ وَجْهِهِ قَاصِمِ الْكَفَرَةِ وَمُرْغِمِ الْفَجَرَةِ الَّذِىْ جَعَلْتَهُ

مِنْ نَبِيِّكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ
وَالْعَنْ مَنْ نَصَبَ لَهُ مِنَ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ وَ صَلِّ عَلَيهِ
اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَوْصِيَاءِ اَنْبِيَائِكَ يَا رَبَّ
الْعَالَمِينَ

صلوات بر سیده نسوان فاطمه علیها السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصِّدِّيقَةِ الزَّكِيَّةِ حَبِيبَةِ حَبِيبِكَ وَ نَبِيِّكَ
وَ اُمِّ اَحِبَّائِكَ وَ اَصْفِيَائِكَ الَّتِى انْتَجَبْتَهَا وَ فَضَّلْتَهَا وَ
اَخْتَرْهَا عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ كُنِ الطَّالِبَ لَهَا مِمَّنْ
ظَلَمَهَا وَاسْتَخَفَّ بِحَقِّهَا وَ كُنِ الثَّائِرَ اَللّٰهُمَّ بِدَمِ
اَوْلَادِهَا اَللّٰهُمَّ وَ كَمَا جَعَلْتَهَا اُمَّ اَئِمَّةِ الْهُدٰى وَ حَلِيلَةَ
صَاحِبِ اللِّوَاءِ وَالْكَرِيمَةَ عِنْدَ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى فَصَلِّ
عَلَيْهَا وَ عَلٰى اُمِّهَا صَلٰوةً تُكْرِمُ بِهَا وَجْهَ اَبِيهَا مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَ تَقَرُّ بِهَا اَعْيُنَ ذُرِّيَّتِهَا وَ اَبْلِغْهُمْ فِى
هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلَ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ

صلوات بر حسن و حسین علیهما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَبْدَيْكَ
وَوَلِيَّيْكَ وَابْنَيْ رَسُولِكَ وَسِبْطَيِ الرَّحْمَةِ وَ سَيِّدَيْ
شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَوْلَادِ
النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ سَيِّدِ
النَّبِيِّينَ وَوَصِيِّ اَمِيرِ الْمُومِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ رَسُولِ
اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ اَشْهَدُ اَنَّكَ يَابْنَ
اَمِيرِ الْمُومِنِينَ اَمِينُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمِينِهِ عِشْتَ مَظْلُوماً وَ
مَضَيْتَ شَهِيداً وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اِمَامُ الزَّكِيُّ الْهَادِى
الْمَهْدِى اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ بَلِّغْ رُوحَهُ وَ جَسَدَهُ عَنِّى فِى
هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلَ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَظْلُومِ الشَّهِيدِقَتِيلِ الْكَفَرَةِ وَ طَرِيحِ
الْفَجَرَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ
رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ اَمِيرِالْمُومِنِيْنَ اَشْهَدُ
مُوقِناً اَنَّكَ اَمِيْنُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمِيْنِهِ قُتِلْتَ مَظْلُوماً وَمَضَيْتَ
شَهِيْداً وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى الطَّالِبِ بِثَارِكَ وَ مُنْجِزٌ مَا
وَعَدَكَ مِنَ النَّصْرِ وَالتَّايِيدِ فِي هَلَاكِ عَدُوِّكَ وَاِظْهَارِ
دَعْوَتِكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَفَيْتَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَجَاهَدْتَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصاً حَتّٰى اَتٰيكَ الْيَقِينُ لَعَنَ
اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً خَذَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً
اَلَبَّتْ عَلَيْكَ وَاَبْرَءُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِمَّنْ اَكْذَبَكَ
وَاسْتَخَفَّ بِحَقِّكَ وَاسْتَحَلَّ دَمَكَ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي يَا اَبَا
عَبْدِاللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ خَاذِلَكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ
سَمِعَ وَاعِيَتَكَ فَلَمْ يُجِبْكَ وَلَمْ يَنْصُرْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ

سَبَا نِسَائَكَ اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِيٌ وَمِمَّنْ وَالاهُمْ وَمَا
لاهُمْ وَاَعَانَهُمْ عَلَيْهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِكَ
كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَ بَابُ الْهُدٰى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَالْحُجَّةُ
عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَاَشْهَدُ اَنِّي بِكُمْ مُؤْمِنٌ وَ بِمَنْزِلَتِكُمْ
مُوقِنٌ وَ لَكُمْ تَابِعٌ بِذَاتِ نَفْسِيْ وَشَرَائِعِ دِيْنِي وَخَوَاتِيمِ
عَمَلِي وَمُنْقَلَبِيْ فِيْ دُنْيَايَ وَاٰخِرَتِي

صلوات بر علی بن الحسين عليهما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ
الَّذِي اسْتَخْلَصْتَهُ لِنَفْسِكَ وَجَعَلْتَ مِنْهُ اَئِمَّةَ الْهُدٰى
الَّذِيْنَ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ اخْتَرْتَهُ لِنَفْسِكَ
وَطَهَّرْتَهُ مِنَ الرِّجْسِ وَاصْطَفَيْتَهُ وَجَعَلْتَهُ
هَادِياً مَهْدِيّاً اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ

مِنْ ذُرِّيَّةِ اَنْبِيَائِكَ حَتّٰى تَبْلُغَ بِهٖ مَا تَقَرُّ بِهٖ عَيْنُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

صلوات بر محمد بن علی علیهما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ الْعِلْمِ وَاِمَامِ الْهُدٰى وَقَائِدِ اَهْلِ التَّقْوٰى وَالْمُنْتَجَبِ مِنْ عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ وَ كَمَا جَعَلْتَهٗ عَلَماً لِعِبَادِكَ وَمَنَارًا لِبِلَادِكَ وَمُسْتَوْدِعًا لِحِكْمَتِكَ وَمُتَرْجِمًا لِوَحْيِكَ وَ اَمَرْتَ بِطَاعَتِهٖ وَحَذَّرْتَ عَنْ مَعْصِيَتِهٖ فَصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَبِّ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ ذُرِّيَّةِ اَنْبِيَائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ وَرُسُلِكَ وَاُمَنَائِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

صلوات بر جعفر بن محمد علیهما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ خَازِنِ

الْعِلْمِ الدَّاعِى اِلَيْكَ بِالْحَقِّ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ اَللّٰهُمَّ وَكَمَا جَعَلْتَهٗ مَعْدِنَ كَلَامِكَ وَوَحْيِكَ وَخَازِنَ عِلْمِكَ وَلِسَانَ تَوْحِيْدِكَ وَوَلِىِّ اَمْرِكَ وَمُسْتَحْفِظَ دِيْنِكَ فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَصْفِيَائِكَ وَحُجَجِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

صلوات بر موسی بن جعفر علیهما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْاَمِيْنِ الْمُؤْتَمَنِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرِ الْبَرِّ الْوَفِىِّ الطَّاهِرِ الزَّكِىِّ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ الْمُجْتَهِدِ الْمُحْتَسِبِ الصَّابِرِ عَلَى الْاَذٰى فِيْكَ اَللّٰهُمَّ وَكَمَا بَلَّغَ عَنْ اٰبَائِهٖ مَا اسْتُوْدِعَ مِنْ اَمْرِكَ وَنَهْيِكَ وَحَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ وَكَابَدَ اَهْلَ الْعِزَّةِ وَالشِّدَّةِ فِيْمَا كَانَ يَلْقٰى مِنْ جُهَّالِ قَوْمِهٖ رَبِّ فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ مَا

صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِمَّنْ اَطَاعَكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ اِنَّكَ
غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ

صلوات بر علی بن موسیٰ علیہما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِىِّ بْنِ مُوسَى الَّذِى ارْتَضَيْتَهُ
وَرَضِيْتَ بِهِ مَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ وَ كَمَا جَعَلْتَ
حُجَّةً عَلٰى خَلْقِكَ وَقَائِمًا بِاَمْرِكَ وَنَاصِراً لِدِيْنِكَ
وَشَاهِداً عَلٰى عِبَادِكَ وَ كَمَا نَصَحَ لَهُمْ فِى
السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَدَعَا اِلٰى سَبِيْلِكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ
اَوْلِيَائِكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ اِنَّكَ جَوَادٌ
كَرِيْمٌ۔

صلوات بر محمد بن علی بن موسیٰ علیہم السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِىِّ بْنِ مُوسٰى
عَلَمِ التُّقٰى وَنُوْرِ الْهُدٰى وَ مَعْدِنِ الْوَفَاءِ وَفَرْعِ
الْاَزْكِيَاءِ وَخَلِيْفَةِ الْاَوْصِيَاءِ وَاَمِيْنِكَ عَلٰى وَحْيِكَ
اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَاسْتَنْقَذْتَ بِهِ مِنَ
الْحَيْرَةِ وَارْشَدْتَ بِهِ مَنِ اهْتَدٰى وَزَكَّيْتَ بِهِ مَنْ
تَزَكّٰى فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ
اَوْلِيَائِكَ وَبَقِيَّةِ اَوْصِيَائِكَ اِنَّكَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

صلوات بر علی بن محمد علیہما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِىِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَصِىِّ
الْاَوْصِيَاءِ وَاِمَامِ الْاَتْقِيَاءِ وَ خَلَفِ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ وَالْحُجَّةِ

عَلَى الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا جَعَلْتَهُ نُوراً
يَسْتَضِيءُ بِهِ الْمُؤْمِنُونَ فَبَشَّرَ بِالْجَزِيْلِ مِنْ ثَوَابِكَ
وَاَنْذَرَ بِالْاَلِيْمِ مِنْ عِقَابِكَ وَحَذَّرَ بَاْسَكَ وَ ذَكَّرَ
بِاٰيَاتِكَ وَ اَحَلَّ حَلَالَكَ وَ حَرَّمَ حَرَامَكَ وَ بَيَّنَ
شَرَائِعَكَ وَفَرَائِضَكَ وَحَضَّ عَلٰى عِبَادَتِكَ وَاَمَرَ
بِطَاعَتِكَ وَنَهٰى عَنْ مَعْصِيَتِكَ فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَذُرِّيَّةِ اَنْبِيَائِكَ يَا اِلٰهَ
الْعَالَمِيْنَ۔

اس صلوات کے راوی ابو محمد عبداللہ بن محمد یمنی کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی صلوات کے ذکر سے فارغ ہوئے اور خود اپنے صلوات کی باری آئی تو آپ خاموش ہو گئے

میں نے عرض کیا باقی صلوات کی کیفیت بھی بیان فرما دیں

آپ نے فرمایا : اگر اس کا ذکر کرنا معالم دین میں سے نہ ہوتا اور مجھے خدا نے اہل حضرات تک اس صلوات کو پہنچانے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس موقع پر خاموشی پسند کرتا لیکن یہ بھی دین کی بات ہے لہذا لکھو۔

صلوات بر حسن بن علی علیہما السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدٍ
الْبَرِّ التَّقِيِّ الصَّادِقِ الْوَفِيِّ النُّورِ الْمُضِيءِ خَازِنِ عِلْمِكَ
وَالْمُذَكِّرِ بِتَوْحِيْدِكَ وَوَلِيِّ اَمْرِكَ وَخَلَفِ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ
الْهُدَاةِ الرَّاشِدِيْنَ وَالْحُجَّةِ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا
فَصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَبِّ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ
اَصْفِيَائِكَ وَحُجَجِكَ وَاَوْلَادِ رُسُلِكَ يَا اِلٰهَ
الْعَالَمِيْنَ

صلوات بر ولی الامر المنتظر علیہ السلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى وَلِيِّكَ وَابْنِ اَوْلِيَائِكَ الَّذِيْنَ
فَرَضْتَ طَاعَتَهُمْ وَاَوجَبْتَ حَقَّهُمْ وَاَذْهَبْتَ عَنْهُمُ
الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْراً اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُ وَانْتَصِرْبِهِ
لِدِيْنِكَ وَانْصُرْ بِهِ اَوْلِيَائِكَ وَاَوْلِيَائَهُ وِشِيْعَتَهُ وَاَنْصَارَهُ
وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ شَرِّ كُلِّ بَاغٍ وَطَاغٍ وَمِنْ
شَرِّ جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَ
عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَاَحْرُسْهُ وَاَمْنَعْهُ اَنْ يُوصَلَ اِلَيهِ
بِسُوءٍ وَاحْفَظْ فِيْهِ رَسُولِكَ وَالَ رَسُولِكَ وَاَظْهِرْبِهِ
الْعَدْلَ وَاَيِّدْهُ بِالنَّصْرِ وَانْصُرْ نَاصِرِيْهِ وَاخْذُلْ خَاذِلِيْهِ
وَاقْصِمْ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَاقْتُلْ بِهِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ
وَجَمِيْعَ الْمُلْحِدِيْنَ حَيْثُ كَانُوا مِنْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ
وَمَغَارِبِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَامْلَاءَ بِهِ الْاَرْضَ عَدْلًا

وَاَظْهِرْبِهِ دِيْنَ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ السَّلَامُ وَاجْعَلْنِي اَللّٰهُمَّ
مِنْ اَنْصَارِهِ وَاَعْوَانِهِ وَاَتْبَاعِهِ وَشِيْعَتِهِ وَاَرِنِي فِي اٰلِ
مُحَمَّدٍ مَا يَامُلُوْنَ وَفِي عَدُوِّهِمْ مَا يَحْذَرُوْنَ اِلٰهَ الْحَقِّ
اٰمِيْنَ۔

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی
محمد والہ الطیبین الطاہرین المعصومین اجمعین۔

مختصر تعارف

حضرت عباس کی ولادت باسعادت کے
چہاردہ صد سالہ یادگار کے موقع پر یہ کتاب
۳۰٪ فیصد رعایت پر فروخت کی گئی۔
ناظم ادارہ عالمی تبلیغ و اشاعت

نام	:	سید وصی رضا
قلمی نام	:	وصی جعفری
والد کا نام	:	جناب سید رضا صاحب
وطن	:	چندن پٹی، دربھنگہ، بہار
حال مقیم	:	علی گڑھ
تعلیم	:	۱۔ بی۔یو۔ایم۔ایس۔ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔
		۲۔ فخر الافاضل — جامعہ جوادیہ، بنارس
		۳۔ فاضل — بہار مدرسہ ایجوکیشنل بورڈ، پٹنہ
		۴۔ عالم — الہ آباد بورڈ، یو۔پی
قلمی کاوشیں	:	◆ ۱۹۹۱ء سے تا حال ادبی و مذہبی مضامین ملک کے موقر جرائد و رسائل میں لکھنے کا سلسلہ جاری۔
		◆ مطبوعہ مضامین تقریباً ۳ درجن سے زائد۔
		◆ مطبوعہ نظم و قصائد تقریباً ۲ درجن سے زائد۔
خدمات	:	معاون مدیر ماہنامہ الجواد، بنارس، از ۹۳ تا ۹۵۔
خط و کتابت کا پتہ	:	وصی جعفری، زہرا باغ، دودھ پور، علی گڑھ۔
ای۔میل ایڈریس	:	wasijafri@rediff.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و بحمدہ والصلاۃُ والسلام علی النبی و آلہ وعلی المنتجبین من صحبہ

سرمایۂ شرف انسانی یعنی اس کی ناطقیت یا دانشوری کا اظہار و بیان، لفظی تعبیرات کی سطح پر تین بنیادی اسالیب میں ہوتا ہے۔ خطابت، شاعری اور نثر نگاری اور یہ رب اکبر کا احسان عظیم ہے شیعانِ محمد و آل محمدؐ پر کہ اس نے ان کی تاریخ و تہذیب منطقی موازین پر استوار، دولتِ فکر سے غنی، ثروت علم سے مالا مال، نور ایمان سے منور، دانشوری کی روایت سے ہم آہنگ رکھا ہے اور اس تہذیب کے بیشتر نمائندوں کو خطابت، شاعری اور نثر نگاری تینوں اسالیب اظہار کا وافر ذوق اور سلیقہ کرامت فرمایا ہے۔

عزیز خاطر جناب مولانا سید وصی رضا وصیؔ جعفری کا اس عنوان سے تعارف تحریر کرتے ہوئے مجھے سچی دلی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ وہ اسی علم و ایمان خیز تہذیب کے ہونہار فرزندوں میں سے ہیں۔ خطابت بھی فرماتے ہیں، شاعری کا ذوق بھی بلند پایہ ہے، ان کی نثری کاوش اس کتاب کی شکل میں سامنے ہی موجود ہے۔

ان کا یہ امتیاز بھی قابل ذکر و ستائش ہے کہ انہوں نے طلب علم کی راہ میں کوئی حدّ فراغ مقرر نہیں کی۔ علم دین کے رائج نصاب کی تکمیل کے بعد علم طب کی تحصیل میں منہمک ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولائے کل سبحانہٗ و تعالیٰ بحق سید رُسُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بہ طفیل ائمہ معصومین علیہم السلام ان کے سفر ارتقا کو فوزِ دوام اور کمالِ استمرار عطا فرمائے!

آمین بحقِ طٰہٰ و آلِ یٰسین

دعا گزار
سید عقیل الغروی
جامعۃ الثقلین، دہلی

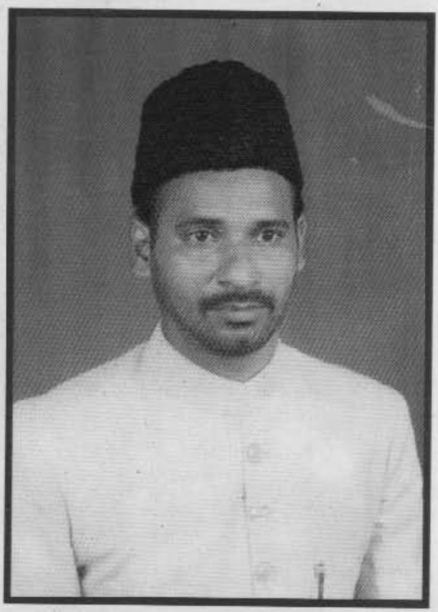

عکس مترجم